موسیقی

اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں



ڈاکٹر گوہر مشتاق

(پی ایچ ڈی امریکہ)

موسیقی

اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

ڈاکٹر گوہر مشتاق

اذان سحر پبلی کیشنز

منصورہ ملتان روڈ لاہور فون: 042-5435667

نام کتاب	:	موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں
مصنف	:	ڈاکٹر گوہر مشتاق
ناشر	:	عباس اختر اعوان
		اذان سحر پبلی کیشنز، منصورہ ۔ ملتان روڈ لاہور
اشاعت سوم	:	مئی 2014ء
مطبع	:	رانا پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	140 روپے

ملنے کے پتے:

- ......دی بک ڈسٹری بیوٹرز، کراچی، 021-2787137
- ......مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون 051-2278843,2278845
- ......اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی 051-4830451
- ......علی بک شاپ، کمیٹی چوک راولپنڈی 5530352
- ......احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی
- ......اولڈ بک کارنر پیرس پلازہ کمرشل مارکیٹ، راولپنڈی 4421666
- ......مکتبہ تبلیغ اسلام، الاکرام بلڈنگ راولپنڈی 5962137
- ......النور اسلامک بکس ۔ سنگاپور پلازہ ۔ صدر ۔ راولپنڈی 5794605
- ......ادارہ تطہیر افکار، جی ٹی روڈ، پشاور ۔ 091-262407

فہرست

عرض ناشر

الحمدللہ، اِس کتاب کی اشاعت کے ساتھ ہم اپنے ادارے کی کتب میں ایک ایسی قیمتی کتاب کا اضافہ کررہے ہیں جس پر ہم بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں۔ موسیقی کے ہولناک نقصانات پر اردو زبان میں لکھی گئی یہ سب سے مفصل کتاب ہے جس میں اسلام و دیگر تہذیبوں کے ساتھ ساتھ موسیقی کے حامیوں کی آراء پیش کرکے واضح کیا گیا ہے کہ موسیقی کی ہر شکل انسانیت کے لئے نقصان دہ ہے، جس سے صرف شیطان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ گمراہی کی طرف لے جاتی ہے اور انسان کو جہنم کی غذا بنا ڈالتی ہے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی یہ شاندار تخلیق اردو لٹریچر میں ایک خوبصورت اور جذبانگیز اضافہ ہے۔

موسیقی کے جتنے زیادہ نقصانات ہیں، اس کا قلع قمع کرنے کیلئے اس قدر زیادہ کوشش نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جتنا کام برائی کو پھیلانے کے لئے شیطان کے ایجنٹ کررہے ہیں، اہل ایمان کو کم ازکم اتنا کام تو نیکی کو پھیلانے کا کرنا چاہئے۔ چند سال قبل پنجاب میں آئی جی جہانزیب برکی نے اُس وقت پبلک ٹرانسپورٹ میں میوزک پر پابندی لگادی تھی، جب لاہور سے گجرات جانے والی ایک کوسٹر سیلابی نالے میں گرنے سے تیس سے زیادہ افراد جاں بحق ہوگئے تھے، اس گاڑی کے ڈرائیور نے اونچی آواز میں میوزک لگا رکھا تھا، بعض مسافروں نے اسے میوزک بند کرنے کو کہا لیکن وہ موسیقی کے زیراثر کسی اور ہی لے میں تھا، اس نے کسی کی نہ مانی اور خود بھی زندگی سے محروم ہوا اور اسکی گاڑی کے مسافروں میں سے بھی تین چار افراد کے علاوہ کوئی نہ بچ سکا۔ میوزک کی مدہوشی میں ہونیوالے حادثات میں سے یہ ایک واقعہ تھا، اس واقعے کے چند روز بعد ہی وہ پابندی بھی ہوا ہوگئی جو آئی جی پنجاب نے لگائی تھی۔

ہم اس کتاب کے قارئین سے گذارش کریں گے کہ وہ کم ازکم ایک ایسے فرد تک یہ کتاب ضرور پہنچائیں جو موسیقی کا رسیا ہو اور اسکے ذریعے موسیقی کا زہر دوسروں کے کانوں میں اتر رہا ہو۔ پھر جب اُسے ہدایت حاصل ہوجائے تو وہ بھی اس کتاب کو کم ازکم ایک اور فرد تک پہنچائے، یوں انشاءاللہ ایک کے بعد دوسرے فرد تک ہدایت کا نور پہنچتا جائے گا اور معاشرتی اصلاح کی ایک مضبوط لہر پیدا ہوجائے گی۔ اس مقصد کیلئے رعایتی قیمت پر کتابوں کی فراہمی کا فریضہ ہم انجام دیں گے۔

عباس اختر اعوان

پیش لفظ

موسیقی کے متعلق ڈاکٹر گوہر مشتاق کی یہ کتاب دنیا کے ہر طرح کے لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم...... بوڑھے ہوں یا جوان...... پڑھے لکھے ہوں یا طالبعلم...... جو موسیقی کو پسند کرتے ہیں اور جو اس کے خلاف ہیں اور بالخصوص ان لوگوں کے لیے جو اسلام میں موسیقی کی حیثیت اور پوزیشن جاننا چاہتے ہیں۔

مصنف نے کتاب میں مذہب، عمرانیات، سائنس، میڈیکل اور تاریخی میدانوں سے حوالہ جات اور معلومات جمع کر دی ہیں۔

یہ کتاب یقیناً ایک منفرد کاوش ہے۔ میں ہر لڑکے لڑکی اور مرد و عورت کو تلقین کروں گا کہ وہ یہ کتاب پڑھیں تا کہ ان کی موسیقی کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں۔ آپ لوگوں سے استدعا ہے کہ آپ قرآن کی تلاوت اور قاری کی خوبصورت آواز کی حلاوت کو محسوس کریں۔ قرآن کی تلاوت مومنین کے دلوں کو چھوتی ہے اور انہیں نیک کاموں پر اُبھارتی ہے۔ تلاوت قرآن سنتے ہوئے یقیناً لوگوں پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کا بلڈ پریشر بہتر ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں سائنسی دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت کی گئی ہے۔

اللہ کی آپ سب پر رحمت ہو۔ آمین۔

ڈاکٹر احمد حسین صقر

(امریکہ میں مقیم لبنانی عالمِ اسلام، جو بائیو کیمسٹری میں پی ایچ ڈی بھی ہیں)

کلماتِ تحسین

میں نے آپ کی کتاب ختم کر لی ہے اور تمام حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے آپ نے ایسی کتاب لکھی ہے جو ہر قسم کے لیے دلچسپی کا سامان لیے ہوئے ہے۔ اس کے اندر قرآن اور حدیث اور مختلف مکاتب فکر اور مذاہب فقہ کے علماء کی طرف سے دلائل موجود ہیں اور جو شخص بھی اللہ کے احکامات کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اور اسکی نافرمانی سے دور رہنا چاہتا ہے اسکے لیے یہ کافی ہیں۔

منفرد طور پر اس کتاب میں انسان پر موسیقی کے اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات بھی موجود ہیں۔ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور شکوک واعتراضات کو رفع کیا گیا ہے اور توبہ کرنے کے خواہش مند مسلمانوں کے لیے ولولہ انگیز سچے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے جسکی ایسے وقت میں شدید ضرورت تھی جبکہ ہم میں سے بہت سے لوگ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کو بھول چکے ہیں۔ اور قرآن وسنت سے چمٹے رہنے کی بجائے اپنی نفس کو موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے خوراک دیتے ہیں جبکہ موسیقی شیطان کی اذان ہے اللہ ہم سب کی ہدایت کے راستوں کی طرف رہنمائی کرے آمین۔''

شیخ عبدالرحیم گرین

(آپ برطانیہ کے نومسلم ہیں جنھوں نے 1980ء کی دھائی میں اسلام قبول کیا، جید علماء سے اسلامی علوم حاصل کئے اور آج برطانیہ میں نور اسلام پھیلا رہے ہیں)

ابتدائیہ

ایک ایسے موضوع پر شدید مطلوب کتاب جس موضوع کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ موسیقی کے منفی اثرات کو نہایت عملی انداز میں بیان کیا گیا ہے موسیقی کی حرمت کے موضوع پر عرصے سے ایک کتاب کا انتظار تھا اور ڈاکٹر گوہر مشتاق نے اس موضوع کو تفصیل سے شاندار طریقے سے بیان کیا ہے۔ بہت سے لوگ اس بات کا اندازہ نہیں کرتے کہ موسیقی کے سننے والے پر بہت سے منفی معاشرتی اور اخلاقی اثرات مرتب ہوتے ہیں جو بذات خود منشیات جنسی بے راہ روی اور خودکشی کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں کسی قوم اور معاشرے کے زوال کا سبب بنتی ہیں موسیقی کوئی قوموں اور گروہوں کو کنٹرول کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام امور کے متعلق تحقیق کو اس کتاب میں نہایت خوبصورت انداز میں سمو دیا گیا ہے۔

المختصر تمام آیات قرآنی، احادیث رسولؐ اور اقوال علماء جو کئی کتابوں میں بکھرے پڑے تھے انہیں ایک کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے یہ کتاب ہر اس شخص کے لیے پڑھنا لازمی ہے جو صدق دل سے موسیقی کی حرمت اور اس کے زہر آلود اثرات کے متعلق ٹھوس تحقیق کا متلاشی ہے۔

امام طاہر انور

(امریکہ میں کیلیفورنیا کی ایک مسجد کے امام اور عالم اسلام)

حرف آغاز

انسان ایک معاشرتی مخلوق ہے یہ اپنے اردگرد کے ماحول سے اثر قبول کرتا ہے۔فطرت کے علاوہ ماحول اور تربیت بھی انسان کی شخصیت پر انمٹ نقوش مرتسم کرتے ہیں۔اس پر مزید ستم یہ کہ انسانوں کی اکثریت اپنی فطری کاہلی کی وجہ سے چیزوں کو گہرائی میں دیکھنے کے عادی نہیں ہوتی۔اُن کے ذہن یہ سوال نہیں کرتے کہ آیا ان کے اردگرد جو کچھ ہو رہا ہے وہ حق ہے یا باطل،ان کا طریقہ وہی ہوتا ہے جو انگلش کے مقولے میں بیان ہوا ہے۔"Seeing is believing یعنی جو دیکھا اس پر ایمان لے آئے۔"

موجودہ زمانے میں جبکہ سائنسی ایجادات نے نہایت تیزی سے ترقی کی ہے،ایک چیز جس کا جنون تیزی سے پھیلا ہے وہ موسیقی اور گانے بجانے کا رواج ہے۔آج موسیقی اتنی عام ہو چکی ہے کہ اکثر مسلمان موسیقی سنتے ہیں لیکن اس چیز کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ دیکھیں کہ اسلام کا موسیقی کے متعلق کیا حکم ہے۔اس کے باوجود آج مسلمانوں کی نوجوان نسل کے دل میں گناہ کی چند باتیں کھٹکتی ہیں۔اس لیے آج ہم کسی اسلامی کانفرنس یا کنونشن میں جائیں تو علماء سے تین سوالات ضرور کئے جاتے ہیں:

1......اسلام میں حجاب کا کیا حکم ہے؟ کیا چہرے کا پردہ کرنا چاہیے۔یا نہیں؟

2......اسلام میں موسیقی کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ حلال ہے یا حرام؟

3......کیا اسلام میں داڑھی رکھنی ضروری ہے؟

حدیث کے مطابق گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے۔آج جبکہ ماڈرن زدہ اور معذرت خواہ حکومتی علماء نوجوانوں کو کئی غلط کاموں کے حلال ہونے کا فتویٰ دے بھی دیتے ہیں پھر بھی مسلمان نوجوان ہر کانفرنس میں یہ تین سوالات علماء سے بار بار کرتے ہیں کیونکہ بے حجابی

کا گناہ، موسیقی سننے کا گناہ اور داڑھی نہ رکھنے کا گناہ ان کے دل میں کھٹک مسلسل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہ بات بذات خود اس چیز کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کو ہم جائز نہیں کہہ سکتے۔حدیث مبارک میں ہے:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، جس سے آپؐ نے فرمایا:

جِئْتَ تَسأَلُ عَنْ الْبِرِّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: اسْتَفْتِ قَلْبَکَ. الْبِرُّ مَااطْمَأَنَّتْ اِلَیْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ اِلَیْهِ الْقَلْبُ. وَالاِثْمُ مَاحَاکَ فِی النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ وَاِنْ أَفْتَاکَ النَّاسُ وَأَفْتَوْکَ (مسند احمد)

(احمد بن حنبل / المسند. عالم الکتب، بیروت، ۱۹۹۸ء/ ج۶، ص ۱۷۴، رقم ۱۸۱۶۹)

"تم مجھ سے نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔اس نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ۔یعنی اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو۔نیکی وہ ہے جس کے متعلق روح مطمئن ہواور دل مطمئن ہواور گناہ وہ ہے جو روح میں بے چینی پیدا کرے اور دل میں کھٹکے، چاہے لوگ تجھے بار بار اس گناہ کے حق میں دلیل دیں"۔(مسند احمد)

دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی صَدْرِکَ وَکَرِهْتَ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ

(صحیح مسلم، کتاب البر بروایت نواس بن سمعان)

"نیکی اچھے اخلاق اور اعمال ہیں اور گناہ کا کام وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم یہ نہ پسند کرو کہ دوسرے لوگ اسے دیکھیں۔"

یہ دلچسپ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ مسلمانوں میں اٹھنے والے مغرب زدہ علماء، دیگر اسلامی احکامات کے علاوہ بالخصوص ان تین مسائل میں قرآن وحدیث کے بالکل خلاف پوزیشن ضرور اختیار کرتے ہیں تاکہ مذہب سے بیزار مسلمان ان کے ساتھ شامل ہو سکیں

اور حکومت وقت بھی ساتھ ساتھ خوش ہوجائے ۔دراصل جن مسلمانوں کے دل ایمان سے خالی ہوں، جیسا کہ اُن Modernist مسلمانوں کے ہوتے ہیں، وہی ایسی چیزوں سے دھوکہ کھاتے ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ نے حضورﷺ کے طریقہ تعلیم کے متعلق فرمایا تھا:

تعلمنا الایمان ثم تعلمنا القرآن ۔(جامع البیان فی تاویل القرآن ۔ابوجعفرابن جریر طبری،بیروت1992ء)

یعنی:(ہمیں حضورﷺ نے پہلے ایمان سکھایا، پھر قرآن سکھایا)۔

جب دل میں ایمان ہوتو نہ حجاب کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش آتی ہے اور نہ موسیقی سے بچتے ہوئے ۔لیکن یہ ایمان دراصل حضورﷺ کی ذات سے سچی محبت سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔اگر ہم انبیاءکرام کی زندگیاں دیکھیں تو ہم نوٹ کریں گے کہ ان سب نے سوسائٹی میں مروج بڑائیوں کے خلاف آواز اٹھائی اسی لیے کوئی نبی یا رسول ؑ بھی اپنے لوگوں میں اس طرح مقبول نہیں ہوا جس طرح آج کے سیاستدان ہوتے ہیں۔

مثلاً اگر حضرت شعیب ؑ اپنی قوم کو ہم جنس پرستی کے گناہ کے خلاف سرزنش کرتے تو ان کی قوم شاید انہیں اپنے کاندھوں پر اٹھاتی ۔کیونکہ یہ بڑائی قوم شعیب میں موجود ہی نہ تھی لیکن حضرت شعیب ؑ نے معذرت خواہانہ انداز اختیار کئے بغیر اپنی قوم کو ان میں مروّج بڑائی یعنی ناپ تول میں کمی اور کاروبار میں بددیانتی کے متعلق ٹوکا تو ان کی قوم حضرت شعیب ؑ کی دشمن بن گئی ۔

اسی طرح اگر لوط ؑ اپنی قوم کو شراب خوری،غیبت یا جوا کھیلنے سے منع کرتے تو شاید وہ اپنی قوم میں بہت مقبول ہوتے کیونکہ یہ ان کی قوم میں عام بڑائیاں نہ تھیں لیکن لوط ؑ نے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے پرواہ ہوکر اپنی قوم کو ہم جنس پرستی کی بڑائی پر ٹوکا تو پوری قوم ان کی دشمن بن گئی ۔لوط ؑ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بطریق احسن ادا فرمادیا۔

چونکہ لکھائی بھی ایک طریقہ ہے کہ جس سے برائی کو ہاتھ سے روکا جاتا ہے،اس لیے یہ کتاب سوسائٹی میں مروّج ایک برائی کو روکنے کی ادنیٰ سی کاوش ہے ۔اس کتاب کا پہلا حصہ

موسیقی کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ کے متعلق ہے۔دوسرے حصے میں سائنسی تحقیقات کی روشنی میں انسانی جسم پر اثرات پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے حصے میں عمرانی سائنسی تحقیقات کی روشنی میں موسیقی کے معاشرے پر اثرات بیان کئے گئے ہیں۔اس سے اگلے حصے میں موسیقی کے مسئلے میں لوگوں کے عام اعتراضات کے فقہ اسلامی کی روشنی میں جوابات پیش کئے گئے ہیں اور کتاب کا آخری حصہ ایسے لوگوں کی زندگیوں کے متعلق ہے جو موسیقی اور گانے بجانے کے میدان میں امامت کے مقام پر فائز تھے لیکن انہوں نے اللہ کے حضور توبہ کی اور پھر پوری دنیا کے لیے ھدایت کے امام بن گئے۔

کچھ لوگ یہ اعتراض اٹھا سکتے ہیں کہ سائنس تو بدلتی رہتی ہے پھر آپ نے موسیقی کے نقصانات کو ثابت کرنے کے لیے سائنس کا سہارا کیوں لیا؟ مزید برآں سائنس یہ بھی بتا سکتی ہے کہ موسیقی کے کچھ فائدے بھی تو ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی چیز 100 فیصد شر نہیں ہوتی ہر چیز کے فائدے اور نقصانات ہوتے ہیں۔تاہم اسلامی شریعت کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر چیز کے فائدوں اور نقصانات کو تولا جائے۔اس چیز کو قرآن میں شراب نوشی اور جوئے کے متعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِوَالمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا(سورہ البقرہ 219)

ترجمہ: یہ لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو: ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے، اگر چہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں۔مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

پس شراب اور جوا بازی کے معاملے میں قرآن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ فوائد بھی موجود ہیں لیکن شراب اور جوئے کے نقصانات ان کے فائدوں سے زیادہ ہیں۔اسی لیے اسلام نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔یہی معاملہ موسیقی کا بھی ہے کہ موسیقی کی چند اقسام میں تھوڑے بہت فوائد بھی ہو سکتے ہیں مثلاً سننے والے کو عارضی طور پر کچھ سکون پہنچانا لیکن موسیقی سننے کے نقصانات اس کے فوائد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ موسیقی کے مضر پہلوؤں اور نقصانات کے متعلق اس کتاب میں جو تحقیقات پیش کی گئی ہیں، وہ صرف بیالوجی، کیمسٹری اور طب کے میدان سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ عمرانی سائنسز (Social Sciences) سے متعلق بھی ہیں جو سروےز اور اعداد وشمار پر مشتمل ہیں۔ اگر کسی شخص کو سائنسی لٹریچر میں موسیقی کے حق میں ایک یا دو تحقیقات مل بھی جائیں تو پھر بھی یہ کتاب پڑھنے کے بعد قاری کو اندازہ ہوگا کہ اس کتاب میں بیان کی گئی سائنسی تحقیقات بے تحاشا ہیں اور وہ ایک دوسرے کی تائید بھی کرتی ہیں جن کے مطابق موسیقی کا شراب نوشی، منشیات، فحاشی و عریانی، سگریٹ نوشی اور خودکشی سے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میں بہت سے لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس کام میں مختلف طریقوں سے مدد پہنچائی۔ مفتی عبدالرحمٰن بن یوسف مانگیرا صاحب (انگلینڈ) خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو حرف بحرف پڑھا اور اپنی عالمانہ رائے سے نوازا۔ الجمعہ میگزین کے حسن لیدی، محترمہ ڈاکٹر نصرت صاحبہ اور انجینئر زاھد محمود بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں اپنی والدہ فریدہ مشتاق اور والد مشتاق حسین کا بھی ممنون ہوں کہ انہی کی مروت نے مجھے نکتہ دان بنایا۔

آخر میں میں اپنی اہلیہ سعدیہ کا مشکور رہوں جس نے پانچ بچوں کی تعلیم وتربیت اور گھر چلانے کی ذمہ داری کے باوجود اسلام کی تبلیغ کے کاموں میں میری ہر ممکن مدد کی۔ وَمَاتَوْفِيْقِي الا باللّٰہ

ڈاکٹر گوہر مشتاق

امریکہ

دیتے رہتے ہیں۔ انگلش اور اردو زبان میں بہت سی اسلامی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اُن کی انگریزی کتابوں کی تفصیلات انٹرنیٹ سے حاصل کی جا سکتی ہوں۔ ڈاکٹر گوہر کی اردو کی کتابوں کی لسٹ درج ذیل ہے:

1......ایک آنکھ والا دجال

2......موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

3......انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4......معرکۂ روح و بدن

5......پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب

6......دجالی دور اور مسلم نوجوان

7......داڑھی کی اہمیت قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8......ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9......سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10......سورۃ یٰسٓ کی تفسیر: کتاب و سنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں

11...... تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

12 ...... روزے کے روحانی اور طبی فوائد۔ قرآن حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

13 ...... دجالی دور اور مسلم خواتین

14 ...... اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی؟

15 ...... مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ

16 ...... عرشِ الٰہی سے لٹکتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں

17 ...... تاریخ کا سبق

باب اول

موسیقی!
قرآن اور حدیث کی روشنی میں

موسیقی کے مسئلے کو اسلامی شریعت کی روشنی میں جانچنے سے پہلے مسئلے کو بیان کرنا ضروری ہے۔ موسیقی اور گانے بجانے کا مسئلہ آج کی نوجوان نسل کے لیے انتہائی اہم سوال ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد موسیقی کی اسلام میں پوزیشن واضح کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ کس قسم کا غنا حرام ہے اور کس طرح کا غنا مباح ہے کیونکہ آجکل جدید آلاتِ (Electronic Devices) موسیقی کی ایجاد کے ساتھ اور کمپیوٹر میوزک (Computer Music) کی آمد کے ساتھ اس پہلے سے پیچیدہ مسئلے میں ایک اور جہت کا اضافہ ہو گیا ہے۔

شریعت اسلامی میں احکامات اخذ کرنے کی بنیاد اس بات پر ہوتی ہے کہ ہم مسئلے کو کس طرح سمجھتے ہیں یعنی اَلْحُکْمُ فَرْع' عَنْ تَصَوُّرِہٖ

اس سلسلے میں قرآن اور حضور ﷺ کی سنت میں اس حکم کی کیا تفصیل ہے، یہ چیز فقہ اسلامی میں "تخریج المناط" اور "تنقیح المناط" کے زمرے میں آتی ہے۔ پھر حکم اسلامی کے حرام یا حلال ہونے کی علت معلوم کرنے کا تعلق "تحقیق المناط" سے ہے۔ اسی میں اس مسئلے کے مصالح اور مفاسد کی بحث بھی آ جاتی ہے جو اس کتاب میں جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں کی گئی

ہے۔قرآن وحدیث کی سمجھ اور اس سمجھ کو مسئلے پر منطبق کرنے سے اس مسئلے کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں فتویٰ دیا جاتا ہے۔دراصل اسلامی شریعت کا طریقہ یہ ہے کہ معاملات کے مصالح (Benefits) اور مفاسد (Harms) کا موازنہ کیا جاتا ہے کیونکہ شریعت اسلامی کا اصل مقصد معاشرے کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔موسیقی کے مسئلے کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1- آلاتِ موسیقی (مثلاً دف، پیانو، گٹار، بانسری، کمپیوٹر سے پیدا ہونے والی موسیقی کی آوازیں)

2- گانے کے بول (Lyrics)

3- گانے والا یا جو شخص موسیقی مرتب کرتا ہے۔

اِس کتاب میں موسیقی کے مسئلے کی ان تینوں جہتوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔قرآن وحدیث کے بیان کے علاوہ اس کتاب میں صحابہ کرامؓ اور علمائے اسلام کی موسیقی کے معاملے میں پوزیشن بیان ہوگی۔اس کے بعد ہم اس مسئلے پر فتویٰ دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

اِس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام مسلمانوں کے لیے آخری اتھارٹی قرآن وحدیث ہیں۔قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (سورہ الاحزاب:36)

ترجمہ:''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

اور سورہ النور میں اللہ نے فرمایا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيْمٌ ⌘ (سورہ النور)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔'' (سورة النور: 63)

قرآن کی ان آیات میں ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات کی تعمیل کریں۔ ہمیں اجازت نہیں کہ ہم ان احکامات میں سے چور دروازے نکالیں جو ہماری اپنی مرضی کے مطابق ہوں یا ہماری حالت ایسی ہو کہ بقول اقبال:

ع خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اور جیسا کہ اقبالؔ نے دوسری جگہ کہا تھا:

احکام تیرے حق ہیں پر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

جب ہم اپنے اردگرد کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ موسیقی آج صرف غیر مسلموں میں ہی نہیں مسلمانوں میں بھی عام ہے۔ تاہم یہ حقیقت کہ لوگوں کی اکثریت موسیقی سنتی ہے، موسیقی کے حلال ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ قرآن کا لوگوں کی اکثریت کے متعلق درج ذیل فیصلہ ہے جو سورہ الانعام میں بیان ہوا ہے۔

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلاَّ الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلاَّ يَخْرُصُونَ ⌘ (سورہ الانعام: 116)

ترجمہ: ''اور (اے محمدؐ) اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔''

موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق قرآن کا فیصلہ

قرآن سے پہلی دلیل:

سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿سورہ لقمان: 6﴾

ترجمہ: ''بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو کلام دلفریب (لھو الحدیث) خریدتے ہیں تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی راہ سے بھٹکائیں اور اسے مذاق بنائیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ''لھو الحدیث'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''لھو الحدیث سے مراد غناء ہے، قسم ہے اس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں۔'' یہ کلمہ حضرت عبداللہ نے تین بار فرمایا۔

(نیل الاوطار۔علامہ شوکانی' لاہور 2000ء۔ جامع البیان فی تاویل القرآن۔ ابو جعفر ابن جریر طبری' بیروت 1992ء)

اسی طرح ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے مطابق اِس آیت کا اشارہ گانے بجانے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کی طرف ہے جبکہ حضرت جابر بن عبداللہؓ کے مطابق اس آیت سے مراد گانا بجانا اور گانے سننا ہے۔ (سنن الکبریٰ۔امام بیہقی۔حیدر آباد دکن 1355ھ) (تفسیر ابن کثیر۔علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ)

علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بہت سے تابعین جن میں مجاہد' عکرمہ' مکحول' سعید بن جبیر او عمرو ابن شعیب اِس آیت کو موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف دلیل قاطع سمجھتے تھے۔
(تفسیر ابن کثیر۔علامہ عماد الدین ابن کثیرؒ)

ابن عساکر مفسر قرآن مکحولؒ کا قول نقل کرتے ہیں: ''اگر کسی نے گانا گانے والی

عورت خریدی تا کہ وہ گانا بجانا کرے اور وہ شخص اسی حالت میں مرجائے تو میں اسکے جنازے میں شرکت نہیں کروں گا کیونکہ اللہ تعالی نے سورہ لقمان میں فرمایا ہے کہ ایسا شخص "لہوالحدیث" خرید کرلاتا ہے۔ (معالم التنزیل۔امام بغویؒ۔مصر 1347ھ)

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "جامع البیان" میں لکھتے ہیں کہ مفسرین کے مطابق "لہوالحدیث" کی اصطلاح کو تین معانی میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1- گانے گانا اور سننا

2- گانے والے مردوں یا عورتوں کی خدمات حاصل کرنے کا کاروبار کرنا

3- آلات موسیقی کی خریداری۔(تفسیر طبری)

اسی طرح امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: "لہوالحدیث" کی تمام تشریحات میں سب سے موزوں ترین تشریح "گانا بجانا" (غناء) ہے اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی رائے تھی۔(الجامع الاحکام القرآن۔امام ابوعبداللہ القرطبی، بیروت 1953ء)

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ علمائے اسلام کے مطابق تفسیر قرآن کے چار مآخذ ہیں:

1- قرآن کی تفسیر، قرآن سے۔

2- قرآن کی تفسیر، حدیث سے۔

3- قرآن کی تفسیر، صحابہ کرامؓ کی تشریح (آثار) سے۔

4- قرآن کی تفسیر، عربی لغت سے۔

قرآن کی آیات کو سمجھنے کے لیے احادیث کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی تشریحات نہایت اہم ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر قرآن کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"اگر ہمیں کسی آیت کی تفسیر قرآن یا حدیث میں سے نہ ملے تو ہم اس بارے میں صحابہ رسولؐ

کی تشریح کو دیکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام قرآن کو اور لوگوں سے بہتر سمجھتے تھے کیونکہ انہیں قرآنی آیات کے اسباب نزول کا علم تھا' قرآن کی مکمل سمجھ تھی اور وہ انتہائی راست باز لوگ تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿وَأَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿ (سورہ النجم:62-59)

ترجمہ: اب کیا یہی وہ باتیں ہیں جن پر تم اظہار تعجب کرتے ہو؟ ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟ اور گا بجا کر انہیں ٹالتے ہو؟ جھک جاؤ اللہ کے آگے اور بندگی بجالاؤ۔

امام ابو عبیدہؒ کے مطابق یمنی لہجے میں "سمود" کے معنی گانے کے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ۔ بیروت 1983ء)

عرب ماہر لغت علامہ ابن منظور "لسانُ العرب" میں لکھتے ہیں: "عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لفظ "سُمُود" کے معنی "گانے بجانے" کے ہیں۔ دراصل یہ لفظ یمنی عربی سے ہے۔ چنانچہ "اِسْمَدْ عَلَيْنَا" کے معنی ہیں "ہمارے لیے گانا گاؤ" اور جب گانے والی عورت کو کہا جائے "اِسمدینا" تو اس کا مطلب ہو گا "ہمیں گانا سنا کر نشے کی حالت میں کر دو"۔ (لسانُ العرب۔ علامہ ابن منظور الافریقی۔ 1304ھ مصر)

ابن عباسؓ کے مطابق "سامدون" سے مراد عربوں کا قرآن کے خلاف گانا بجانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن سے تیسری دلیل:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُوراً ﴿(سورہ الاسراء:64)

ترجمہ: "تو (یعنی شیطان) جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے' ان پر اپنے

سوار اور پیادے چڑھا لا' مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا' اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس'' اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے ضحاک' حسن البصری اور مجاہد کے مطابق شیطان کے انسانوں کو اپنی آواز سے بہکانے سے موسیقی اور گانا بجانا مراد ہے۔ ضحاک کے مطابق اس سے ہوا والے آلات موسیقی (مثلاً ڈھول' بانسری) کی آواز مراد ہے تاہم ابن عباسؓ کے مطابق اس سے ہر وہ آواز مراد ہے جو خدا کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔ (تفسیر طبری)

علامہ ابن قیمؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ابن ابی حاتم نے کہا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق اس آیت میں شیطان کی آواز سے مراد ہر وہ چیز ہے جو معصیت خداوندی کی طرف دعوت دے اور یہ بات معلوم ہے کہ گناہ کی طرف بلانے والی چیزوں میں سب سے بڑھ کر گانا ہے اور اسی وجہ سے شیطان کی آواز کی تفسیر گانے سے کی گئی ہے۔ (اغاثۃ اللھفان من مصاعد الشیطان۔ علامہ ابن قیم 1993ء مصر)

یہ بات نوٹ کرنی چاہیے کہ مشہور صوفی عالم علامہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا تینوں آیات قرآن کو موسیقی کی حرمت کی دلیل کے طور پر اپنی کتاب عوارف المعارف میں بیان کیا ہے۔

قرآن سے چوتھی دلیل:

قرآن میں اللہ نے عباد الرحمٰن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْہَدُوْنَ الزُّوْرَ[سورہ الفرقان:72]

ترجمہ: ''وہ بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔''

محمد بن الحنفیہ اور مجاہد نے ''الزور'' کی تفسیر ''غنا'' سے کی ہے۔

(کف الرعاع ۔ ابن حجر المکی ۔ بحوالہ اسلام اور موسیقی مفتی محمد شفیع ۔ تحقیق محمد عبد المعز ۔ کراچی 2002ء)

ابن کثیرؒ کے مطابق ''الزور'' کا ایک معنی گانا بجانا ہے۔(تفسیر ابن کثیر) ابو بکر الجصاص اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ''یہ روایت کی جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مطابق ''الزور'' سے مراد موسیقی اور گانا بجانا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد غنا ہو جیسا کہ کچھ علماء نے مراد لیا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے، ایسی بات کہنا مراد ہو جس کے قائل کو علم نہ ہو۔ بہر حال! لفظ چونکہ عام ہے اس لیے دونوں ہی معنی مراد ہو سکتے ہیں۔(احکام القرآن۔امام ابو بکر الجصاص۔1347ء مصر)

موسیقی اور گانے بجانے کے متعلق حدیث کا فیصلہ

کچھ کمزور ایمان کے مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں:

''اگر موسیقی حرام ہے تو قرآن میں یہ کیوں نہیں کہا گیا کہ یہ حرام ہے؟ ہم صرف قرآن کے احکامات کو مانتے ہیں''۔ یہ اعتراض کوئی نیا نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں کئی افرنگ زدہ اور معذرت خواہی پسند (Apologetic) مسلمان اسلامی احکامات پر اسی قسم کے اعتراضات اٹھاتے رہے ہیں۔ ویسے تو سورہ لقمان کی آیت نمبر 6 میں موسیقی کو واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے تا ہم اسلام کے ہر حکم کی تشریح کے لیے ہمیں حضور ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ قرآن مجمل ہے جبکہ اسلامی احکامات کی تفصیل ہمیں احادیث نبوی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے آثار (اقوال) میں ملتی ہے۔ حضور نے احادیث میں ایسے مغرب زدہ اور منکرین سنت مسلمانوں کے متعلق پیشین گوئی فرما دی تھی۔ مقدام بن معد یکرب کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلاَاِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلاَ یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْ تُّمْ فِیْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّ مُوْهُ (سنن ابی داؤد)

''خبر دار رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز بھی۔ خبر دار ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنی مسند پر بیٹھا ہوا یہ کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو، جو کچھ اُس میں حلال پاؤ اُسے حلال سمجھو اور جو کچھ اُس میں حرام پاؤ اُسے حرام سمجھو۔ حالانکہ دراصل جو کچھ اللہ کا رسول حرام قرار

دے وہ ویسا ہی حرام ہے، جیسے اللہ کا حرام کیا ہوا۔"

(ابوداؤد' کتاب السنۃ اس حدیث کو عصر حاضر کے محدث شیخ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب صحیح سنن ابو داؤد[کتاب نمبر 40 'حدیث نمبر 4587 اور 4606] میں صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث نمبر 1:

لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِف

(صحیح بخاری' کتاب الاشربہ)

ترجمہ: "حضور ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا' ریشم' شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔"

موسیقی کے متعلق صحیح بخاری کی حدیث کا تجزیہ:

عربی کے لفظ "معازف" کے بارے میں علمائے لغت کا اتفاق ہے کہ اس کے معنی باجے اور گانے بجانے کے آلات اور آلات موسیقی کے ساتھ گانا بجانا ہے۔امام قرطبی لکھتے ہیں کہ عربی ماہر لغت الجوہری کے مطابق "معازف" سے مراد آلات موسیقی ہے۔"العازف" گانے والے یا والی کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ "عزف" سے مراد آلہ موسیقی کی آواز ہے۔آلات موسیقی کی مثالوں میں وائلن۔ ڈھول' طبلہ' گٹار، بانسری' ہارمونیم' سارنگی' ستار، بینڈ باجہ' کمپیوٹر سے پیدا ہونے والی آلات موسیقی کی آوازیں' وغیرہ شامل ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے موسیقی کا حرام ہونا درج ذیل وجوہات کی بنا پر ثابت ہوتا ہے:

1-يَسْتَحِلُّوْنَ (یعنی حلال قرار دیں گے) اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ موسیقی درحقیقت حرام ہے اور کچھ لوگ اسے حلال قرار دیں گے۔

2-موسیقی اگر حرام نہ ہوتی تو اسے شراب اور زنا کے ساتھ بیان نہ کیا جاتا۔

3-جب ہم حدیث میں بیان کی گئی ان چاروں چیزوں پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ یہ نہ صرف

حرام ہیں بلکہ قبیح اعمال ہیں جن کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور جو شیطان کے کام (رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ) ہے۔

چنانچہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کوئی چھوٹے گناہ نہیں ۔آخر حدیث میں ان چاروں اعمال (زنا' ریشم' شراب اور آلات موسیقی) کو ایک ساتھ بیان کرنے سے کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے؟ اس سے کم سے کم یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ موسیقی کا سننا کوئی چھوٹا گناہ نہیں بلکہ ایک بڑا گناہ ہے۔

4- عربی لفظ "يَسْتَحِلُّوْنَ" کے معنی ہیں "حلال قرار دیں گے" اور یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ موسیقی درحقیقت حرام ہے اور کچھ لوگ نہ صرف اس گناہ کا ارتکاب کریں گے بلکہ اسے حلال بھی قرار دیں گے۔ یہ مذہب سے بغاوت کی بدترین صورت ہے۔

5 - اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ موسیقی صرف تب حرام ہے جب اس کے ساتھ شراب' زنا اور ریشم بھی شامل ہوں تو یہ ایک باطل دعویٰ ہے کیونکہ اگر یہ دعویٰ سچا ہو تو یہ استثنا (Exception) آخر موسیقی کے لیے ہی کیوں؟ اس دعوے کا انطباق شراب' زنا اور ریشم پر بھی ہو سکتا ہے ۔پھر تو کوئی شخص یہ دعویٰ بھی کر سکتا ہے کہ شراب خوری یا زنا کاری حلال ہیں سوائے اسکے کہ یہ کام موسیقی وغیرہ کے ساتھ کیے جائیں۔

حدیث نمبر 2:

يَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ الْخَمْرَ يَسْمُّوْنَهَا بَغَيْرِ اسْمِهَا يُعْرَفُ عَلٰى رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ– (سنن ابن ماجه)

ترجمہ: عنقریب میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے ۔ان کے سروں پر ناچ گانے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو خنزیر اور بندر بنا دے گا۔

(یہ صحیح روایت ہے اور بیہقی اور ابن عساکر نے بھی روایت کی ہے ۔علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ۔اس کے علاوہ عصر حاضر کے محدث شیخ ناصرالدین البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم تیرہ صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن میں آلات موسیقی اور گانے والوں کی کثرت کو اللہ کے عذاب کے نزول کی وجہ بتایا گیا ہے۔

علامہ ابن القیمؒ اس بارے میں اپنی کتاب ''اغاثة اللهفان'' میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَظَاهَرتِ الْاَخْبَارِبوُقُوْعِ الْمَسَخِ فِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهُوَ مُقَيَّدٌ فِيْ اَكْثَرِ الْاَحَادِيْثُ بِاَصْحَابِ الغِنَاءِ وَشَارِبِى الْخَمْرِ (اغاثة اللهفان من مصائد الشيطان. علامه ابن القيم. دار البيان 1993ء)

ترجمہ: ''احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بات بکثرت آئی ہے کہ اس امت میں چہرے بگڑنے (مسخ) کا عذاب واقع ہوگا اور اکثر حدیثوں میں یہ عذاب گانے بجانے میں منہمک ہونے اور شراب پینے والوں کے ساتھ مقید ہے۔''

حدیث نمبر 3:

عَنْ ابن عباس رضى الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

(رواه مسند احمد وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ نے شراب جوئے اور طبل کو حرام کیا ہے۔ نیز ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

حدیث نمبر 4:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى اُمَّتِى الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْمِزْرَوَالْكُوْبَةَ وَالْقِنِّيْنَ وَزَادَنِىْ صَلٰوةَ الْوِتْرِ (مسند احمد)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوئے، طبل اور بانسری کو حرام کیا ہے اور اس نے مجھے اس کے بدلے وتر کی نماز سے نوازا ہے۔''

(اس حدیث کو امام بیہقی نے صحیح قرار دیا ہے۔مزید برآں، شیخ ناصر الدین البانی نے السلسلہ الصحیحۃ (حدیث نمبر 1708) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث نمبر 5:

صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَۃٍ وَرَنَّۃٌ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ

(رواہ بزار و البیہقی)

حضرت عائشہؓ اور انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی گئی ہے۔ایک تو خوشی کے موقع پر گانے باجے کی آواز، دوسرے مصیبت کے وقت آہ و بکا اور نوحہ کی آواز۔ (رواہ بزار و البیہقی)

(اس حدیث کو علامہ سیوطی نے جامع الصغیر میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث نمبر 6:

اِنِّیْ لَمْ اَنْہَ عَنِ الْبُکَاءِ، وَلٰکِنْ نَہَیْتُ عَنْ صَوْتَیْنِ اَحْمَقَیْنِ فَاجِرَیْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ نِعْمَۃٍ لَہْوٍ وَلَعِبٍ، وَمَزَامِیْرِ شَیْطَانٍ، وَصَوْتٍ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ لَطْمِ وُجُوْہٍ وَشَقِّ جُیُوْبٍ، وَھٰذِہٖ رَحْمَۃٌ، وَمَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ

(مستدرک الحاکم)

حضور ﷺ نے فرمایا "بے شک میں نے رونے سے منع نہیں کیا، بلکہ میں دو آوازیں منع کرتا ہوں جو کہ حماقت اور گناہ کی آوازیں ہیں۔ایک آلات موسیقی کے ساتھ گانے کی آواز اور دوسرے مصیبت کے وقت نوحہ کرنے کی آواز، جس کے ساتھ چہرہ پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا شامل ہو۔لیکن یہ میرا آنسو بہانا رحم کی وجہ سے ہے (اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر) اور جو رحم نہیں کھاتا، اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

(مستدرک الحاکم۔اِس حدیث کو شیخ ناصر الدین البانی نے "حسن" قرار دیا ہے۔)

حدیث نمبر 7:

مَنْ قَعَدَاِلٰی قَیْنَۃٍ یَسْتَمِعُ مِنْهَا صَبَّ اللّٰهُ فِیْ اُذُنَیْهِ الْاٰنِکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(جامع الصغیر للسیوطی)

''جو شخص کسی مغنیہ باندی کا گانا سنے،قیامت کے دن اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا۔''

(اسی طرح کی روایت قاضی ابوبکر ابن العربی نے احکام القران میں روایت کی ہے۔نیز اس حدیث کوابن عساکر نے اپنی''تاریخ''میں بھی بیان کیا ہے۔)

حدیث نمبر 8:

بُعِثْتُ بِکَسْرِ الْمَزَامِیْرِ (کنزاعمال)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آلات موسیقی توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

(اس حدیث کوروایت کرکے شیخ علی متقی ہندی صاحب کنزاعمال لکھتے ہیں: سَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ)

حدیث نمبر 9:

عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی ابْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَوَضَعَ اُصْبُعَیْهِ فِی اَذُنَیْهِ وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ عَنِ الطَّرِیقِ وَهُوَ یَقُولُ یَانَافِعُ اَتَسْمَعُ فَاَقُولُ نَعَمْ فَیَمْضِیْ حَتّٰی قُلْتُ لَافَوَضَعَ یَدَیْهِ وَاَعَادَ رَاحِلَتَهُ اِلَی الطَّرِیقِ وَقَالَ رَاَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا (سنن ابو داؤد، مسند احمد)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ

ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ لیا۔ پھر کہنے لگے: ''نافع! آواز آ رہی ہے؟'' میں نے عرض کیا ''جی'' آپ چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے عرض کیا کہ ''اب آواز نہیں آ رہی'' تو آپ نے اپنے کانوں پر سے انگلیاں ہٹائیں اور اسی راستے پر آ گئے۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنکر ایسا ہی کیا تھا۔

(اس حدیث کو ابن حجر عسقلانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز علامہ ابن ناصر جو علامہ ابن جوزی کے استاد تھے اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ یہی رائے علامہ سیوطی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی ہے۔ (بحوالہ محمد عبدالمعز صاحب)

حدیث نمبر 10:

عَنْ عِمْرآنَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَتٰی ذٰلِکَ؟ قَالَ اِذَاظَھَرَتِ الْقِیَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ (رواہ الترمذی)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ایسا کب ہوگا؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب گانے والی عورتیں اور باجوں کا رواج عام ہو جائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔

اسی طرح اور بھی بیشمار احادیث نبوی ﷺ موسیقی کے حرام ہونے کے بارے میں وارد ہوئی

ہیں لیکن اختصار کی خاطر اتنی احادیث ہی کافی ہیں۔

حضور ﷺ کی زندگی سے ایک واقعہ:

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور ابن اسحاق، بزار، بیہقی، ابو نعیم اور ابن عسا کر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم بد اور موسیقی کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا، سوائے دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ نے مجھے گناہ سے محفوظ رکھا۔ ایک بار میں رات کو عرب کے عام نوجوانوں کی طرف بیٹھا ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا تو مجھے ایک گھر سے گانے بجانے کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا "یہ کیا سلسلہ ہے؟" کہنے لگے "فلاں کے ہاں شادی ہوئی ہے۔" اللہ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں موسیقی کی آواز سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا اور ایسا سویا کہ اگلے دن سورج کی آمد پر اس کی شعاؤں نے مجھے بیدار کیا۔ دوسری بار پھر میں اس طرف آ گیا تو مجھے پھر وہی آ کر وہی موسیقی اور گانے بجانے کی آواز سنی جیسی کہ گزشتہ رات سنی تھی۔ اب کی بار پھر مجھے نیند نے آ لیا۔ بخدا! میں نے کوئی بھی برا کام نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز کیا۔

(الخصائص اکبریٰ للسیوطی)

(ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور تمام راوی معتبر ہیں۔ نیز حاکم اور الذہبی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔)

اس واقعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گانا بجانا ایک بڑا کام ہے کیونکہ حضور ﷺ نے یہاں اسے برے کاموں میں شمار کیا ہے۔

اگلے باب میں موسیقی کے نقصانات کا سائنسی تحقیقات کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا۔

باب دوم

موسیقی کے انسانی جسم پر
اثرات کے متعلق سائنسی تحقیقات

موسیقی میں ساز و آواز کا ایک حسین امتزاج ہوتا ہے۔موسیقی میں نہ صرف عام آواز کی خصوصیات ہوتی ہیں بلکہ اس میں ایک مزید عنصر ''موزونیت'' (Rhythm) کا بھی پایا جاتا ہے یعنی ایسی حرکت یا تبدیلی جس میں مختلف آوازیں باقاعدگی سے دہرائی جائیں۔یہ چیز موسیقی میں نپے تلے وقت (Time-Dependent) کے ساتھ ہوتی ہے۔ایسی چیزوں کے جسم انسانی پر مرتب ہونے والے اثرات کو آلات کی مدد سے ناپا جا سکتا ہے۔جب موسیقی کے ساتھ گانے والے کی دلفریب آواز بھی شامل ہوئے تو موسیقی کے اثرات سننے والوں پر دوچند ہو جاتے ہیں۔

چونکہ لوگوں کی اکثریت سننے کی کیفیت (Listening Experience) کو شعوری طور پر کوئی اہمیت نہیں دیتی اس لیئے وہ اُس کے اثرات سے بے خبر ہوتے ہیں۔

بے شمار سائنسی تجربات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے کے اثرات ہمارے جسم اور ذہن دونوں پر مرتب ہوتے ہیں۔موسیقی سے انسانی جسم کے متاثر ہونے کی ایک وجہ ہمارے جسم کی اپنی موزونیت (Body Rhythms) بھی ہو سکتی ہے۔انسانی دل ایک منٹ میں 70 سے 80 مرتبہ دھڑکتا ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ اکثر مغربی میوزک کی رفتار (Tempo) بھی یہی ہوتی ہے۔موسیقار راجر سیشنز (Roger Sessions) کے مطابق موسیقی دراصل وقت کے دھارے میں آواز کی باضابطہ حرکت کا نام ہے۔اسی تعریف کی مزید

تشریح کرتے ہوئے مغربی ماہر نفسیات اور موسیقار این روزن فیلڈ (Anne Rosenfeld) بیان کرتی ہے:

''موسیقی میں نظم وضبط کا تصور بہت اہم ہے۔موسیقی کبھی بھی بے ہنگم آوازوں کا نام نہیں ہے۔موسیقی دراصل نہایت منظم آوازوں کا مرکب ہوتی ہے جنہیں اکثر اوقات سخت منطقی اصولوں کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے۔''

پس موسیقی ایک قوت ہے جس کے اثرات اُس کے سننے والوں پر مترتب ہوتے ہیں۔یہ ایک معصوم تفریح نہیں ہے۔موسیقی دراصل نپی تلی اور منظم آوازوں پر مشتمل ہوتی ہے جیسا کہ ماہر نفسیات ڈاکٹر روزن فیلڈ نے بیان کیا ہے۔موسیقی سننے کے ہمارے جسم اور کردار پر انتہائی دُور رَس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی تعلیمات میں موسیقی اور گانے بجانے کے مسئلے پر خاص طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اس باب میں موسیقی کے انسانی جسم اور دماغ پر مرتب ہونے والے اثرات پر جدید سائنسی تحقیقات کے تناظر میں روشنی ڈالی جائے گی۔

موسیقی اور جذبات کا تعلق سائنس کی روشنی میں:

ماضی میں سائنسدان یہ سمجھتے تھے کہ عقل (Reason) اور جذبات (Emotions) کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ تاہم یہ نقطۂ نظر اب بدل رہا ہے۔ماہر نفسیات جے ٹی کا سیوپو (J.T.Cacioppo) اور ڈبلیو ایل گارڈنر (W.L.Garder) کے مطابق اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے جذبات' ہماری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ تیز رفتار ہوتے ہیں اور اپنی تیزی کی وجہ سے وہ دماغ کی پرکھنے کی صلاحیت کو اغواء کرنے کی طاقت رکھتے ہیں جسے "Emotional Hijack" کہا جاسکتا ہے۔

(Cacioppo,J.T & Gardner,W.L (1999)"Emotion" Annual Review of Psychology Vol 50 PP 191-214)

انٹونیو ڈیماسیو (Dr. Antonio Damasio) جو کہ یونیورسٹی آف آئیوا(University of Iowa)امریکہ میں نیورالوجی ڈپارٹمنٹ کا انچارج ہے اور انسانی دماغ پر تحقیق کے میدان میں ایک گراں قدر نام ہے' نے حال ہی میں نفسیات کے روایتی نظریئے کو اپنی کتاب "Descartes Error: Emotion, Reason and the Human Brain" میں چیلنج کیا ہے کہ علم نفسیات کا عقل کو جذبات سے علیحدہ رکھنا غلط ہے کیونکہ جذبات دراصل انسان کے عقل سے کیے گئے فیصلوں میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ان کے مطابق عقل سے کیے گئے فیصلے صرف منطقی سوچ کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ ان پر انسانی جذبات کی بھی گہری چھاپ ہوتی ہے۔

(Damasio, Antonio (1994), Descartes' Error: Emotion, Reason and the Human Brain. New York, Quill Publishers)

بعض سائنسی تحقیقات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ موسیقی سنتے ہوئے لوگوں پر جذباتی کیفیت طاری ہوتی ہے۔مثلاً مغربی محقق اے پائک(A. Pike) کی موسیقی سننے کے تجربے پر کی گئی تحقیق جو"Journal of Research in Music Education"کے 1992ء کے شمارے میں چھپی جو کہ بہت سے لوگوں پر کی گئی تھی جنہوں نے مختلف قسم کی موسیقی اور گانے سنے۔اس تحقیق کے نتائج سے یہ پتہ چلا کہ 96فیصد سامعین کولذت کا احساس ہوا' 83فیصد موسیقی کے ساتھ وحدت کا احساس ہوا' 72فیصد کو اپنے مزاج (Mood) میں تبدیلی محسوس ہوئی اور 65فیصد کو جسم میں حرکت کا احساس ہوا۔اس ریسرچ نے اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ موسیقی سامعین کے جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے۔

(Journal of Research in Music Education Vol 20 PP 262-267)

سائنسدانوں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ موسیقی کا اثر انسان کے کردار وعمل پر ظاہر ہوتا ہے۔مثلاً 1991ء میں دو مختلف تحقیقات یونیورسٹی آف کیل (University of Keele)برطانیہ کے جان اے سلوبوڈا(Johm A. Sloboda)اور کینیڈا کے سائنسدان گیبریلسن(Gabrielsson)نے اپنی تجربہ گاہوں میں کیں۔ان تجربات میں یہ ثابت کیا گیا

کہ موسیقی کی کئی اقسام کو سُن کر لوگ رونے لگ جاتے ہیں۔

Gabrielsson, A (1991) Canadian Journal of Research in Music Education, Vol 20 (Sloboda, John A Psychology of Music Vol 19 pp 110-120)

علاوہ ازیں چہرے کے پٹھوں پر بجلی کے الیکٹروڈ لگا کر (Facial Electromyograply) "EMG" سے سائنسدانوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ موسیقی سنتے ہوئے لوگوں کے چہرے کے تاثرات بدل جاتے ہیں جبکہ انہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا۔

اسی طرح تین مغربی محققین نائیکلیسیک (Nyklicek) تھیر (Theyer) اور وین ڈورنین (Van Doornen) نے ایک تحقیق میں جو "Journal Of psychophysiology" کے 1997ء کے شمارے میں چھپی، اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ موسیقی سننے والوں پر موسیقی کی مختلف اقسام (مثلاً خوشی، غم، غصہ یا آرام بخشنے والا میوزک) کے مطابق دل اور سانس پر اثرات (Cardio-respiratory effects) مرتب ہوتے ہیں مثلاً دل کی دھڑکن کا تیز یا آہستہ ہونا، سانس کی رفتار کا تیز یا آہستہ ہونا، نبض کی رفتار بدلنا وغیرہ۔

(Nyklicek, I., Thayer, J.F. & van Doornen, L.J.P. (1997). Journal of Psychophysiology 11: 304-321)

جسم انسانی پر موسیقی کے اثرات پر بحث کرتے ہوئے امریکی کی پنسلوینیا سٹیٹ یونیورسٹی (Pennsylvania State University) کی ماہر نفسیات جولین تھیر (Julian Thyer) کے مطابق مختلف آوازوں کی آمیزش کی وجہ سے موسیقی میں فطرتاً اثر انداز ہونے کی خاصیت ہوتی ہے۔

(Rosenfeld, Anne H. (Dec. 1985) "Music, The Beautiful Disturber" Psychology Today)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور انسانی جذبات میں گہرا تعلق ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ موسیقی دماغ کے اُسی حصے (Limbic Region) پر اثر انداز ہوتی ہے جو ہمارے جذبات کو کنٹرول کرتا ہے۔

موسیقی کے انسانی جسم پر بائیولوجیکل اثرات:

بعض تحقیقات میں جسم انسانی میں موسیقی سے پیدا ہونے والی ایک خاص رَدِّعمل کی کیفیت پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کو "Thrill" کہتے ہیں یعنی کسی شدید خوشی یا جذباتی حالت کی وجہ سے جسم میں ہیجان کی لہر یا ''جھرجھری'' پیدا ہونا۔ موسیقی سے جسم میں اس طرح کا ردِّعمل پیدا ہونا ایک عام بات ہے جو تحقیقات سے پتہ چلا ہے۔ اس طرح کی ایک سائنسی ریسرچ امریکی ریاست کیلیفورنیا کی سٹینفورڈ یونیورسٹی (Stanford University) کے سائنسدان ڈاکٹر آورام گولڈ سٹائن (Dr. Avram Goldstein) نے کیا۔ چونکہ موسیقی ہمارے جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے، اس لیے ڈاکٹر آورام نے انسانی جسم میں پیدا ہونیوالی جھرجھری یا ہیجان کی لہر جو انسان کی کمر سے پورے جسم میں پھیل جاتی ہے (Spine-tingling chill) یا جذبات کے جوش سے دم رکنا (Lump in the throat) وغیرہ پر تحقیق کی کہ آیا یہ کیفیات اپنے سامعین میں موسیقی پیدا کر سکتی ہے یا نہیں؟ ڈاکٹر آورام نے یہ دریافت کیا کہ اس تحقیق میں شامل سامعین میں سے 96 فیصد رضا کاروں نے رپورٹ کی کہ انہیں موسیقی کی وجہ سے جسم میں Thrills محسوس ہوئیں جبکہ صرف 36 فیصد نے ورزش کی وجہ سے، 57 فیصد نے کوئی سوال حل کرنیکی خوشی میں، یا 70 فیصد نے جنسی عمل کی وجہ سے Thrills کو جسم میں محسوس کیا۔ مزید برآں، رضا کاروں پر کسی ناول یا خوبصورت تصویر کے نظارے کے مقابلے میں موسیقی جسم کو بیدار کرنے (Physical Arousal) میں کئی گنا زیادہ کارگر ثابت ہوئی۔

(Goldstien, Avram (1980) "Thrills in Response to Music and Other Stimuli" Physiological Psychology vol 8 pp 126-129)

علامہ اقبالؒ نے موسیقی کی اسی صفت کے متعلق فرمایا تھا:

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ جسم کو بیدار

پس اس تحقیق میں شامل 250 رضا کاروں میں سے سب سے زیادہ "Thrills" "موسیقی

سننے والے رضاکاروں نے محسوس کیں۔ "Thrill" دراصل جسم میں ہیجان یا ٹھنڈک کی لہر یا جھرجھری کا احساس ہوتا ہے جو گردن کے پیچھے سے شروع ہوتا ہے اور چہرے اور سر کے اوپر کے حصے تک جاتا ہے اور ساتھ ہی جسم کے باقی حصوں میں پھیل جاتا ہے۔ ڈاکٹر آورام کے مطابق موسیقی سے پیدا ہونے والی "Thrills" میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں پایا گیا۔

Table: " Different types of stimuli that give us" Thrills"

Item	% of People who experienced thrills
Musical Passages	96
Scene in a movie, Play, Battet or Book	92
Great beauty in nature or art	87
Physical contact with another person	78
Climactic moments in opera	72
Sexual activity	70
Sudden insight of solution to a problem	57
Particular moments at a sports event	52
Particular fragrances	39
Physical exercise	36

Summarized from: " Thrills in Response to Music and other stimuli"
Physiological Psychology. (1980) Vol 8 No 1 pp 126-129

ای ای جی یعنی "Electroencephalography" ایک میڈیکل تکنیک ہے جس کے ذریعے دماغ کی برقی حرکت (Electrical Actioity) کو ناپا جاتا ہے۔ موسیقی کے انسانی

دماغ پر اثرات کا اندازہ لگانے کے لیے سائنسدانوں نے EEG کی تکنیک استعمال کرتے ہوئے الیکٹروڈ موسیقی سننے والوں کے سروں پر لگائے۔ اس طرح کی ایک تحقیق میں دو مغربی سائنسدان شمٹ (Schmidt) اور ٹرینر (Trainor) نے یہ مشاہدہ کیا کہ موسیقی سننے کے دوران انسانی دماغ کے مختلف حصے متحرک ہو جاتے ہیں، جس کی ایک ممکنہ وجہ ان حصوں میں خون کے بہاؤ میں تبدیلی ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی نوٹ کیا کہ خوشی کے اظہار والی موسیقی اور گانوں کے سننے سے دماغ کے بائیں حصے (Left Brain) میں نسبتاً زیادہ حرکت نظر آتی ہے جبکہ خوف اور غم کے اظہار والی موسیقی کا زیادہ اثر دائیں دماغ پر مرتب ہوتا ہے۔

(Schmidt, L. & Traitor, L (2001) Music and Emotion: Theory and Research, New York, Oxford Univ. Press)

جب گانے کے ساتھ موسیقی کے آلات بھی شامل ہوں تو گانوں کے بول اتنے طاقتور بن جاتے ہیں کہ سامعین کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایک تحقیق جو "Journal of Applied Social Psychology" کے 1972ء کے شمارے میں چھپی، دو محققین گیلیزیو (Galizio) اور ہینڈرک (Hendrick) نے تجربات سے یہ ثابت کیا کہ گانا بجانا سننے والوں پر گانے کے بول اس صورت میں زیادہ ترغیب دینے والے اور گانے کا پیغام اس وقت زیادہ دل میں گھر کرنے والا ہوتا ہے جب گانے کے ساتھ گٹار (Guitar) کا استعمال بھی ہو بہ نسبت اس صوررت میں جب گانے کے ساتھ کوئی آلۂ موسیقی شامل نہ ہو۔

(Galizio, M. & Hendrik, C, (1972)"Effect of Musical accompaniment on attitude: The Guitar as a Prop for Persuasion.
Journal of Applied Social Psychology vol 2 pp 350-359)

ان تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ جب گانے کے ساتھ موسیقی بھی شامل ہو تو سامعین کو گناہ اور فحاشی پر ابھانے کی طاقت گانے میں کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

موسیقی کے انسانی ذہن پر حیاتیاتی (Biological) اثرات:

موسیقی بڑی حد تک منشیات کی طرح کام کرتی ہے کیونکہ موسیقی انسان کو اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر کر دیتی ہے۔ وہ ذہن کو پرفریب حالت میں پہنچا دیتی ہے۔ سائنس کے میدان میں اس بات کے لیے کافی شواہد موجود ہیں کہ موسیقی کی کئی اقسام ذہن پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں جس سے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے۔ مثلاً Insight میگزین کے مطابق دو مختلف یونیورسٹیوں میں کی گئی تحقیقات میں یہ دریافت ہوا کہ جب راک میوزک (Rock Music) لگایا گیا تو چوہوں کے لیے بھول بھلیوں میں اپنا راستہ معلوم کرنا عام حالات مقابلے میں کئی گنا زیادہ مشکل ہو گیا۔

(Insight Magazine, April 27, 1987 pg 57)

دوسرے الفاظ میں چوہوں کی سیکھنے کی صلاحیتیں موسیقی کے زیر اثر کمزور پڑ گئیں۔

انسانی ذہن ایک ایسا عضو ہے جو غور و فکر، تقریر اور جذبات کا ذمہ دار ہے۔ یہ جسم کا کنٹرول سینٹر ہے۔ انسان کے سامنے کے دماغ کے اندر گہرائی میں ایک حصہ ہوتا ہے جو "Limbic System" کہلاتا ہے۔ اس میں ایمگڈیلا (Amygdala)، ہپوکیمپس (Hippocampus) اور ہائپوتھیلمس (Hypothalmus) جیسے حصے شامل ہوتے ہیں۔ لمبک سسٹم ہمارے جسم میں درج ذیل وظائف ادا کرتا ہے:

1- جذبات کو کنٹرول کرنا۔
2- جذباتی ردعمل۔
3- کیمیاوی مادوں کے جسم میں اخراج کو کنٹرول کرنا۔
4- مزاج (Mood) کا کنٹرول۔
5- درد اور لذت کا محسوس کرنا۔
6- طویل المیعاد یادداشت (Long-term Memory)

جذبات و احساسات مثلاً غصہ، خوف، جوش، محبت، نفرت، خوشی اور غم کے احساسات

وغیرہ سب دماغ کے لمبک سینٹر میں پیدا ہوتے ہیں ۔ اگر کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے دماغ کے اس حصے کو نقصان پہنچ جائے تو انسان کے جذبات کے اظہار کرنے کی صلاحیت بری طرح متاثر ہوتی ہے جس میں بے وجہ کا رونا یا ہنسنا' آسانی سے غصے میں آ جانا' فکر و پریشانی' بہت زیادہ جنسی رجحان اور ڈپریشن وغیرہ شامل ہیں۔

Cayman, Charles B.M.D. (Medical Editor) (1989) Home Medical Encyclopedia (The American Medical Asso.) New York, Random House

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موسیقی' منشیات اور جنسی خواہش کا آپس میں اتنا گہرا ربط ہے کہ یہ تینوں دماغ کے ایک ہی حصے کو متحرک (Stimulate) کرتے ہیں یعنی Limbic System جیسا کہ تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ انسانوں میں نوجوانی کا دور شدید دباؤ (Stress) کا دور ہوتا ہے۔ نوجوان لڑکوں میں بالغ ہونے کے دور میں مردانہ ہارمون ٹیسٹوسٹیرون (Testosterone) جسم میں عام حالات کے مقابلے میں 20 گنا زیادہ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لڑکیوں میں بلوغت کے وقت زنانہ ہارمونز (Progesterone) کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے بلوغت کے وقت' دماغ کا لمبک سسٹم (Limbic System) جنسی ہارمونز کی کثرت کی وجہ سے متحرک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بالخصوص نوجوان لڑکوں میں لڑائی جھگڑے کے واقعات بڑھ جاتے ہیں۔ جیسا کہ "Journal of Adolescemt Health Care" کے 1981ء کے شمارے میں چھپنے والی تحقیق سے پتہ چلتا ہے جو دو مغربی عمرانی سائنسدان گیلر (Geller) اور گریڈینس (Greydanus) نے کی۔

(Geller, B & Greydanus, D.E. (1981) "Aggression in adolescents: aspects of pathogenesis "Journal of adolescent Health Care. Vol 1 (pp 236-243)

تصویر------------------------------------

(تصویر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ موسیقی دماغ کے اسی حصے کو متحرک کرتی ہے جس پر جنسی ہارمونز، شراب اور منشیات اثر انداز ہوتے ہیں ۔)

نوجوان حضرات موسیقی سے لطف اندوز ہونا پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ دماغ کے Limbic System کو متحرک کرتی ہے کیونکہ دماغ کے اسی حصے کو جنسی ہارمونز بھی متحرک کرتے ہیں۔دلچسپ بات یہ ہے کہ میڈیکل جریدے "Postgraduate Medicine" (اپریل 1988ء) کی ایک تحقیق کے مطابق شراب بھی دماغ کے اسی حصے پر اثر انداز ہو کر اس میں تحریک پیدا کرتی ہے اور مزاج میں تشدد اور جھگڑا لو پن (Aggression) پیدا کرتی ہے۔

(King, Paul MD (April 1988) Heavy Metal music and drug abuse in adolescents." Postgraduate Medicine Vol 83 pp 295-304)

اسی طرح کوکین اور کریک (Crack) جیسی منشیات بھی دماغ کے Limbic Area بالخصوص "Hypothalamus" پر اثر انداز ہو کر جسم میں بہت زیادہ تحریک، تشدد

پسندی' بھوک کا فقدان اور پریشانی (Nervousness) پیدا کرتی ہیں۔اس لئے یہ بات حیرانگی کی نہیں جیسا کہ ڈاکٹر گوز (S.B. Guze) نے لکھا ہے کہ تشدد کے جرائم (Violent Crimes) کی شرح 15 سال سے 24 سال کی عمر کے لوگوں میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

(Guze S.B.(1976) Criminality and Psychiatric Disorders New York)

ایک تحقیق کے مطابق یونیورسٹی آف سین ڈی ایگو (University of San Diego) میں خودکشی کے 130 واقعات کا جب تجزیہ کیا گیا تو ان میں سے 66فیصد کا بنیادی سبب شراب اور دیگر منشیات کا استعمال تھا۔

(Rich, C.L., Young, D., & Fowler, R.C. (1986). "San Diego suicide study. I. Young vs old subjects." Archives of General Psychiatry, 43(6): 577 -582)

بچوں کے میڈیکل ڈاکٹر پال کنگ (Paul King) اس بارے میں لکھتے ہیں: "موسیقی جو نوجوانوں سے جنسی بے راہ روی' تشدد اور خودکشی کے بارے میں گفتگو کرتی ہے وہ ایک بہت بڑی معاشرتی بیماری ہے۔

(King Paul MD (April 1988) Postgraduate Medicine Vol. 83 pp 295-304)

مزید برآں' ہپوکیمپس (HippoCampus) جو دماغ کے Limbic System کا ایک حصہ ہوتا ہے' وہ طویل المیعاد یاداشت (Long-tern Memory) کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔جب لوگ موسیقی سنتے ہیں جوان کے دماغ کے Limbic Area پر اثر انداز ہوتی ہے تو جنسی بے راہ روی یا تشدد کے پیغامات جو گانوں میں بیان کیے جاتے ہیں۔وہ ان کی یاداشت اور کردار کا بقیہ زندگی کے لیے حصہ بن جاتے ہیں۔

جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی اور گانے کا کردار:

مغربی سائنسدان چارلس ڈارون نے 1871ء میں طبع ہونے والی اپنی کتاب "The Descent of Man and Selection in Relation to Sex" میں یہ انکشاف کیا

تھا کہ جنسی خواہشات کو ابھارنے میں موسیقی کا کردار اس لیے اہم ہے کہ موسیقی کے ذریعے جنس مخالف کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ (چارلس ڈارون، مطبوعہ لندن 1871ء)

یہ بات بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ مشرق اور مغرب میں موسیقی اور گانے بجانے کا مرکزی موضوع عام طور پر جنس مخالف اور عشق بازی ہوتا ہے۔دنیا کے اکثر رقص (Dances) اپنے اندر جنسی عنصر رکھتے ہیں۔دنیا کے کئی قدیم جاہلی معاشروں (Preliterate Cultures) میں موسیقی اور رقص کا زندگی کے شریک سفر کے انتخاب سے گہرا تعلق ہوتا تھا۔یہ چیز جانوروں میں کورٹ شپ (Courtship) کے دوران رقص سے مشابہہ ہے۔مثلاً مور (Peacock) مادہ مورنی (Peahen) کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اپنے خوبصورت پر پھیلا کر ناچتا ہے۔یہی نہیں بلکہ مور ناچنے کے دوران آوازیں بھی نکالتا ہے (گویا کہ وہ گانا گا رہا ہو)۔

(Loyau, A., Saint Jalme, M., and Cagniant, C. (2005-05-03) Behavioral Ecology and Sociobiology 58 (6): 552-557)

موسیقی اور رقص کا عوام میں عام ہونا بلکہ لوگوں کو گانے بجانے سے نشے کی حد تک دلچسپی ہونا دراصل اس لیے ہوتی ہے کیونکہ یہ چیزیں ان لوگوں کے سفلی جذبات کو اپیل کرتی ہیں۔یونانی فلسفی افلاطون (Plato) نے ایک مرتبہ کہا تھا: ''موسیقی کا ترنم اور سوز رقص کے ہمراہ دراصل انسانی روح کا وحشیانہ اظہار ہیں۔''

"Rhythm and melody, accompanied by dance are the barbarous expression of the soul."

(Alan Bloom (1987) The Closing of American Mind" New York.)

افلاطون نے اپنی کتاب "Republic" میں اس بات کا پرزور اظہار کیا تھا کہ عوامی میوزک کو سختی سے سنسر کیا جائے۔افلاطون نے اپنی کتاب میں اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ ملک کے شہری برے گانوں اور موسیقی کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے،ان کے اخلاق تباہ ہو جائیں گے اور وہ برے کاموں میں ملوث ہو جائیں گے۔ موسیقی کی روح کو اس سے بھی زیادہ بہتر الفاظ

میں مشہور ولی اللہ شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا تھا:

الغِنَاءُ رقیۃُ الزِّنَا یعنی ''گانا بجانا دراصل زنا کا ابتدائیہ ہوتا ہے۔''

(عوارف المعارف: شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ 1966ء بیروت)

علاوہ ازیں اس حقیقت سے بھی انکار مشکل ہے کہ نوجوان (Teenagers) پر عام لوگوں کی نسبت موسیقی زیادہ زہر آلود اثرات مرتب کرتی ہے۔ امریکہ کے بچوں کے دو ڈاکٹرز الزبتھ براؤن اور ولیم ہینڈی کے مطابق جب لڑکے اور لڑکیاں بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں تو وہ موسیقی اور گانوں کے مروجہ پیغامات سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ 1989ء میں امریکی میڈیکل جریدے "The Journal of American Medical Association" کے ایک تحقیقی مقالے میں وہ لکھتے ہیں:

''نوجوانوں کے لیے موسیقی کئی لحاظ سے اہم ہے۔ مثلاً نوجوانوں کے سوسائٹی کی اجتماعی زندگی میں شامل ہونے میں موسیقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جیسے جیسے نوجوان خودمختار ہوتے ہیں وہ زندگی کے شہوانی پہلوؤں (Sexual Life styles) کے متعلق معلومات کے حصول کے لیے موسیقی اور گانوں کا رُخ کرتے ہیں اور یہ ایسے معاملات ہوتے ہیں جن پر گھر اور اسکول دونوں جگہوں پر ممانعت ہوتی ہے۔''

(Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). "Adolescents and their music. Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663)

1971ء میں چھپنے والی ایک تحقیق میں عمرانی سائنسدان ڈاکٹر آر کول (R. Cole) نے یہ رپورٹ کیا کہ 1960ء کی دہائی کے مشہور ترین گانوں (Top Songs) میں سے تین چوتھائی (75%) کا مرکزی موضوع عشق اور جنسی بے راہ روی تھا۔

(Cole, R. (1971) "Top Songs in the sixties." in Kline, F.G. & Clarke, P. (Eds.). Mass Communication and youth: Some cultural perspectives. (pp. 87-98) Beverly Hills, CA, Sage)

یہ رجحان بعد کے سالوں میں بدلا نہیں بلکہ بدستور وہی رہا۔ ایک ایسی تحقیق جو 1986ء میں "Journal of Communication" میں چھپی محققین شرمن (Sherman) اور ڈامینک (Dominick) نے یہ دریافت کیا کہ 1980ء اور 1990ء کی دہائیوں میں گانوں کے الفاظ اور پیغامات میں جنسی اور عشقیہ رجحان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

Sherman, B. & Dominick, J. (1986). "Violence and sex in music videos: TV and rock 'n' roll." Journal of Communication 36(1): 79-93

اسی طرح دو محققین کرسٹنسن (Christenson) اور ڈی بینیڈٹس (De Benedittis) نے 1986ء میں چھپنے والی اپنی تحقیق میں یہ نوٹ کیا کہ عوام میں مقبول موسیقی کے اشعار میں واضح یا اشارتاً فحاشی اور عریانی کے پیغام موجود تھے۔ ان تحقیقات سے یہ سمجھ آ سکتا ہے کہ ایسی موسیقی سننے کے سامعین پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

انسانی جسم اور خود فریبی (Self-Delusion)

اینڈورفنز (Endorphins) ایسے کیمیائی مادے ہوتے ہیں جو درد کی شدت کو کم کرنے کی خاطر شدید پریشانی یا حادثے کی صورت میں ہمارا جسم خون میں خارج کرتا ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے جو حادثے کی صورت میں ہمارے جسم میں وقوع پذیر ہوتا ہے لیکن جسم کو اُس کی قیمت دینی پڑتی ہے اور وہ توجہ مرکوز کرنے میں کمی اور غفلت (Loss of Alertness) کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ چیز انسان کو خود فریبی کی حالت میں پہنچا دیتی ہے تا کہ اسے درد کا احساس نہ ہو۔ موسیقی، نفسیاتی میدان میں ٹھیک یہی کام کرتی ہے۔ دراصل انسانی دماغ کے لمبک سسٹم پر اینڈورفنز اثر انداز ہو کر درد کے احساس کو کم کرتے ہیں۔ چونکہ موسیقی جذبات کو متاثر کرتی ہے، اس لئے ممکن ہے کہ موسیقی کی وجہ سے جسم میں اینڈورفنز خارج ہوتے ہوں جو درد کی شدت کو کم کرتے ہوں، جس کی وجہ سے موسیقی سنتے ہوئے انسان لذت محسوس کرتا ہے۔ تاہم ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ عمل نہایت مختصر دورانیے (Short-term Effect) کا ہوتا ہے۔ صرف اس

وقت تک جب تک موسیقی چل رہی ہوتی ہے۔اس لئے انسان موسیقی کو بار بار سنتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا موسیقی سے تعلق منشیات کی طرح کا ہو جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر کی بے چینی کو دور کرنے کے لیے ایسے واسطے ڈھونڈتے ہیں جو نہایت سطحی ہوتے ہیں۔یہ خوراک کی طرح ہوتے ہیں جو جسم کی بھوک کو صرف عارضی طور پر مٹاتی ہے۔انسان کے روحانی وجود کی بھوک کا یہی حال ہے۔نہ صرف یہ بلکہ موسیقی تو پاک غذا بھی نہیں ہے۔امریکی مفکر اور پروفیسر ایلین بلوم (Allen Bloom) کے الفاظ میں موسیقی روح کی کچرا غذا "Junk Food for Soul" ہے جو کہ روح کی صحت کے لیے سخت مضر ہے۔

Bloom, Allen(1987) The Closing of the American Mind. NewYork

دیگر کچرا غذاؤں کی طرح موسیقی سے شروع میں لذیذ محسوس ہوتی ہے لیکن حقیقت میں انسان پر برے اثرات مرتب کرتی ہے۔موسیقی سننے کی وجہ سے انسانی دل کو روحانی بیماریوں کا روگ لگ جاتا ہے۔علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق دل کی روحانی بیماریوں کی دو اقسام ہیں:

1- شبہات کی بیماریاں
2- شہوات کی بیماریاں

دل کو شبہات کی بیماری تب لگتی ہے جب ایمان کمزور پڑ جائے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب موسیقی سننے کی وجہ سے دل میں منافقت کا بیج بویا جاتا ہے اور اس کی آبیاری ہوتی ہے۔ انسان کو شہوات کی بیماریاں تب لاحق ہوتی ہیں جب دل سفلی خواہشات کے آگے ہتھیار پھینک دیتا ہے۔موسیقی انسان کے اندر جنسی جذبات کو بھڑکا کر یہ کام بخوبی کر دیتی ہے۔جب دل بیمار ہو جائے تو وہ قیامت والے دن اللہ کے عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔قیامت والے دن صرف وہی شخص کامیاب ہوگا جو روحانی بیماریوں سے پاک دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوگا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

(سورہ الشعراء:88,89)

(اس دن نہ مال کوئی فائدہ دیگا نہ اولاد ؛بجز اسکے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔)

انسانی دل کی دھڑکن اور موسیقی کی موزونیت (Rhythm):

(Rhythm) ایک ایسی طبعی قوت ہے جو فطرت نے بہت سے جسمانی افعال میں رکھی ہے دل کی دھڑکن، دوڑنا، سانس لینا وغیرہ۔اس لیے ہمارا جسم فوری طور پر کسی بھی بیرونی چیز سے متاثر ہوتا ہے جس میں موزونیت کا عنصر موجود ہو۔مثلاً ڈھول کی آواز، روشنیوں کا سحر انگیز طریقے سے بار بار جلنا بجھنا (Hypnotic Effects Lighting) اس لیے یہ بات حیران کن نہیں کہ سب سے زیادہ آرام دہ موسیقی وہ ہوتی ہے جس میں ساز و آواز کی ضرب (Beat) ایک منٹ میں 70 سے 80 تک ہوتی ہے جو کہ دل کی دھڑکن کے فطری رفتار کے مطابق ہے۔موسیقی کی مشہور قسم ''جاز'' (Jazz) کی سب سے اہم خصوصیت دھڑکن کی آواز (Pulsating Rhythm) ہے۔''جاز'' میں ڈھول کی ضرب بھی دل کی دھڑکن کی طرح ایک منٹ میں تقریباً 72 دفعہ ہوتی ہے۔

موسیقی کے اندر انسان کو ہپناٹائز کرنے کی خصوصیت ہوتی ہے۔ہپناٹزم کی بنیادی خصوصیات تکرار (Repetition) ہوتی ہے اور یہی چیز موسیقی اور گانوں میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔زیادہ دیر تک ایسی تکرار کے زیر اثر رہنے کے اثرات سحر انگیز ہوتے ہیں۔مثلاً طبلے کی تھاپ کو مسلسل سننے سے انسان کے شعور (Consciousness) کی حالت میں عارضی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اور موسیقی سننے والے کا دماغ ہپناٹزم کی ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے جس میں وہ ہر پیغام کو بغیر رد و کد کے قبول کر لیتا ہے (Suggestive Hypnosis)۔یہی اثرات گھنگھرو کی چھن چھن طنبورے کی آس اور گھنٹی کی ٹن ٹن پیدا کرتے ہیں۔ایسی ہپناٹزم کی حالت میں گانے کے پیغامات سننے والوں کے اذہان پر نقش ہو جاتے ہیں۔مغربی نقاد فرینک ذاپا (Frank

(Zappa نے لائف (Life) میگزین میں لکھا تھا: ''آوازیں جن ذریعوں سے انسانوں پر اثر انداز ہوتی ہیں، وہ بے شمار ہیں۔ آج کی موسیقی کی اونچی آوازیں اور تیز روشنیاں برین واشنگ کا بہترین ذریعہ ہیں۔ (Life, June 28, 1968)

مغربی موسیقار لیونارڈ مائیر (Leonard Meyer) نے اپنی مشہور کتاب "Emotion and Meaning in Music" میں موسیقی کی اسی ہم آہنگی اور موزونیت کو بیان کیا ہے۔ مائیر کے مطابق موسیقی کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ کچھ راگ یا گانے کے مضامین چند تبدیلیوں کے ساتھ دیگر مضامین کے ہمراہ بار بار دھرائے جاتے ہیں۔ لیکن گانے کے اصل راگ اور بول گانے کے دوران بار بار واپس آتے ہیں جس سے گانا سننے والے کو ایک طرح کی مانوسیت اور آسودگی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ چیز نہ صرف کلاسیکل موسیقی میں بلکہ لوک موسیقی اور پاپ میوزک میں بھی پائی جاتی ہے۔

کانوں کے راستے دل کی زنگ آلودگی اور تباہی:

ہمارے کان سننے کے لیے اسی طرح مرکزی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح ہماری آنکھیں دیکھنے کے لیے۔ برطانیہ میں نیو ساؤتھ ویلز (New South Wales) کے اسکول آف بی ہیویئرل سائنسز (School of Behavioral Sciences) کے سائنسدان راڈرک پاور (Dr. Roderick Power) نے اپنی تحقیقات میں یہ بتایا کہ انسانی جسم میں حواس خمسہ میں سے سب سے طاقتور سننے اور دیکھنے کے حواس ہوتے ہیں۔ اسکے مقابلے میں قوت ذائقہ (Sense of Taste) قوت لامسہ (Sense of Touch) اور قوت شامہ (Sense of Smell) کی حیثیت ذیلی قسم کی ہوتی ہے اور ان کا انحصار انسان کی قوت سماعت اور بصارت سے حاصل شدہ معلومات پر ہوتا ہے۔

(Power, Roderick (1981). "We believe what we see over other sensory input." BMB Vol.6 (Perception 10:29))

ہر قسم کی آوازیں ہم پر اپنا اثر ڈالتی ہیں اور یہ اثر اچھا بھی ہو سکتا ہے اور بُرا بھی۔ اسی وجہ

سے کانوں کے راستے بہت آسانی سے دل کی تباہی کا سامان مہیا کیا جا سکتا ہے۔شیطان کو انسان کی اس کمزوری کا بخوبی علم ہے۔اسی لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے متعلق فرمایا ہے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ......الخ (سورہ الاسراء:64)

تو (یعنی شیطان) انسانوں میں سے جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے۔

شیطان اپنی آواز یعنی موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے انسانوں کو بہکاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے موسیقی کو شیطان کی اذان قرار دیا ہے۔شیطان انسان کے دل کو کانوں کے راستے خراب کرتا ہے اور یہ بات اب جدید سائنسی تحقیقات سے ثابت ہو چکی ہے کہ انسانی دل صرف پمپ نہیں بلکہ عقل و سمجھ رکھنے والا ایک عضو ہے جیسا کہ میں نے اپنی تصنیف "The Intelligent Heart, The Pure Heart" میں ثابت کیا ہے۔

Gohar Mushtaq(2006) The Intelligent Heart, The pure Heart: An Insight into the Heart based on Quran, Sunnah and Modern Science London, Ta-Ha Publishers.

یہ صحیح ہے کہ کانوں کی حفاظت کرنا آنکھوں کی حفاظت سے بھی مشکل کام ہے۔اسی لیے قرآن میں قوتِ سماعت کا ذکر، دیکھنے کی قوت کے ذکر سے پہلے کیا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿ (سورہ الاسراء: 36)

ترجمہ: "یقیناً آنکھ کان اور دل، سب ہی سے باز پرس ہوتی ہے۔"

پیدائش کے وقت بچے کی سننے کی صلاحیت مکمل طور پر کام کر رہی ہوتی ہے جبکہ بچہ ایک خاص فاصلے سے زیادہ کی چیز نہیں پہچان سکتا۔نومولود بچے کو اس چیز میں کئی ہفتے لگتے ہیں کہ وہ لوگوں کے چہرے پہچان سکے۔اسی طرح قرآن میں ارشاد ہے:

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿ (سورہ النحل:78)

ترجمہ: ''اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اس نے تمہیں کان دیئے' آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے اس لیے کہ تم شکرگزار بنو۔''

قُلْ هُوَ الَّذِىْ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلاً مَّا تَشْكُرُوْنَ (سورہ الملک:23)

ترجمہ: ان سے کہو اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیئے۔ مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

ان آیات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ''سننے'' کا ذکر دیکھنے کی صلاحیت سے پہلے ہوا ہے۔ یہ اس لئے بھی ہے کہ رحم مادر میں قوت سماعت پہلے نشوونما پاتی ہے اور پھر قوت بصارت۔ ایک حقیقت جسے جدید سائنس نے صرف اسی صدی میں دریافت کیا ہے جبکہ قرآن اس حقیقت کو 1400 سے بیان کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ بچے اپنی نشوونما کے ابتدائی سالوں میں بہت عرصے تک صرف سنتے ہیں اور پھر بولنا شروع کرتے ہیں۔ مزید برآں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے صبح اور شام ایک دعا مانگا کرتے تھے جس میں قوت سماعت کا ذکر قوت بصارت سے پہلے فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ عَافِنِىْ فِىْ بَدَنِىْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِىْ فِىْ سَمْعِى اَللّٰهُمَّ عَافِنِىْ فِى بَصَرِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (ثلاثاً)

سنن ابوداؤد (4/324) مسند احمد (5/42) سنن نسائی (عمل الیوم واللیلہ)

یہ حدیث امام بخاری نے الادب المفرد میں بھی بیان کی ہے۔ شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (بحوالہ تحفۃ الاخیار ص 26)

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے تو جسم کی سلامتی عطا فرما۔ اے اللہ مجھے سننے کی سلامتی عطا فرما۔ اے اللہ مجھے دیکھنے کی صلاحیت کی سلامتی عطا فرما۔''

قوت سماعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس حس کو قرآن

میں عقل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

وَقَالُوْ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْنَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ ۞ (سورہ الملک:10)

ترجمہ:''اور وہ کہیں گے کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں نہ شامل ہوتے۔''

اسی طرح دوسری جگہ قرآن میں سننے کی حس کا تعلق سمجھ کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا

(سورہ آل عمران:193)

ترجمہ:''اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو ہم نے اس کی دعوت قبول کرلی۔''

اور انسانی قلب اور کانوں کا تعلق قرآن میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ۞

(سورہ ق:37)

ترجمہ:اس میں عبرت کا سبق ہے ہر اس شخص کے لیے جو دل رکھتا ہو یا جو توجہ سے بات کو سنے۔

اگر ہم غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ سننے کی حس چاروں سمتوں میں (Circular) کام کرتی ہے جبکہ آنکھیں صرف سامنے دیکھ سکتی ہیں (یعنی Linear) ہم ہر سمت سے آواز سن سکتے ہیں جبکہ ہم صرف وہی چیز دیکھ سکتے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔اگر خدا کی نافرمانی کا کوئی کام ہمارے سامنے ہو رہا ہو تو ہم اپنی آنکھیں آسانی سے بند کرسکتے ہیں لیکن اپنے کانوں کو حفاظت کے لیے ہمیں جسمانی طور پر اس جگہ کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

(Gohar Mushtaq(2006) The Intelligent Heart, The Pure Heart)

مزید برآں، انسان کی قوت سماعت اندھیرے اور روشنی میں دونوں جگہ کام کرسکتی ہے جبکہ انسان کی آنکھیں اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتیں۔مسلمان عرب ماہر نفسیات محمد عثمان نجاتی کی اپنی کتاب ''قرآن کریم اور علم النفس'' میں لکھتے ہیں کہ انسان کی قوت سماعت کو اس کی قوت

بصارت پر اس لیے بھی فوقیت حاصل ہے کہ سونے کے دوران بھی انسان کے کان جاگتے رہتے ہیں جبکہ نیند میں جاتے ہی انسان کی آنکھیں دیکھنا بند کر دیتی ہیں۔ (محمد عثمان نجاتی۔قرآن کریم اور علم النفس 1999 ملتان (اردو ترجمہ)

اونچی آواز سے سویا ہوا آدمی جاگ اٹھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ گھروں میں آگ لگ جانے سے باخبر کرنے کے لیے دھوئیں کی خبر دینے والے الارم (Smoke-Detectors) گھر میں آگ لگ جانے کی صورت میں انتہائی اونچی آواز میں الارم بجاتے ہیں اور تیز روشنی پیدا نہیں کرتے کیونکہ اگر گھر کے مکین سو رہے ہیں تو وہ روشنی سے نہیں بلکہ اونچی آواز سے جاگیں گے۔قرآن میں اصحاب کہف کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ غار میں سونے والے نوجوانوں کے کانوں کو اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ دیا تھا تاکہ ان کی نیند خراب نہ ہو۔

فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ [سورۃ الکہف: 11)

ترجمہ: ''تو ہم نے اُسی غار میں ان کے کانوں کو تھپک کر سالہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا۔''

پس اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کانوں کو گناہوں سے بچانا آنکھوں کے مقابلے میں زیادہ مشکل ہے۔موسیقی ہمارے روحانی دل کو کانوں کے ذریعے تباہ کرتی ہے۔یہ حقیقت کہ دل کی تباہی کا سب سے آسان راستہ کانوں کے ذریعے ہوتا ہے، جدید سائنسی تحقیقات سے بھی سمجھ میں آسکتی ہے جن کے مطابق جسم میں کانوں تک جانے والی رگیں (Auditory Nerves) سب سے زیادہ غالب ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے کان بہت حساس ہوتے ہیں اور اس کے بہت سے سائنسی شواہد موجود ہیں۔ہمارا دماغ دائیں اور بائیں حصوں (Right and Left Hemispheres) پر مشتمل ہوتا ہے جو مختلف فرائض انجام دیتے ہیں۔نتیجتاً ہمارے دو کان موسیقی اور گانے بجانے کو جب سنتے ہیں تو آنے والی آوازوں یا انفارمیشن کو مختلف انداز میں پرکھتے ہیں۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے دونوں کان گانا گانے والی یا گانے والے کی آواز کے سوز اور درد اور گانے کے اصل اشعار کو علیحدہ علیحدہ پرکھتے ہیں۔یہ چیز پہلی بار مغربی محقق جے جیکسن (J. Jackson) نے 1878ء میں دریافت کی جو میڈیکل تجربے (Brain

(Dichotic Journal) میں چھپی۔بعد میں اس میدان میں دوہری سماعت (Dichotic Listening) کے تجربات کیے گئے۔دوسری سماعت کی تحقیقات میں مختلف آوازیں (اس معاملے میں وہ آوازیں موسیقی اور گانے تھے) دونوں کانوں کو علیحدہ علیحدہ ہیڈ فونز کے ذریعے سنائی جاتی ہیں یعنی ایک کان کو کوئی ایک طرح کی آواز سنائی جاتی جبکہ دوسرے کان کو بالکل دوسری طرز کی کوئی آواز۔پھر اس چیز کا مطالعہ کرکے کہ کونسا کان کس قسم کی آواز کو زیادہ بہتر طریق پر پرکھ سکتا ہے محققین یہ بتا سکتے ہیں کہ کونسا کان کس قسم کی موسیقی کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔مثلاً 1982ء میں دو مغربی سائنسدانوں ڈاکٹر لے (Ley) اور برائڈن (Bryden) نے ایک تحقیق کی جو Neuropsychologia میں چھپی۔

(Bryden, P., Ley, R., & Sugerman, J. (1982). "A left-ear advantage for identifying the emotional quality of tonal sequences." Neuropsychologia 20: 83-87)

اِس تحقیق کے مطابق عام انسانوں میں بایاں کان (Left Ear) گانا گانے والے کی آواز کے سوز اور جذباتی پہلو کی پہچان میں بہتر ہوتا ہے جبکہ دایاں کان (Right Ear) گانے کے الفاظ اور اشعار کے اصل پیغام کو پہچاننے میں زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے کان اس معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں کہ ان میں جانے والی انفارمیشن کس قسم کی ہے اور بالآخر یہی انفارمیشن ہمارے افعال کو متاثر کرتی ہے۔یہ ایک حقیقت ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ موسیقی اور گانا عام طور پر ایک ساتھ ہوتے ہیں۔اس میں حیرانگی کی بات نہیں کہ جب موسیقی اور گلوکار کی آواز کو ملایا جاتا ہے تو اس طرح شیطان انسان کے دائیں اور بائیں دونوں کانوں کا استحصال کرکے اس کے دل کو بیمار کر دیتا ہے۔

موسیقی سے کانوں کو پہنچنے والا نقصان:

موجودہ زمانے میں سمعی ٹیکنالوجی (Audio Technolgy) میں تیزی سے ترقی کی وجہ

سے ارباب فکر موسیقی سننے سے کانوں کو پہنچنے والے نقصانات کے بارے میں پریشان ہیں۔موسیقی کو جن طریقوں سے لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے، ان میں آلات موسیقی،روایتی سپیکرز،کمپیوٹر اور ہیڈفونز(Head Phones)شامل ہیں۔گزشتہ تیس سالوں میں پبلک ایڈریس سسٹم(Public Address System) کی ایجاد کی بدولت موسیقی کے اجتماعی پروگراموں(Musical Concerts) میں آواز میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے۔پی اے سسٹم دراصل عوامی جگہوں پر آواز میں اضافہ کرنے کا الیکٹرانک سسٹم ہوتا ہے اور یہ لاؤڈسپیکرز،مائیکروفونز،مکسنگ بورڈ،ایمپلی فائر وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔اس کا مقصد آواز کو نکھار کر اور بڑھا چڑھا کر سامعین وحاضرین تک پہنچانا ہوتا ہے۔ایک عام پاپ میوزک کنسرٹ میں آواز کی شدت(Intensity) تقریباً140 ڈے سی بیل(Decibell)ہوتی ہے۔

امریکہ میں شدید اونچی آوازوں (noise pollution) کے خلاف ایک احتجاجی ادارہ "Noise Free America"ہے جس کے مہیا کردہ اعدادوشمار کے مطابق 140 سے150 ڈے سی بیل تک اونچی آواز کے میوزیکل کانسرٹ میں موسیقی سننا اس چیز کے برابر ہے کہ انسان بوئنگ 747 ہوائی جہاز کے بالکل پاس کھڑا ہو جبکہ جہاز کے پنکھے پورے زوروشور کے ساتھ چل رہے ہوں۔

(Chepesiuk, Ron (Jan 2005). "Decibell Hell: The Effects of Living in a Noisy World." Environmental Health Perspectives 113 (1): A35-A41.)

اونچی آواز میں موسیقی سننے کی وجہ سے قوت سماعت میں کمزوری اور "Tinnitus"(کانوں میں گھنٹی بجنے کی آواز ہر وقت سنائی دینا)جیسی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔امریکہ کے شہر لاس اینجلس میں کانوں کی بیماریوں کے ایک ریسرچ سنٹر ہاؤس ایئر کلینک(House Ear Clinic of St. Vincent Medical Center) کی ایک محقق سائنسدان خاتون ریکل کروز (Rachel Crouz)اس بارے میں بیان کرتی ہیں:''1960ء کی دھائی میں پاپ میوزک اور موسیقی سننے کے نت نئے آلات کی کثرت کے بعد بہت سے امریکی عوام کی قوت سماعت کمزور ہونا شروع ہوگئی۔ہم نے اب یہ مشاہدہ کرنا شروع کیا

ہے کہ بہت سے موسیقار اور آلات موسیقی پر کام کرنے والے انجینئر حضرات جو عرصے تک اس پیشے سے منسلک رہتے ہیں، انہیں سننے میں مشکلات (Hearing Problems) پیش آتی ہیں۔"

("March 2005 "Now Hear This "Reader's Digest pg.194.)

اسی طرح کانوں پر ہیڈ فونز لگا کر موسیقی سننے کے بھی اتنے ہی برے اثرات کانوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ریکل کروز کے مطابق ماہرین علم سماعت (Audiologists) قوت سماعت کے نقصان کا ذمہ دار نوجوانوں کے موسیقی سے شدید لگاؤ (بالخصوص ہیڈ فونز لگا کر) کو ٹھہراتے ہیں۔امریکہ کی باسٹن یونیورسٹی (Boston University) کے میڈیکل کالج کے شعبۂ علم سماعت کے چیف ڈاکٹر کلارک کاکس (Clarke Cox) نے ریڈرز ڈائجسٹ (Reader's Digest) کو ایک انٹرویو میں بتایا: "اونچی آواز میں موسیقی کو کسی بھی ذریعے سے لگاتار سننے سے انسان کی سننے کی صلاحیت مستقل طور پر ناکارہ ہو سکتی ہے۔"

("March 2005 "Now Hear This"Reader's Digest pg.194.)

ستم بالائے ستم یہ کہ موسیقی اونچی آواز میں سننے کے برے اثرات صرف کانوں تک محدود نہیں ہوتے۔اونچی آوازوں کے غیر سمعی (Non-auditory) اثرات بھی ہوتے ہیں جو قوت سماعت کو متاثر نہ بھی کریں لیکن وہ اثرات آلات کی مدد سے ناپے جا سکتے ہیں مثلاً بلڈ پریشر کا بڑھ جانا' بے خوابی' سانس لینے میں دقت' دل کی دھڑکن کا بڑھ جانا اور خون کی شریانوں کا سکڑنا وغیرہ ایسے اثرات ہیں جو اونچی آوازوں کو سننے سے پیدا ہوتے ہیں۔

باب سوم

جنسی بے راہ روی' منشیات اور موسیقی

(Sex, Drugs and Rock 'n' roll)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب پئیں گے مگر اس کا نام بدل کر۔ان کے سروں پر ناچ گانے کے آلات ہوں گے اور وہ گانا گانے والی عورتوں سے گانے سنیں گے۔اللہ ان کے نیچے زمین کو پھاڑ دے گا اور بعضوں کو سور اور بندر بنا دے گا۔'' (سنن ابن ماجہ)

(یہ صحیح حدیث ہے۔اسے انہی الفاظ سے بیہقی اور ابن عسا کرنے بھی روایت کیا ہے۔علامہ ابو طیب شمس الحق عظیم آبادی کی حدیث کی مشہور شرح میں بیان ہوا ہے کہ علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔شیخ ناصر الدین البانی ؒ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اس حدیث کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ تین چیزیں جو ایک مثلث کے تین کونے (Corners of a triangle) سمجھی جا سکتی ہیں، وہ ہیں شراب خوری' موسیقی کا سننا اور عورتوں سے ناجائز تعلقات۔یہ ایک حقیقت ہے کیونکہ اگر ہم یورپ میں فنون لطیفہ (Fine Arts) کی تاریخ پر نظر ڈالیں اور ان تصاویر (Paintings) کو دیکھیں جو یورپین آرٹسٹوں نے فنون لطیفہ کے مختلف ادوار (مثلاً Impressionism, Post-Impressionism, Realism, Romanticism اور Classicism وغیرہ) میں بنائیں ان میں سے اکثر میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ ان میں شراب نوشی' آلات موسیقی اور عورتوں کو ایک ساتھ دکھایا گیا

ہے۔ آج بھی امریکہ اور یورپ کے نائٹ کلبوں کے تو کیا کہنے، پاکستان کے نائٹ کلبوں میں بھی موسیقی، شراب خوری اور طوائفیں یا رقاصائیں (Female Dancers) ایک ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ موسیقی کی دنیا میں "Rock'n'Roll" کی اصطلاح بذات خود اپنے اندر فحاشی و عریانی کے معانی رکھتی ہے۔ ان چیزوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہر قسم کی موسیقی منع ہے، چاہے وہ پاپ میوزک ہو یا لوک موسیقی ہو یا مذہبی موسیقی۔ اس باب میں موسیقی کے منشیات، جنسی بے راہ روی اور منافقت سے تعلق پر بحث ہوگی۔

غناء اور زنا میں تعلق:

موسیقی اور زنا میں گہرا تعلق ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے:

''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، شراب نوشی اور آلات موسیقی کو حلال قرار دیں گے۔'' (صحیح بخاری)

اسی طرح عمران بن حصین سے روایت کردہ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے زمانے کے قریب ''گانے والی عورتیں اور موسیقی کے آلات عام ہو جائیں گے اور شراب نوشی لوگوں میں پھیل جائے گی۔'' (بخاری)

(حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں باب 1)

مشہور ولی اللہ شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعلق کو اپنے ضرب المثل جملے میں سمو دیا ہے: اَلْغِنَاءُ رَقِيَّةُ الزِّنَا. (یعنی: گانا بجانا زنا کی ابتدا ہے۔)

گانا بجانا بدکاری کے لیے سیڑھی کا کام کرتا ہے۔ موسیقی اور گانا بجانا دراصل ایک انسان کے سفلی جذبات کو اتنا بھڑکا دیتے ہیں کہ اس کا انجام بدکاری پر منتج ہوتا ہے۔ اکثر گانوں میں شادی سے پہلے کی محبت (Premarital Love) کو سوسائٹی میں مروج عام بات کے طور پر

دکھایا جاتا ہے۔علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں اس موضوع پر لکھتے ہیں:

''گانے میں دو مضرتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ایک طرف یہ انسان کو خدا کی یاد سے غافل کرتا ہے اور دوسری طرف یہ دل کو مادی لذتوں کے حصول کی طرف ابھارتا ہے اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ مادی لذتوں میں سب سے شدید مرد اور زن کے تعلق کی لذت ہے۔تاہم یہ لذت اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اُس میں مسلسل جدت (Novelty) نہ ہو اور یہ واضح ہے کہ اس طرح کی جدت کا حصول حلال طریقے سے ممکن نہیں۔اس لیے موسیقی اور گانا انسان کو زنا کاری کی طرف اکساتے ہیں۔غناء(گانا بجانا)اور زنا میں گہرا تعلق ہے۔غناء روح کے لیے فتنہ ہے اور زنا جسم کیلئے لذت اور فتنہ ہے۔''

عبدالرحمٰن ابن جوزی۔تلبیس ابلیس۔1991ء ملتان (ترجمہ:مولانا جوناگڑھی)

مشہور امریکی ماہر نفسیات سکاٹ پیک(Scott Peck) بھی اسی نظریے کو اپنی کتاب "The Road Less Travelled" میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مادی لذتوں(بالخصوص تعلق مرد و زن)میں لُطف اُس وقت ہوتا ہے جب اُن میں جدت (novelty)موجود ہو۔

(Peck, M. Scott(1998) The Road Less Travelled. New York, Simon & Schuster)

موسیقی اور گانا لوگوں کو اِسی جدت کے حصول پر ابھارتے ہیں۔امریکہ کے ایک مؤقر میڈیکل جریدے Postgraduate Medicine(اپریل 1988ء جلد 3)میں ایک تحقیق پیش کرنے کے بعد یہ خلاصہ پیش کیا گیا:

''دلائل وشواہد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پاپ میوزک اپنے سننے والوں میں منشیات کا استعمال،جنسی بے راہ روی اور تشدد کے رجحانات کی آبیاری اور افزائش کرتا ہے۔''

نوجوانوں میں بلوغت کا دور پہلے ہی بہت ذہنی دباؤ کا دور ہوتا ہے۔نوجوان لڑکوں

لڑکیوں کے جسموں میں حیاتیاتی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہوتی ہے۔ جنسی ہارمونز کی مقدار جسم میں بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً مردانہ ہارمون ٹیسٹوسٹیرون (Testosterone) نوجوان لڑکوں میں 20 گنا زیادہ مقدار میں بننا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے دور میں موسیقی اور گانے جن میں جنسی پیغامات اور رجحانات ہوں، وہ جلتی پر تیل کا کام دیتے ہیں۔ اگر ہم گانوں کے نفسِ مضمون Subject) (Matter پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ چاہے وہ مغربی غیر مسلم ممالک کے گیت ہوں یا مسلمان ممالک کے گانے سب کا موضوع ایک ہی ہوتا ہے یعنی شادی سے پہلے محبت یا آزادانہ محبت علاوہ دوسرے گناہ کے کاموں کی ترغیب کے۔

1985ء میں "Journal of Broadcasting & Electronic Media" میں ایک تحقیق چھپی جس میں ڈاکٹر بیکسٹر (R.L. Baxter) اور معاون سائنسدانوں نے میوزک ویڈیوز میں پائے جانے والے مواد (Content) کا تجزیہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ ان میں سے تقریباً 60 فیصد میں جنسی جذبات و احساسات کا اظہار دکھایا جاتا ہے اور کچھ میوزک ویڈیوز میں تو جذبات کو بھڑکانے والے کپڑے اور فحش حرکات بھی دکھائی جاتی ہیں۔

Baxter R.L. et al (1985) "A Content Analysis of Music Videos." Journal of Broadcasting and Electronic Meida Vol 29, pp 333-340

اسی طرح ایک دوسری تحقیق امریکن جرنل آف پبلک ہیلتھ میں چھپی، محقق آر ایچ ڈیورنٹ (R.H. Durant) اور معاون سائنسدانوں نے تین میوزک چینلوں ,CMT MTV اور VH1 سے نشر ہونے والی 518 میوزک ویڈیوز کا تجزیہ کیا کہ ان میں شراب اور تمباکو نوشی کا استعمال کتنا دکھایا جاتا ہے۔ اس ریسرچ میں ایک حیران کن دریافت انہوں نے یہ کی کہ شراب کا استعمال اُن میوزک ویڈیوز میں زیادہ تھا جن میں جنسی بے راہ روی بھی دکھائی گئی تھی، بہ نسبت ان میوزک ویڈیوز کے جن میں ایسا مواد نہ تھا۔

(DuRant, R.H., et al. (1997). "Tobacco and alcohol use behaviors portrayed in music videos: A content analysis." American Journal of Public Health, 87, 1131-1135)

اس تحقیق سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جنسی بے راہ روی، منشیات اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان ہوا ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک تحقیق میں چھ مختلف قسم کے میڈیا کا نوجوانوں پر اثرات اور نتائج مرتب کرنے کے اعتبار سے تجزیہ کیا گیا۔ میڈیا کی مختلف اقسام میں فلمیں، ٹی وی شوز، اخبارات، میگزین اور پاپ میوزک شامل تھے۔ عمرانی سائنسدان پارڈون (Pardun) اور معاونین نے اس ریسرچ میں دیکھا کہ فحاشی کے اور عریانی کا مواد سب سے زیادہ پاپ میوزک کے میڈیم میں پایا گیا۔

Pardum CJ et al (2005) Mass Commun. Soc. Vol 8, p 75-91

جس طرح جنسی بے راہ روی اور آزادانہ محبت انسان کی جسمانی صحت کو تباہ کر دیتے ہیں، اسی طرح یہ سوسائٹی کی اخلاقی صحت کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ موسیقی کا سب سے اہم پیغام شادی سے پہلے محبت اور جنسی بے راہ روی ہوتا ہے اور اس سے سبق لے کر لاکھوں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ''اخلاقی خودکشی'' (Moral Suicide) کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ امریکی مفکر اور یونیورسٹی آف شکاگو کے پروفیسر ایلن بلوم (Allan Bloom) نے اپنی کتاب "The Closing of the American Mind" میں بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے کہ ''آجکل کی موسیقی کا روئے سخن صرف اور صرف انسان کے جنسی جذبات ہیں، جائز محبت نہیں بلکہ صرف غیر تربیت یافتہ جنسی خواہش ......راک میوزک نوجوانوں اور بچوں کو چاندی کی پلیٹ میں سجا کر وہ سب کچھ دیتا ہے جس کے متعلق ان کے والدین انہیں ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ ابھی انہیں اس کا بڑے ہونے تک انتظار کرنا چاہیے۔ انسانی تاریخ میں کوئی آرٹ ایسا نہیں تھا جس نے اس طرح بے باکی سے نوجوانوں کو نشانہ بنایا ہو جیسے آج کے میوزک نے انہیں نشانہ بنایا ہے۔

(Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc.)

اس موضوع پر مزید مثالیں بہت ہیں لیکن طوالت کے خوف سے صرف ایک اور مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے عوامی میوزک میں کوئی میوزیکل گروپ اتنا مقبول نہیں

"Beatles" اُن معدودے چند میوزیکل گروپس میں سے تھے جن کی شہرت نے جغرافیائی حدود کو پار کردیا۔ 1964ء میں برطانیہ میں حیرت انگیز کامیابی کے بعد "Beatles" نے امریکہ کا رُخ کیا۔ ان کے دس سب سے مشہور گانوں میں سے کچھ کے ٹائٹل درج ذیل ہیں:

(Beatles) اُن کے گانے ہر عمر کے لوگوں نے سنے۔ ہوا جتنا بی

1- I Saw Her Standing There.

2- I Want to hold your Hand.

3- From me to you.

4- She loves you.

5- All My Lovin.

6- Hold Me Tight.

(بحوالہ: Key, Wilson Bryn (1976) Meida Sexploitation New York, Signet Books.)

مندرجہ بالا گانوں کے صرف عنوانات کو دیکھ کر ہمیں اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان گانوں کا ایک ہی پیغام ہے یعنی بے لگام اور آزاد محبت۔

اکتوبر 1987ء میں امریکہ کے دارالخلافہ واشنگٹن ڈی سی میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کا مقصد موسیقی کے نوجوان نسل پر زہر آلود اثرات کا تجزیہ کرنا تھا۔ اس کانفرنس کا عنوان تھا: "Raised on Rock'n'Roll-The sound and the Fury." اُس کانفرنس میں امریکہ کے سب سے بڑے ڈاکٹر یعنی سرجن جنرل (Surgeon General) ڈاکٹر سی ایوریٹ کاپ (Dr. C. Everett Koop) نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس طرح کا میوزک فحاشی وعریانی کا قریبی ترین رشتہ دار (Close Relative of Pornography) معلوم ہوتا ہے۔

King, Paul M.D. Postgraduate Medicine (April 1988). 83(5): 295-304

چنانچہ امریکہ کے سرجن جنرل نے اس حقیقت کو تسلیم کرلیا ہے کہ غناء اور زنا کا گہرا تعلق

ہے ۔ایک ایسی حقیقت جسکے متعلق حضورؐ نے ہمیں حدیث میں 1400 سال پہلے خبردار کر دیا تھا۔

موسیقی اور منافقت میں تعلق:

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے موسیقی کے متعلق فرمایا:

اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ

ابن قیم الجوزیہ اغاثۃ اللہفان دار البیان 1993ء (عربی)

یعنی: گانا بجانا دل میں منافقت کا بیج بوتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے جب اسلام میں موسیقی کے مقام کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ''موسیقی دل میں منافقت پیدا کرتی ہے اور یہ مجھے پسند نہیں۔''

(علامہ ابن جوزی تلبیس ابلیس، ملتان، 1991ء)

گانے بجانے اور منافقت میں ایک نہایت لطیف تعلق پایا جاتا ہے۔اس میں شک نہیں کہ منافقت اور زنا کاری دونوں ایک بیمار دل کی نشانیاں ہیں۔قرآن میں ہم دیکھیں گے کہ سورہ النور میں زنا کی حد اور ستر و حجاب کے احکام کے فوراً بعد نفاق اور منافقین کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔اسی طرح سورہ الاحزاب میں حجاب کے احکامات کے ساتھ ساتھ منافقین کا موضوع بھی بیان ہوا ہے۔یہ تو واضح ہے کہ گانا بجانا زنا کی طرف پہلی سیڑھی ہے۔اسی لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گانے بجانے اور منافقت کا تعلق بیان کیا ہے۔آج ہم مسلمان گلوکاروں کی منافقت کا اندازہ ان کے اخباری بیانات سے کر سکتے ہیں جن میں اکثر وہ اپنی موسیقی کی البمز (music albums) کی کامیاب فروخت یا ایوارڈز پر خدا کا شکر ادا کر رہے ہوتے ہیں۔وہ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ بندہ دو آقاؤں کی ایک ساتھ خدمت نہیں کر سکتا۔وہ یہ نہیں کر سکتے کہ شیطان کے ساتھ ناچ بھی کریں اور رحمٰن کی حمد و ثنا بھی کریں۔قرآن میں سورہ البقرہ میں منافقین کی خصوصیات ان الفاظ میں بیان ہوئی ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

[سورہ البقرہ:10-8]

ترجمہ: بعض لوگ (منافقین) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے۔

مشہور عالمِ اسلام علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "اغاثۃ اللھفان" میں گانے بجانے اور منافقت کے دیگر پہلوؤں پر ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں:

"ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ گانے میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو دل میں منافقت پیدا کرتی ہیں جس طرح پانی سبزے کو اُگاتا ہے۔ اس کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ گانا بجانا دل کو غافل کرتا ہے اور دل کو قرآن پر تفکر و تدبر کرنے سے روکتا ہے۔ یہ اس لیے کہ قرآن اور گانا بجانا ایک دل میں موجود نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قرآن فضول کاموں سے روکتا ہے اور انسانی جذبات کو روکنے کا حکم دیتا ہے اور گناہوں سے اجتناب کا درس دیتا ہے۔ گانا اس کے برعکس ان خوبیوں کے خلاف باتوں پر اکساتا ہے نفس کو برائی پر ابھارتا ہے اور شہوانی جذبات کو انگیخت کرتا ہے۔ مزید برآں منافقت کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے اور گانوں میں بہت سے جھوٹے بول اور کلمات موجود ہوتے ہیں۔ گانوں میں جو قبیح افعال ہوتے ہیں انہیں خوبصورت الفاظ کا لبادہ پہنا کر ان کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ یہی چیز منافقت کی جان ہوتی ہے۔ موسیقی کے رسیا شخص کے لیے بالخصوص قرآن کی تلاوت ایک بوجھ بن جاتا ہے اور اس کے کانوں کو قرآن کی تلاوت سے نہیں بلکہ گانوں سے تسکین ہوتی ہے۔ اگر یہ منافقت نہیں تو پھر آخر کیا ہے؟"

(علامہ ابن القیم، اغاثۃ اللھفان. دار البیان 1993ء (عربی)

آج ہم پاکستان میں دیکھتے ہیں کہ کس طرح صبح کے وقت ہوٹلوں اور دکانوں والوں

نے ٹیپ ریکارڈر پر قاری عبدالباسط کی تلاوت (بالخصوص سورہ الرحمٰن) لگائی ہوتی ہے اور پھر پورے دن انڈین اور پاکستانی گانے اونچی آواز میں لگاتے ہیں۔پھر رات کو وہ ''فرمان الٰہی'' سے اپنے دن کا اختتام نہایت اطمینان قلب کے ساتھ کرتے ہیں۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے منافقوں کے متعلق فرمایا تھا:

لَایَأْمَنِ النِّفَاقَ اِلَّا الْمُنَافِقِ۔

(یعنی:صرف منافق ہی اپنے آپ کو نفاق کی بیماری سے بچا ہوا سمجھتا ہے۔)

یہی حال پاکستان کے بس ڈرائیورز کا ہے۔جب لمبے سفر کے لیے بس چلتی ہے تو بس میں پہلے تلاوت قرآن سے آغاز ہوتا ہے۔پھر بغیر کسی احساس منافقت یا گناہ کے بس کا ڈرائیور انڈین یا پاکستانی گانے لگادیتا ہے۔

موسیقی اور نشے میں گہرا تعلق:

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا:

''میری امت میں ایسے لوگ (یا گروہ) پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال قرار دیں گے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الاشربہ)

اِس حدیث مبارک میں موسیقی کو شراب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔قیاس سے اس کا انطباق منشیات اور ہر نشہ کرنے والی چیز پر ہوتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ہر نشہ آور چیز ''خمر'' (شراب) کہلاتی ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ (صحيح مسلم. كتاب الاشربه)

ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔

بیشک موسیقی اور منشیات میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔موسیقی بھی اسی طرح دماغ کو عارضی طور پر مفلوج اور ہپناٹائز کر دیتی ہے جس طرح شراب' افیون' ہیروئن' کوکین وغیرہ (اور کسی حد تک تمباکونوشی بھی) جیسا کہ باب 2 میں بیان ہوا ہے' یہ سب چیزیں موسیقی کی طرح دماغ کے ایک ہی حصے (Limbic Region) کو متحرک کرتی ہیں۔راک میوزک کے عالمی جینئس امریکی گلوکار جمی ہینڈرکس (Jimi Hendrix) نے امریکہ کے "Life" میگزین کے 1969ء کے انٹرویو میں کہا تھا:

''تم میوزک سے لوگوں کو ہپناٹائز (Hypnotize) کر سکتے ہو اور جب تم انہیں ذہنی لحاظ سے کمزور ترین مقام پر پہنچا دو تو تم ان کے لاشعور میں وہ باتیں پہنچا سکتے ہو جو تم چاہتے ہو۔''

(Oct 3 1969, Life Magazine Page 4)

بلاشبہ موسیقی اور منشیات کا گہرا تعلق ہے۔1986ء میں عمرانی علم نفسیات کے میدان میں رسالہ "Journal of Consumer Research" میں ایک تحقیق چھپی جس میں سائنسدان آر ای مل مین (R.E. Millman) نے یہ ثابت کیا کہ ریسٹورانٹ میں بیک گراؤنڈ میوزک کے اثرات گاہکوں کے کھانے کے دورانیے اور بل کی رقم پر مرتب ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں یہ بھی دیکھا گیا کہ موسیقی کے اثر سے گاہک کھانے کے دوران زیادہ شراب استعمال کرتے تھے۔سب سے اہم بات اس تحقیق میں یہ دیکھی گئی کہ رات کا کھانا کھانے والے گاہک ریسٹورانٹ میں اُس وقت زیادہ دیر ٹھہرتے اور زیادہ مقدار میں شراب استعمال کرتے جب ہلکی رفتار کی موسیقی (مثلاً کلاسیکل موسیقی) بیک گراؤنڈ میں چلائی جاتی۔بہ نسبت تیز رفتار (پاپ میوزک) کے۔

(Millman R.E. (1986) "The influence of background music on the behavior of restaurant patrons. "Journal of Consumer Research, vol 13)

ماہر علم موسیقی ڈاکٹر ایڈم کنیسٹے (Dr. Adam Knieste) نے موسیقی کے انسانوں پر اثرات کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ کہا تھا:

"It's a really powerful drug. Music can poison you, lift your spirits or make you sick with out knowing why."

یعنی: ''موسیقی بہت طاقتور نشہ آور چیز ہے۔موسیقی تمہارے اندر زہر گھول سکتی ہے، تمہارے جذبے کو بلند کر سکتی ہے یا تمہیں بغیر کسی وجہ کے بیمار کر سکتی ہے۔''

ماہرین نے موسیقی کو ایسا ذریعہ بتایا ہے جس سے نوجوان نسل شراب، سگریٹ اور منشیات سے روشناس ہوتی ہے۔امریکہ کے پاپ میوزک میں شراب کو ہمیشہ مرکزی مقام حاصل رہا ہے اور مسلمان ممالک بشمول پاکستان میں پاپ میوزک امریکہ ہی سے درآمد کیا جاتا ہے۔امریکہ میں منشیات کی روک تھام کے ایک ادارے Office of National Drug Control Policy کے لیے کی گئی ایک تحقیق میں ڈانلڈ ایف رابرٹس (Donald F. Roberts) اور معاون سائنسدانوں نے 1996ء سے 1997ء کے دوران پیش کیے جانے والے 1000 مشہور ترین گانوں کا تجزیہ کیا۔جنہیں Billboard، ریڈیو اینڈ ریکارڈ میگزین اور College Music Journal نے سب سے مشہور گانے قرار دیا گیا تھا۔

ان محققین نے یہ نوٹ کیا کہ تقریباً 20 فیصد گانوں میں شراب کے حوالے موجود تھے۔جن گانوں میں شراب نوشی کا ذکر کیا گیا تھا، ان میں سے 91 فیصد میں شراب نوشی کا ذکر ایک خوبی کے طور پر کیا گیا تھا۔ان نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈانلڈ رابرٹس لکھتا ہے کہ گانوں میں شراب نوشی اور تمباکو نوشی کا ذکر اس تحقیق کی سب سے واضح دریافت (Single most striking finding) تھی۔

(Roberts, D.F., et al (1999) Substance use in popular movies and music. Washingion D.C,. Office of National Drug Control)

مغربی مصنف لی بی کوپر (Lee B. Cooper) نے امریکہ اور یورپ کی تاریخ کی مشہور ترین گانوں کے مرکزی مضامین پر اپنی کتاب "Popular Music Perspectives" میں بحث کی ہے اور بے شمار ایسے گانوں کا ذکر کیا ہے جن کا مرکزی موضوع

شراب نوشی تھا۔جن میں سے چند گانوں کے ٹائٹل یہ ہیں:

Scotch and Soda, Chug-a-lug, Red Red Wine وغیرہ۔

(Roberts, Donald F. & Christenson, Peter G. (Feb. 2000). Alcohol, Drugs and Tobacco in Entertainment Media. New York, The Henry J. Kaiser Family Foundation.)

یہ تو ایسے گانے ہیں جن کا مرکزی موضوع ہی شراب خوری تھا۔اس کے علاوہ بھی بے شمار ایسے گانے ہیں جن میں شراب نوشی اور منشیات کا ذکر ضمناً آیا ہے۔مثلاً میوزیکل گروپ "Mavericks" نے اپنے 1997ء کے مشہور ترین گانے میں بے وفا محبت کا ذکر کرتے ہوئے یہ اشعار گائے:

"I can't sleep a wink anymore,
ever since you walked out of the door
and I just started drinkin, to forget."

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہی رجحان انڈین اور پاکستانی گانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔مثلاً ایک مشہور انڈین گانے کے بول ملاحظہ ہوں:

مجھے پینے کا شوق نہیں
پیتا ہوں غم بھلانے کو
تیری یادیں بھلانے کو

اسی طرح ایک پاکستانی گانے کے بول ملاحظہ ہوں:

ہنگامہ ہے کیوں برپا
تھوڑی سی جو پی لی ہے
ڈاکہ تو نہیں ڈالا
چوری تو نہیں کی ہے

تمبا کونوشی پر ابھارنے کا ذکر مغربی موسیقی میں پایا جاتا ہے گو کہ شراب اور منشیات کے مقابلے میں کم۔ مثلاً ٹیکس ولیمز (Tex Williams) کا گانا بعنوان" (Smoke! Smoke! Smoke! That Cigarette) تاہم اکثر گانوں میں تمباکونوشی کا ذکر ضمنی طور پر ہوتا ہے۔ مثلاً راک میوزیکل گروپ Sublime کا مشہور گانا جس کا ٹائیٹل تھا What I got (1996ء) جس کے چند بول یہ تھے:

"Early in the Morning
Rising in the street
Light me up that cigarette
And strap shoes on my feet."

تمباکونوشی کا زیادہ ذکر میوزک ویڈیوز میں دکھایا جاتا ہے بہ نسبت گانوں کے اشعار میں۔ محقق ڈیورنٹ نے تمباکونوشی کے میوزک میں استعمال کے متعلق ایک تحقیق کی جو 1997ء میں American Journal of Public Health میں چھپی۔ ڈیورنٹ نے اس تحقیق کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''میوزک وڈیوز میں تمباکونوشی اور شراب خوری کے مثبت انداز میں اظہار کے نوجوانوں کے اخلاق اور افعال پر خاصے دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔''

DuRant, RH, et al (1997). Tobacco and alcohol use behaviors portrayed in music videos: American Journal of Public Health, 87.

بہت سے نوجوانوں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ گلوکاروں اور فنکاروں کو اپنا رول ماڈل بنا لیتے ہیں۔ اِس لحاظ سے گلوکاروں اور فنکاروں میں منشیات کا استعمال زیادہ گمبھیر مسئلہ ہے۔ ٹائم میگزین کے 1969ء کے شمارے میں یہ خبر چھپی تھی کہ گانے بجانے والوں کی اکثریت نشہ کرتی ہے۔ اور ان کے گانوں کے اشعار میں منشیات کے متعلق بہت سے حوالے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً میوزیکل گروپ ویلوٹ انڈر گراؤنڈ (Velvet Underground) کا گانا جس کا

عنوان تھا ''ہیروئن'' اسکوسن کرکئی نوجوانوں نے منشیات کااستعمال شروع کیا اوراس کاانجام نہایت عبرتناک ہوا۔

Cale, John (May 1990). Spin: page 30.

اسی طرح ولسن برائن اپنی کتاب Media Sexploitation میں میوزیکل گروپ Beatles کے متعلق لکھتا ہے:

"Beatles نے پوری دنیا کے نوجوانوں میں منشیات کوعام کیااورثقافتی طورپرقبول عام دلوایا۔Beatles منشیات کے کلچر کے پیامبر اورسب سے زیادہ فروغ دینے والے بن گئے، مثال کےطورپر 1968ء کا یورپ اورامریکہ میں سب سے زیادہ مشہور گیت Beatles کا گانا تھا جس کاعنوان تھا Hey jude اُس گانے میں Beatles کے گلوکار پال میکارٹنی (Paul McCartney) نے "Hey Jude" گانا گایا،اور سننے والوں کو ایک روحانی نصیحت(spiritual advice) کی کہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے فرار کی بہترین راہ نشہ کرنے میں ہے۔اسی طرح کیپٹل ریکارڈز(Capital Records) کی ریلیز کی جانے والے Beatles کی سب سے کامیاب البم Sergent pepper's Lonely Hearts Club Bond تھی، جولاکھوں میں فروخت ہوئیاوراس کی موسیقی اورگانوں کو اَن گنت لوگوں نے بار بارسنا۔آزادمحبت کےعلاوہ بہت سےمنشیات کےحوالےبھی اُس البم کےگانوں میں موجود تھے مثلاً Fixing a Hole اور L.S.D وغیرہ جیسےگانے۔

Key, Wilson Bryan (1976). Media Sexploitation. New York, Signet Books.

موجودہ دور کے گانوں میں بھی منشیات کے حوالے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔مغربی دنیامیں ایسےگلوکارجن کی اموات نشہ کرنے کی وجہ سے ہوئیں،ان میں Rolling stones میوزیکل گروپ کابرائن جونس، Beach boys گروپ کاڈینس ولسن، Sex Pistols میوزیکل گروپ کاسڈ ویشس(Sid Vicious)، جمی ہینڈرکس، ایلوس

پریسلے(Elvis Presley)، فرینکی لائمون وغیرہ شامل ہیں۔ حال ہی میں Temptationsمیوزیکل گروپ کے گلوکار David Ruffin کی موت کوکین کا نشہ کرنے کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

Ankenberg, Frank & Weldon, John (1992). The Facts on Rock Music. Eugene, Oregon, Harvest House Publishers.

اسی طرح مسلمان ممالک کے کئی گلوکاروں اور فنکاروں کی موت شراب بہت پینے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ڈاکٹر پال کنگ(Dr. Paul king) جو امریکہ کی یونیورسٹی آف ٹینیسی (University of Tennessee)کے میڈیکل کالج میں بچوں اور نوجوانوں کے دماغی علاج(Child & Adolescent Psychiatry) کے شعبے کے پروفیسر ہیں، انہوں نے موسیقی اور منشیات کے تعلق کے بارے میں ایک سائنٹفک تحقیق کی۔ تین سالوں پر محیط یہ تحقیق 470 نوجوان مریضوں پر کی گئی (جن میں سے 242 لڑکے اور 228 لڑکیاں تھیں)۔ جنہیں شہر ممفس (Memphis) کے چارٹر لیک سائڈ ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔

نوجوان مریض جن میں اکثریت سفید فاموں(American) کی تھی، ان کا تعلق مختلف معاشرتی ورمعاشی طبقات سے تھا اور ان کی عمریں 13 سے 18 کے درمیان تھیں۔ اُس تحقیق سے یہ آشکارا ہوا کہ منشیات میں ملوث 60 فیصد مریضوں نے Heavy metalمیوزک کو اپنا پسندیدہ ترین میوزک قرار دیا۔ ڈاکٹر کنگ لکھتے ہیں:

"جو لوگ ایسے نوجوانوں کے علاج میں مصروف ہوتے ہیں، جن نوجوانوں کو نشہ کرنے کی لت پڑی ہوتی ہے، وہ لوگ جانتے ہیں کہ ایسے نوجوان نہ صرف بگڑے طور اطوار اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوتے ہیں بلکہ ان کے ذہنوں پر ہر وقت ہیوی میٹل موسیقی بھی سوار ہوئے رہتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے نوجوان جنہیں منشیات کے استعمال کی وجہ سے علاج کی ضرورت پیش آتی ہے، انہیں اکثر گانوں کے بول زبانی یاد ہوتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ موسیقی کو وہ نہایت اہم سمجھتے ہیں اور اگر گھر سے والدین اِس طرح کے میوزک کو نکالنے کی کوشش

کریں تو ایسے نوجوان شدید بغاوت اور ردِ عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔"

King, Paul M.D. (April 1988). "Heavy metal music and drug abuse in adolescents." Postgraduate Medicine 83(5): 295-304.

نوجوانوں کے عادات واطوار پر میڈیا کے اثرات سے متعلق ایک تحقیق میں دو محققین گروبؔ (Grube) اور والیکؔ (Wallack) نے یہ دریافت کیا کہ صرف شراب کے اشتہارات نوجوانوں کو شراب نوشی کی طرف خاطر خواہ طور مائل نہیں کرسکتے کیونکہ شراب کے اشتہارات کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ نوجوان کس حد تک وہ اشتہارات توجہ کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ نتیجتاً محقق گروپ اور والیک کے مطابق شراب کی کمپنیوں نے موسیقی اور مزاح کو شراب نوشی کی طرف نوجوانوں کو راغب کرنے والے اشتہاروں میں استعمال کیا۔ جب ایسے تمام اشتہارات کا کمپیوٹر پر Statistical Modeling کے ذریعے تجزیہ کیا گیا تو یہ پتہ چلا کہ ایسے شراب کے اشتہارات کے نتیجے میں نوجوانوں میں شراب نوشی بڑھ گئی۔

Grube, J.W. & Wallack, L. (1994). Am J Public Health 84: 254-259.

چنانچہ موسیقی اور مزاح ایسے بنیادی عناصر تھے جنہوں نے اشتہارات کے ذریعے شراب نوشی کی طرف نوجوانوں کو راغب کیا۔ ہمیں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ صرف پاپ میوزک ہی نہیں بلکہ کلاسیکل میوزک بھی شراب نوشی اور منشیات کے استعمال پر اُبھارتا ہے۔ بہت سے سائنسدانوں نے اس بات پر زور دیا ہے اسی طرح شراب نوشی کے متعلق عملی میدان میں تحقیق (Research Field) سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کثرت شراب نوشی کا بلاواسطہ (Directly) تعلق میوزک سننے سے ہے۔

Journal of Studies on Alcohol میں چھپنے والی ایک تحقیق کے مطابق عمرانی سائنسدان پال چالفینٹ (Paul Chalfant) اور رابرٹ بیکلے (Robert Beckley) نے 30 مشہور ترین کلاسیکل گانوں کا تجزیہ کیا اور یہ مشاہدہ کیا کہ امریکہ کے لوگ

گانوں (جو امریکہ کے جنوبی حصے میں بہت مقبول ہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ سنے جاتے ہیں) کے اشعار میں شراب نوشی کو زندگی کی تلخیوں سے نمٹنے کے لیے ایک قابل قبول شے بتایا جاتا ہے۔ اِن گانوں میں یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ زندگی مشکلات سے بھری ہوئی ہے اور زندگی کی جن تلخیوں کا سامنا نہ کیا جا سکے، ان سے چھٹکارے کا واحد علاج شراب میں پنہاں ہے۔"

Chalfant, Paul, and Robert Beckley (1977). "Beguiling and Betraying: The Image of Alcohol Use in Country Music." Journal of Studies on Alcohol 38: 1428-1433.

مزید برآں، اِن لوک گیتوں میں سے 25 فیصد میں شراب نوشی کا بدکاری سے تعلق بیان کیا گیا تھا۔ ایسے گانے مثلاً ایک کا ٹائٹل تھا After the fire is gone ایک اور گانے کا عنوان تھا۔ Third rat romance اسی طرح City lights اور Take me home to somewhere وغیرہ میں شراب خوری اور مردوں عورتوں کے ناجائز تعلقات کو موضوعِ سخن بنایا گیا تھا۔

یہ تمام تحقیقات اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ موسیقی، منشیات اور جنسی بے راہ روی میں نہایت گہرا تعلق موجود ہے جیسا کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو سال پہلے فرما دیا تھا۔

پروفیسر ایلن بلوم (Allan bloom) جنہوں نے نہ صرف شکاگو یونیورسٹی میں پڑھایا ہے بلکہ انہیں ییل (Yale University)، پیرس یونیورسٹی، ٹورانٹو یونیورسٹی اور نیویارک کی کارنیل یونیورسٹی میں بھی طلبہ و طالبات کو پڑھانے کا تجربہ ہے، اپنی کتاب The Closing of American Mind میں موسیقی اور منشیات میں ایک اور مشابہت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ دونوں کے اثرات نوجوانوں پر یہ ہوتے ہیں کہ اُن میں مستقبل میں بلند پروازی کا جوش و جذبہ ہمیشہ کے لیے ماند کر ڈالتے ہیں۔

''راک میوزک سننے والے پر قبل از وقت قسم کا وجد (Premature Ecstasy) طاری کرتا ہے۔اِس لحاظ سے یہ منشیات سے بہت مشابہ ہے۔میرا یہ تجربہ ہے کہ جو نوجوان منشیات میں بہت زیادہ ملوث ہوتے ہیں اور پھر بالآ خر اُن سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں تو پھر ان کے اندر کا جوش و جذبہ ہمیشہ کے لیے ماند پڑ جاتا ہے گویا کہ ان کی زندگیوں سے رنگ نکل گیا ہو۔اور وہ اب بلیک اینڈ وائٹ ہو جائیں۔نشہ کے شروع میں وہ اتنی شدید لذت محسوس کر چکے ہوتے ہیں کہ آخر میں اب ان کے لیے کچھ نہیں رہا ہوتا۔میرا یہ شبہ ہے کہ راک میوزک کا چسکا بھی منشیات کی طرح کا ہوتا ہے۔''

Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc.

عوام کو فریب دینے میں موسیقی کا کردار:

یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی انسان کو خدا کی یاد سے غافل کرتی ہے۔دراصل موسیقی شیطان کا انسان کے خلاف پرانا ہتھیار ہے،جس سے وہ انسان کو اس کے عظیم مقصد تخلیق سے غافل کرتا ہے یعنی خدا کی عبادت و ذکر سے۔سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ج اُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌo (سورہ لقمان: آیت 6)

''اور انسانوں میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہیں،جو لھوالحدیث کلام دلفریب خریدتے ہیں تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی راہ سے لوگوں کو بھٹکائیں اور اسے مذاق بنائیں۔یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

اِس آیت میں لھوالحدیث سے مراد موسیقی اور گانا ہے جیسا کہ اسکی تفسیر عبداللہ بن مسعودؓ، جابرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ نے اور اکابر تابعین میں عکرمہ سعید بن جبیرؒ مجاہدؒ، مکحولؒ وغیرہ نے کی۔

محدثین کرام سورہ لقمان کی اِس آیت کے اسباب نزول میں درج ذیل واقعہ بیان کرتے ہیں۔جب حضورؐ مکہ میں اسلام کی دعوت کو پھیلانے میں مصروف تھے۔اُس وقت مکہ میں ایک

امیر تاجر تھا، جسکا نام تھا نضر ابن الحارث، اس نے لوگوں کی توجہ اسلام کے پیغام سے ہٹانے کے لیے بہت سے طریقے اختیار کیے۔ ایک طریقہ اس نے یہ کیا کہ اس نے خوبصورت آواز سے گانا گانے والی چند لونڈیاں خریدیں۔

پھر جب بھی نضر بن الحارث دیکھتا کہ مکہ میں کوئی شخص اسلام کے پیغام میں یا قرآن میں دلچسپی لے رہا ہے تو وہ اس شخص پر ایک لونڈی کو مسلط کر دیتا، جو اسے بہت سا کھانا کھلاتی، شراب پلاتی اور گانا بجانا سناتی۔ کچھ دنوں کے بعد نضر بن الحارث اُس شخص کے پاس جا کر پوچھا کرتا: مجھے بتاؤ! کیا یہ شراب نوشی، لذیذ کھانے اور یہ موسیقی اور گانا سننا بہتر ہے یا وہ پیغام جو محمد (ﷺ) لائے ہیں۔ یعنی جہاد، نمازیں، روزہ وغیرہ۔ اس طریقے سے نضر بن الحارث نے بہت سے اسلام کی طرف مائل غیر مسلموں اور کمزور اعتقاد کے مسلمانوں کو اسلام سے پھیر کر کفر اور بت پرستی میں واپس پہنچادیا۔ (تفسیر رُوح المعانی)

آج کے حکمران، سیاستدان اور سرمایہ دار حضرات وہی نضر بن الحارث والی ذہنیت رکھتے ہیں۔ یہ حکمران بالکل وہی نضر بن الحارث والا طریقہ، دھوکہ دہی (Seduction) استعمال کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ وسوسہ اندازی کے نئے طریقے پرانے طریقوں سے کئی گنا زیادہ مؤثر ہیں کیونکہ انہیں جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا کی پشت پناہی حاصل ہے۔ یہ دراصل عوام کو دھوکہ دہی کے ہتھیار (Weapons of mass Deception) بن گئے ہیں۔

آج مسلمان ممالک میں حکمرانوں اور سرمایہ داروں نے موسیقی کے ذریعے تفریح کے لیے علیحدہ ٹی وی اور کیبل چینل مختص کیے ہوئے ہیں۔ وہ عوام کو ہر طرح کی لھوالحدیث میں ملوث کرتے ہیں۔ تاکہ عوام پر آسانی کے ساتھ سواری اور حکومت کی جا سکے۔ کئی صدیاں پہلے رومی حکمران اپنی پبلک کو خوراک اور تفریح (Bread and Circus) کے ذریعے بہلاتے تھے آج بھی وہی ذہنیت اور ہتھکنڈے کام کر رہے ہیں۔ آج بھی حکمران لوگوں کو روٹی اور تفریح کے چکر میں پھنسا کر ان کو انکے اصل مقصد زندگی سے غافل رکھنا چاہتے ہیں۔

ہالی وڈ اِس صدی کا سب سے بڑا نضر بن الحارث ہے۔ ہالی وڈ کی صنعت فلموں پر بے بہا پیسہ خرچ کرتی ہے جو دراصل بڑے پیمانے پر لھوالحدیث ہے۔

Titanic فلم موجودہ زمانے کی سب سے مہنگی فلم تھی جس کو بنانے میں 285 ملین ڈالر لاگت آئی۔ فلم کا موضوع ایک عشق کی داستان ہے اور یہ پیغام ہے کہ اگر ہم شادی سے پہلے محبت(Free love) میں ملوث ہوں گے تو ہم ہیرو بن جائیں گے۔ اِس فلم میں موسیقی نے اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس لیے ہمیں اس بات پر حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ فلم Titanic کے مشہور گانے Celine Dion نے بے شمار میوزیکل ایوارڈ جیتے۔

موسیقی کی اس طاقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایڈی مینسن(Eddie Manson) نے کہا تھا: ''موسیقی کو ہر جگہ برین واشنگ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ موسیقی اتنی ہی طاقتور ہے جتنی منشیات بلکہ ان سے بھی زیادہ خطرناک لیکن لوگ اس بات کو سنجیدگی کے ساتھ نہیں سمجھتے۔''

Chagall, David (Jan. 30, 1983). Family Weekly magazine: 12.

جو لوگ میڈیا کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں، وہ موسیقی کی انسانی ذہن کو مسحور کر دینے والی طاقت سے بخوبی واقف ہیں۔ ڈینیس ون(Denise winn) برطانیہ کی صحافی خاتون ہیں جنہوں نے علم نفسیات اور طب(Medicine) میں بھی ڈگری لی ہے۔ اپنی کتاب The Manipulated Mind: Brainwashing, Conditioning and Indoctrination میں لکھتی ہیں کہ ایک کامیاب برین واشنگ پروگرام کے لیے اِن عناصر کی ضرورت ہوتی ہے: ''جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ، تکرار اور اپنے پیغام کو مختصر جملوں یا نعروں میں پیش کرنا۔''

جب ہم موسیقی اور گانوں پر غور کریں تو اُن میں یہ تینوں عناصر موجود پاتے ہیں۔ لوگ موسیقی کو ایک تفریح سمجھتے ہیں چنانچہ وہ موسیقی اور گانے اکثر اُس وقت سنتے ہیں جب وہ ذہنی جسمانی لحاظ سے تھکے ہوئے ہوں۔ گانوں کے اشعار میں تکرار ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔

گانوں میں پیغامات نہایت مختصر الفاظ یعنی اشعار کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں جو بہت حد تک نعروں سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اِس لیے گانے بجانے کے ذریعے سننے والوں کی

کامیاب طریقے سے برین واشنگ کی جاسکتی ہے۔جبکہ انہیں اسکی خبر تک نہیں ہوتی ۔مغربی ماہر نفسیات جان کاپاس (John Kappas) کے مطابق لوگوں پر موسیقی کے پیغامات اثر انداز ہوتے ہیں ۔اور ان میں موسیقی سے خوشی یا غم کے احساسات پیدا ہوتے ہیں ۔

''جب بھی ہم دماغ پر کسی چیز کی بھر مار کر دیں تو بندہ رائے قبول کرنے کے معاملے میں بہت کمزور (Suggestible) ہو جاتا ہے' اُس وقت انہیں جو بھی پیش کیا جائے وہ اسے بغیر ردو کد کے قبول کر لیتے ہیں کیونکہ ان میں اسکے خلاف دفاع کی صلاحیت نہیں ہوتی ۔لوگ میوزیکل کانسرٹس (Musical Concerts) سے ایسی ہی حالت میں باہر نکلتے ہیں۔''

Schwartz, Ted and Empey, Duane (1989). Satanism: Is Your Family Safe? Gran Rapids, MI, Zondervan.

فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت:

فلموں میں موسیقی جذبات کو ابھارنے کا سب سے طاقتور ماٰخذ ہوتی ہے ۔اگر ہم فلموں سے موسیقی کو نکال دیں تو فلمی صنعت کی تمام عمارت زمین بوس ہو جائے گی کیونکہ لوگوں کو مسحور کرنے میں موسیقی انکا سب سے بڑا ہتھیار ہے ۔

فی الحقیقت کسی بھی فلم کے تمام مناظر (Scenes) چاہے وہ عشق کے متعلق ہوں یا جاسوسی یا خوف و ہراس یا مزاح سے متعلق ،ان کا بنیادی انحصار موسیقی پر ہوتا ہے فلموں اور ٹی وی ڈراموں کی آوازوں کے ٹریک (Sound tracks) کا بیشتر حصہ موسیقی پر مشتمل ہوتا ہے ۔موسیقی میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ ایک سطحی اور عام سے فلمی منظر کو ایک اہم منظر میں بدل ڈالے ۔موسیقی فلم میں عشقیہ منظر میں جان ڈال دیتی ہے وغیرہ وغیرہ ۔دنیا کی تمام فلمی صنعتوں کا دارومدار موسیقی پر ہے ،چاہے وہ ہالی وڈ یا مصر کی فلمی صنعت ہو یا عربی ڈرامے ہوں فلموں کے اندر موسیقی میں جذبات کے اظہار کی صلاحیت تصویر کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے ۔اسکی وجہ یہ ہے کہ موسیقی اپنے راگ ،دھن ،آواز اور موزونیت (Rhythm) میں بیک وقت کئی طرح کی جذباتی معلومات کو ظاہر کر سکتی ہے ۔

فلمی صنعت میں موسیقی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بیسویں صدی کی ابتداء میں خاموش فلمیں (Silent movies) دکھائی جاتی تھیں (کیونکہ ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ فنکاروں کے ڈائیلاگ بھی ریکارڈ کیے جا سکیں) تو اُس وقت فنکاروں کی حرکات کو واضح کرنے کے لیے موسیقی کو استعمال کیا جاتا تھا۔

فلمی نظریے (Film Theory) کے میدان کا بانی ہارورڈ یونیورسٹی کا ماہر نفسیات ہیوگو منسٹر برگ (Hugo Munsterberg) کو سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی زندگی کی آخری کتاب جو 1916ء میں طبع ہوئی، اُسکا عنوان تھا: The photoplay:A Phychological Study اور یہ کتاب فلم بنانے کے موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ اس کتاب میں Munsterberg نے اس بات پر زور دیا کہ فلموں میں موسیقی لازمی ہونی چاہیے کیونکہ موسیقی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ آرام بخشتی ہے، جذبات کو ابھارتی ہے اور لطف کا احساس دیتی ہے۔

Munsterberg کے مطابق سینما کی مشابہت تصویر کے مقابلے میں موسیقی سے زیادہ ہے کیونکہ تصویر ایک بے جان چیز ہے جبکہ سینما اور موسیقی دونوں انسان کے ذہن کی گہرائیوں میں اُتر کر اُس کے جذبات کو بھڑکاتے ہیں۔ اور اسکی ماضی کی یادوں اور مستقبل کے خوابوں کو اس کے ذہن کے اندر نئی زندگی بخشتے ہیں۔''

Munsterberg, Hugo (1970). The Photoplay: A psychological Study. New York, Arno (originally published in 1916).

Munsterberg کی موت 1916ء میں اُسی سال واقع ہوئی جس سال اسکی کتاب The photoplay طبع ہوئی اور شروع میں فلمی صنعت نے اُس کے خیالات کی اہمیت کو نہ سمجھا۔ 1927ء میں جب بولنے والی فلموں کا آغاز ہوا تو موسیقی کو فلموں سے نکال دیا گیا۔ انہوں نے سوچا کہ اصل آوازیں اور صوتی اثرات (Sound effects) کی موجودگی میں جذبات کو ابھارنے میں موسیقی کی ضرورت نہیں۔

لیکن چند ہی سالوں میں لوگوں نے فلموں میں دلچسپی لینی چھوڑ دی۔ لوگوں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ فلموں میں موسیقی کے بغیر کوئی زندگی نہیں۔ پس فلمی صنعت نے یہ تلخ سبق سیکھا کہ

فلموں میں موسیقی کے بغیر جذبات کا اظہار ممکن نہیں۔ اِسی لیے موسیقار سی پالمر (C. Palmer) کے مطابق دوجہتی (Two-dimensional) فلمی سکرین میں موسیقی تیسری جہت (Third dimension) کا اضافہ کرتی ہے۔

Palmer, C. (1990). The Composer in Hollywood. New York, Marion Boyars.

ایک ریسرچ جو رسالہ Psychomusicology کے 1994ء کے شمارے میں چھپی جسے دو محققین بلر جاہن (Bullerjahn) اور گلڈنرنگ (Guldenring) نے رپورٹ کیا۔ شہرت یافتہ اور پیشہ ور فلمی دنیا کے موسیقاروں نے پانچ مختلف قسم کے بیک گراؤنڈ میوزک ٹریک (Music traeks) تیار کیے۔ (مثلاً جرم کے وقت کا میوزک، غمگین موقع کا میوزک، سسپنس کا میوزک وغیرہ) اور ایک ہی 10 منٹ کے فلمی منظر (Scene) کے لیے مختلف رضا کاروں کو مختلف بیک گراؤنڈ موسیقی کے ساتھ وہ سین دکھایا۔

اُس تحقیق کا خلاصہ یہ تھا کہ بیک گراؤنڈ موسیقی کی نوعیت کے لحاظ سے جن لوگوں نے جس قسم کا میوزک سنا، اُسی حساب سے انہوں نے فلم کے سین اور اسکے ایکٹروں کے افعال وحرکات کے متعلق رائے قائم کی۔ اگر بیک گراؤنڈ موسیقی غمگین لے والی تھی تو ناظرین نے فلم کے سین اور ایکٹروں کی حرکات کے متعلق بھی یہی رائے قائم کی جبکہ اگر موسیقی سسپنس والی تھی تو ناظرین کی رائے اسی فلمی سین کے متعلق بالکل مختلف تھی۔ موسیقی کی فلموں میں اسی اہمیت کے پیشِ نظر اینا بیل جے کوہن (Annabel J. Cohen) رقمطراز ہیں:

"موسیقی فلم میں صرف آوازہی پیدا نہیں کرتی بلکہ پردہ سکرین پر موجود چیز کی طرف متوجہ بھی کرتی ہے اور اس چیز کے متعلق جذباتی رائے قائم کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ فلم کے بانی منسٹربرگ (Muinsterberg) نے بیان کیا تھا کہ فلم کے اندر پائے جانے والے نفسیاتی عوامل تصاویر یا آرٹ کے مقابلے میں موسیقی سے زیادہ مشابہ ہیں۔ اُس وقت سے اب تک سائنسی تجربات نے یہی ثابت کیا ہے کہ فلمی کہانی کو سمجھنے میں موسیقی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اور فلم کی بصری معلومات (Visual Information) کے ساتھ وہ موسیقی دیکھنے والے کی یاداشت کا حصہ بن جاتی ہے۔''

Cohen, Annabel J (2001). Music and Emotion: Theory and Research. Patrik & Sloboda , John A. New York, Oxford Press: 249 - 272.

اشتہارات کی صنعت میں موسیقی کی اہمیت:

موسیقی اشتہارت کا جزو لاینفک ہے ۔بہت سی سائنسی تحقیقات سے یہ پتہ چلا ہے کہ انسان کے مزاج (mood) کے بدلنے اور پسند ناپسند کے انتخاب میں موسیقی اثر انداز ہوتی ہے۔اس وجہ سے اشتہارات کی صنعت کا بھاری انحصار موسیقی پر ہوتا ہے۔صنعت کار حضرات مشہور ترین موسیقی اور مشہور زمانہ گانوں کو اپنی مصنوعات کے اشتہارات میں استعمال کرتے ہیں تا کہ عوام کو مسحور کر کے اپنی مصنوعات خریدنے پر آمادہ کیا جا سکے۔

مغربی ماہر معاشیات ای ایم برانڈ (E.M.Brand) اپنی کتاب Modern Supermarket Operation میں تحریر کرتے ہیں کہ سپر مارکیٹس میں موسیقی لگانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گاہکوں کے لیے شاپنگ کا تجربا چھا رہے اور خریدے جانے والے سامان سے بھری کارٹ (ریڑھی یا تھیلا) کی ٹوٹل قیمت سے گاہکوں کی توجہ ہٹائی جا سکے۔

Brand, E. A. (1963). Modern Supermarket Operation. New York, Fairchild Publications.

تحقیقات نے اس بات کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ مزاج، جنس (Sex)، خوبصورت رنگ اور موسیقی کے اشتہارات کے استعمال کا ہماری مصنوعات کے انتخابات پر بلاواسطہ (Direct) اثر ہوتا ہے۔مثلاً کینیڈا کی یونیورسٹی آف برٹش کولمبیا (University of British Columbia) کے پروفیسر جیرالڈ جے گارن (Gerald J. Gorn) نے انسانی رضا کاروں پر اپنے تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ جب لوگوں کے سامنے بازار میں کوئی خریدنے والی چیز

آ ئے جبکہ وہ موسیقی سُن رہے ہوں تو وہ موسیقی انکے مصنوعات کے انتخاب پر اثر انداز ہوتی ہے۔مزید برآں موسیقی اور رنگ وغیرہ ایسے محرک(Stimuli) ہیں کہ امریکہ اور کینیڈا کے اکثر اشتہارات میں بیچنے والی چیز کے متعلق بہت کم معلومات ہوتی ہیں جبکہ اُن اشتہارات میں زیادہ تر ایسے محرک ہوتے ہیں جو جذبات کو ابھارتے ہیں۔مثلاً موسیقی اور خوبصورت رنگ اور دیگر بصری محرک جیسے اشتہارات میں خواتین ماڈل گرلز کا استعمال۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ پروفیسر گارن نے اپنے ایک تجربے میں یہ مشاہدہ کیا کہ تحقیق میں شامل تمام رضا کاروں میں سے جنھوں نے اپنی پسندیدہ موسیقی کے زیر اثر مصنوعات کا انتخاب کیا، اُن میں سے 91 فیصد کو اس بات کی خبر تک نہ تھی کہ ان کے اس فیصلے میں انکے پسندیدہ موسیقی کے بیک گراؤنڈ میں بجنے کو دخل تھا۔

اِسی چیز کو علم نفسیات کی زبانی میں ذہنی تعصب''(Cognitive Bias) کہتے ہیں جس کے تحت لوگ اپنے آپ کو اور محققین کو یہ باور کرواتے ہیں کہ ان کے ذہن سے کوئی نہیں کھیل سکتا اور وہ ہر فیصلہ نہایت سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔یعنی لوگوں کو اس بات کا علم تک نہیں ہوتا کہ موسیقی کے ذریعے اُن کے ذہن سے کھیلا جارہا ہوتا ہے۔اپنے مضمون کے آخر میں جیراللہ گارن اشتہارات دینے والے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ اپنے ناظرین تک جذبات کو ابھارنے والی چیزوں مثلاً موسیقی وغیرہ سے پہنچیں تا کہ ان کے اذہان کو کنٹرول کیا جاسکے۔اور چیزیں خریدنے کے عمل میں ان پر اثر انداز ہوسکے۔

Gorn, Gerald J. (Winter 1982). Journal of Marketing 46: 94-101.

امریکی ریاست شکاگو کی لویولا یونیورسٹی (Loyola University) میں رانلڈ ملمن(Ronald Millmen) اور معاون سائنسدانوں کی ایک تحقیق میں یہ بھی پتہ چلا کہ جب سپر مارکیٹ کی راہ داریوں (Aisles) میں آہستہ رفتار کی موسیقی (مثلاً کلاسیکل موسیقی) لگائی گئی تو سَیل کی رسیدوں سے پتہ چلا کہ مارکیٹ میں خریداری بڑھ گئی۔بہ نسبت اُس صورت میں جبکہ پاپ میوزک لگایا گیا۔اس تحقیق میں جب سپر مارکیٹ سے خارج ہونے والے گاہکوں

سے موسیقی کے متعلق سوالات کیے گئے تو 33 فیصد گاہکوں کو اس کی خبر تک نہ تھی کہ مارکیٹ میں موسیقی چل رہی تھی۔ اور 29 فیصد گاہکوں نے اس بات کا سرے سے انکار کر دیا کہ مارکیٹ میں کسی قسم کی موسیقی تھی۔

Rosenfeld, Anne H. (Dec. 1985). "Music, The Beautiful Disturber." Psychology Today.

جیسا کہ گارن (Gorn) کی تحقیق میں اشارہ کیا گیا تھا' اس تحقیق سے بھی پتہ چلتا ہے کہ گاہکوں کی اکثریت کو خبر نہ تھی کہ ان کے ذہنوں کے ساتھ موسیقی کے ذریعے کھیلا جا رہا تھا۔ یہ تمام تحقیقات موسیقی کی شیطانی طاقت کے متعلق ہمیں بتاتی ہیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اشتہارات میں موسیقی کے استعمال کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گاہکوں کی توجہ چیزوں کی قیمت یا خامیوں سے ہٹا کر موسیقی کی طرف منعطف کروائی جائے جو کہ ایک طرح کا دھوکہ ہے۔ جبکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے تجارت میں دھوکہ حرام قرار دیا ہے۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم کتاب الایمان)

''جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضورؐ بازار میں جا کر تاجروں سے کہتے تھے:

يَامَعْشِرَ التُّجَّارِ! اِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ۔

اے تاجرو! جھوٹ سے بچو! (طبرانی، المعجم الکبیر باب 5 حدیث 17598)

باب:4

موسیقی نے مجھ سے ایسا کروادیا

The Music Made Me Do It

''موسیقی کی طاقت ہمیں رلا بھی سکتی ہے اور مسرور بھی کر سکتی ہے۔ جھگڑا بھی کرواسکتی ہے اور محبت بھی .... یہ انسانوں کی تخلیق ہے جس کے ذریعے سے تأثر پذیری اور رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ لوگوں کے مابین ایک لحاظ سے موسیقی ہمیں محصور کر لیتی ہے اور یہی اس کا مقصد ہے لیکن اگر اس کے طریقہ کار پر غور کیا جائے تو بہت حیران کن بات ہے کہ لوگ محض موسیقی کی لہروں کی دھن پر ایک دوسرے کو مغلوب کر لیتے ہیں۔''

Anne H. Rosenfield (ایک ماہر نفسیات اور موسیقار)

ویبسٹر Webster انگلش ڈکشنری کی تعریفی اصطلاح میں لفظ ''میوز'' (muse) جو کہ میوزک کے لفظ کا اصل مادہ ہے، کا مطلب ہے ''ارادہ کا سرچشمہ''۔ انسان کے خارج میں اسکے لیے ارادہ وعمل کے دو اسباب ہیں ''اللہ'' اور ''شیطان''۔
دونوں ہی اسباب اپنے سننے والے کے ساتھ تعلق قائم کر لیتے ہیں جبکہ وہ سرگوش ہو۔ شیطان کا طریقہ کار جھوٹ، دھوکہ اور وسوسہ ہے، جس کے ذریعے سے وہ اپنے سننے، ماننے والے کو اللہ تعالیٰ کے خلاف سرکش بناتا ہے۔ قدیم یونانیوں کے نزدیک ''میوز'' کا مطلب وہ روحانی نفوس یا ارواح ہیں جو انسان کے اندر تمام طرح کے آرٹ کے لیے پیدا ہونے والی کشش / صفت کی ذمہ دار ہیں۔ گویا یہ ارواح ہی دراصل وہ شیطانی طاقتیں ہیں جو میوزک (موسیقی) میں کارگر ہیں کیونکہ بمطابق قرآن کریم شیطان انسانوں کو اپنے وسوسے کی

طاقت سے مغلوب کر کے گمراہ کرتا ہے۔ سوشل سائیکولوجی ثابت کرتی ہے کہ موسیقی کا انسان کے رویے اور سلوک پر براہ راست اثر ہوتا ہے۔

کلاسیکی موسیقی اور پاپ موسیقی کا موازنہ

عام طور پر موسیقی دو طرح کی ہوتی ہے:

1:......کلاسیکی : جو دھیمی اور رزم ہے۔

2:......پاپ موسیقی، جو تیز (ہیجان انگیز) اور بلند ہے (مثلاً راک، بینڈز، دھاتی) جاز، پنک۔

سوسائٹی پر اثر پذیری کے لحاظ سے دونوں طرح کی موسیقی اور گانوں کا موازنہ

کلاسیکی موسیقی اور گانا	پاپ موسیقی اور گانا
1......اس موسیقی کو سننے والا سر دھنتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔	1......اس موسیقی کا اثر انسان کے نچلے دھڑ پر ہوتا ہے۔ وہ تھرکتا ہے اور غیر مناسب ہو جاتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔
2......یہ موسیقی انسان کو اپنے والدین سے باغی بناتی ہے اور اس کا اظہار وہ اپنی شادی کے معاملے میں آزادانہ اختیار سے کرتا ہے۔	2......اس موسیقی کا رسیا اپنے والدین کو جاہل گردانتا ہے۔ غیر تابعدار ہو جاتا ہے اور موسیقی کے حلقے اور محفلیں اپنالیتا ہے۔
3......اگر محبت میں ناکامی ہو چکی ہو تو یہ راگ اس شخص کو مزید اُداس کرتا ہے اور یہ مایوسی اسکو خودکشی کے ارتکاب تک پہنچا دیتی ہے۔	3......یہ موسیقی اپنے شکار کو خودکشی تک لے آتی ہے' غلط کاری اور منشیات میں مشغول کر کے۔

4......اس موسیقی میں غرق لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ زنا سوسائٹی کا ایک عام معمول ہے اور وہ لوگ فواحشات سے لگن رکھتے ہیں۔	4......پاپ موسیقی اپنے عادی انسان کو شہوانیت میں مبتلا کرتی ہے اور عصمت دری کا درس دیتی ہے۔
5......کلاسیکی موسیقی اور گانوں میں اپنی محبوبہ کی تعریفوں کے ایسے پل باندھے جاتے ہیں کہ عورت کو جنسی دیوی(Sex goddess) کے مقام پر فائز کر دیا جاتا ہے۔	5......پاپ موسیقی اور گانے عورتوں کو جنسی کھلونے (Sex object) کے طور پر پیش کر کے ذلت کی حد تک گرا دیتے ہیں۔
6......سننے والے کے دل میں یہ موسیقی کاہلی اور مایوسی پیدا کرتی ہے۔	6......پاپ موسیقی اپنے سننے والے کی رگوں میں ہلچل اور شدت پسندی پیدا کرتی ہے۔
7......یہ موسیقی عورتوں کو زیادہ پُر کشش لگتی ہے کیونکہ یہ نرم اور رومانس بھری ہوتی ہے۔	7......یہ موسیقی مرد حضرات کو زیادہ بھاتی ہے کیونکہ اس میں روشنی ،تیزی اور شدت ہوتی ہے۔
8......یہ موسیقی اثر پذیری میں شراب کی طرح ہوتی ہے کیونکہ یہ آہستہ آہستہ ہلاک کرتی ہے۔	8......اس کا اثر منشیات کی طرح ہوتا ہے جو شراب کے مقابلے میں شدید اور اعصاب کو زیادہ بھڑکانے والی ہوتی ہیں مثلاً کوکین، ہیروئن، ایم ڈی ایم اے، ایل ایس ڈی (LSD)، پی سی پی۔

اوپر کا تقابل اس بات کا گواہ ہے کہ چاہے ان دونوں موسیقیوں کا طریقہ کار کتنا ہی مختلف ہو مگر جہاں تک گھناؤنے نتائج کا تعلق ہے، سوسائٹی پر دونوں کا اثر ایک جیسا ہے۔ جس کی وجہ یہ

ہے کہ دونوں کا سرچشمہ ناپاک ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ صنف نازک کلاسیکی موسیقی پسند کرتی ہیں اور مرد حضرات پاپ موسیقی ۔ وینسٹین (Weinstein) کے مطابق موسیقی کی اس پسند کے فرق کی وجہ دونوں جنسوں میں بلوغت کے وقت وہ مختلف جنسی کشمکش ہے جس سے لڑکے اور لڑکیاں گذرتے ہیں ۔

(Weinstein, D. (1983). "Rock: youth and its music." Pop Music Society 9: 2-16)

ایک اور دلچسپ تحقیق، جو 2001ء میں شائع ہوئی وہ ''Journal of Music Therapy'' میں ڈاکٹر جین کیسڈی اور ڈاکٹر کیرن ڈٹی کی تحقیق ہے ۔ انھوں نے 350 نومولود بچوں پر ایک مشاہدہ کیا ۔ انہوں نے اپنے تجربات میں دکھایا کہ لڑکیوں میں سماعت کی طاقت لڑکوں سے 2 سے 4 گنا زیادہ ہوتی ہے اور یہ فرق پیدائش سے ہی موجود ہوتا ہے ۔

(Cassidy, Jane & Ditty, Karen (2001). "Gender differences among newborns on a transient otoacoustic emissions test for hearing." Journal of Music Therapy 38: 28-35)

اس فطری فرق کی وجہ سے لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیاں آواز کو 4 گنا زیادہ محسوس کرتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکیاں نرم آواز کی موسیقی کے لئے زیادہ میلان رکھتی ہیں جبکہ لڑکے اونچی آواز کی موسیقی کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں ۔ اسی وجہ سے لڑکیاں کلاسیکی اور لڑکے پاپ میوزک پسند کرتے ہیں ۔

پاپ موسیقی تیزی اور زیادہ بلند آوازی کی وجہ سے اپنے سننے والے کو جلد تباہ کرتی ہے ۔ جبکہ کلاسیکی موسیقی کی رفتار تباہ کرنے کے لحاظ سے آہستہ ہے لیکن تاثیر کے اعتبار سے دونوں (موسیقیاں) تباہ کن ہیں ۔ موسیقی کی دونوں قسمیں قرآن اور سنت کی تعلیمات کی رو سے منع ہیں ۔ دونوں اپنے اثرات کے لحاظ سے ویسا ہی تعلق رکھتی ہیں جیسا تعلق سگار اور سگریٹ کا ہے بلکہ کلاسیکی موسیقی اپنے زہر آلود اثرات کے لحاظ سے پاپ موسیقی کی ماں ہے ۔ اسی کلاسیکل موسیقی کی کوکھ سے پاپ موسیقی نے جنم لیا ۔ جو گندگی، فحاشی اور رنج روی کلاسیکی موسیقی میں در پردہ

تھی۔ وہ نئی ٹیکنالوجی ،ایجادات اورترقی کی وجہ سے منکشف ہوگئی مثلاً ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر،سپیکرز،موسیقی کے ٹی وی سٹیشن، کیبل،ڈش،واک مین، CD پلیئر ،ڈی وی ڈیز، انٹرنیٹ،آئی پوڈز، mp3،وغیرہ وغیرہ جیسے آلات۔

موسیقی زیادہ تر سرکشی اورشہوت کا پیغام لیے ہوتی ہے۔وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ پاپ موسیقی زیادہ مقبول ہوتی جارہی ہے کیونکہ لوگ زیادہ بے حس ہوتے جارہے ہیں۔لہٰذا موسیقار اورفنکار پرلازم ہوتا جارہا ہے کہ فحاشی اورآزادی کا پیغام اونچے طبقوں تک لیتے جائیں۔اوراپنے اس ابلاغ کوزیادہ موثر بنائیں تا کہ عام لوگوں کومحظوظ کرسکیں اوران کی رذیل خواہشات کی تسکین کا سامان کرسکیں۔

والدین کے خلاف جوان نسل کی سرکشی میں موسیقی کا کردار:

موسیقی چاہے ریڈیو سے ہویا کسی دوسرے ذریعہ سے، جواں پود کے لیے ایک مقبول ذریعۂ تفریح ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ 11 سے 13 سال کے درمیان کی عمر کے لوگ تقریباً 11.2 گھنٹے فی ہفتہ موسیقی سنتے ہیں جبکہ 18 سے 14 سال کی عمر کے لوگ 9.3 گھنٹہ/ہفتہ ۔چاہے والدین اس بات کا احساس نہ کرتے ہوں مگر حقیقت یہ ہے بچوں اورجوانوں کی نفسیات پرموسیقی کا ایک گہرا اثر ہے ۔موسیقی بچوں کوسرکش بناتی ہے۔ Journal of American Medical Association میں ڈاکٹر ایلز بتھ براؤن (Elizbeth Brown,MD) اور ڈاکٹر ولیم ہنڈی (William Hendee, MD) لکھتے ہیں:

''گھروں میں جوان بچے (Teenagers) میوزک اپنے بیڈ رومز میں علیحدگی میں سنتے ہیں اوراس کوبغیر ماں باپ کی رہنمائی کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں.....سن بلوغت کے دوران اُن بچوں کے اخلاق اورکردار کی بنیاد پڑتی ہے۔اسی پران کی بالغ شخصیت کا دارومدار ہوتا ہے۔اس کی روشنی میں میوزک جوایک انتہائی موثر ذریعہ ہے،بالغوں کی زندگیوں میں بڑی مختلف اقدار پیش کرتا ہے میوزک کے شہوانی اوردرشت مکالمے اکثر اُن اصولوں اوررمعروفات سے ٹکراتے

ہیں جن پر سوسائٹی کی بنیاد ہوتی ہے۔

(Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). "Adolescents and their music. Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663)

پروفیسر ایلین بلوم (Allan bloom) اس بارے میں لکھتے ہیں:

"اگر چہ طلباء کے پاس کتابیں ہوں یا نہ ہوں مگران کے پاس میوزک ضرور ہوتا ہے۔ اِس نسل کی بالکل منفرد بات اس کا میوزک کا عادی ہونا ہے۔"

(Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc.)

امریکی مصنف اور شاعر رابرٹ بلائی (Robert Bly) اپنی کتاب The Sibling Society میں لکھتے ہیں کہ 1960s اور 1950s کے وقت کے راک میوزک نے تحریک آزادیٔ نوجوانان میں ایک اہم کردار ادا کیا جب ایک فنکار Elvis Presley کا وقت تھا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ مشہور فنکار جیمز ڈین، ایلوس پریسلے، میریلین منرو، اور جیک کیرواٹ سب نے جوانوں کو ڈھیل دینے میں کردار ادا کیا اور اس پر پسند کئے گئے۔

رابرٹ بلائے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ راک میوزک جواں پود کی ذہنی آزادی کا محرک تھا۔ میوزک انڈسٹری کا نشانہ ہے ہی جواں پود! گو کہ ہر عمر کے لوگ اس کا اثر لیتے ہیں لیکن جواں لوگ اندازاً 6 گھنٹے روزانہ میوزک میں کھپاتے ہیں۔

(Bly, Robert (1996). The Sibling Society. New York, Addison-Wesley Publishing Company.)

ریکارڈنگ انڈسٹری ایسوسیئشن آف امریکہ کے مطابق 1986 میں 4 بلینز امریکی ڈالرز کی ایل پی ایس، سی ڈیز، اور ٹیپس کی فروخت ہوئیں۔ کل فروخت کا 30% سے زیادہ حصہ جواں

پود، 19-10 سال کے درمیان کے خریداروں کا تھا۔ میوزک کی خریداری کا یہ رویہ دوسرے ممالک میں بھی دیکھا جارہا ہے گو کہ یہ امریکہ کے مقابلہ میں کچھ کم رفتار پر ہے۔

یہ میوزک اور یہ موسیقار (musicians) جو اِس کی تخلیق کرتے ہیں وہ جوان پود اور اُن کی زندگیوں کے لیے، ایک نمونہ ہیں۔ اس میوزک کے ذریعے وہ فنکار سے ایک رابطہ محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک فنکار اُس ذہنی کشمکش اور احساسات کو، جن سے وہ گذر رہے ہوتے ہیں محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا ان کا فنکار سے ایک تعلق سا قائم ہو جاتا ہے، جسے نفسیات کی زبان میں Social learning theory کے الفاظ میں سمجھا جاسکتا ہے۔ یعنی ''سوشل تعلیمی نظریہ''۔ اِس نظریہ کے تحت، ایک انسان میں غیر سوشل اور جارحانہ تحریکات ماں باپ یا دوسرے اہم لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے عمومی طور پر مہذب رہتی ہیں۔ اگر یہ اہم شخصیات زندگی میں مفقود ہوں، تو بچے ان کی کمی پوری کرنے کے لیے ان کے متبادل تلاش کرتے ہیں۔ زندگی میں یہ وہ مقامات ہیں جب میوزک اور موسیقار اس خلا کو پُر کرتے ہیں۔

جوں جوں وہ نمونہ زیادہ مقبول و معروف ہوگا، یہ نقالی اور اسکے ساتھ تعلق اور بڑھ جاتا ہے۔ موجودہ تمدن میں بچے اور جواں زیادہ سے زیادہ وقت اُن الیکٹرونک ذرائع کے ساتھ گزارتے ہیں، کیوں کہ زیادہ تر مائیں کسب معاش میں مصروف ہیں اور انہیں بچوں کے ساتھ وقت گذارنے کا موقع نہیں ملتا۔ کیلے پن نے بچوں اور جواں پود کو اس بات پر مجبور کردیا ہے کہ وہ نئے نئے لوگ ڈھونڈیں جو انہیں زندگیوں کے اہم فیصلے کرنے میں مدد دیں۔ اس قسم کی موسیقی انہیں وہی سناتی ہے جو وہ سننا چاہتے ہیں۔

بلوغت کے اِس دور میں، بچوں پر پہلے ہی بڑا دباؤ اور بوجھ ہوتا ہے۔ جسمانی ہارمونز بھی اپنا اثر دکھا رہے ہوتے ہیں۔ جسمانی نشوونما کے اس نازک دور میں موسیقی اور منشیات اضطرابی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہے جب زندگی ایک اہم موڑ پر ہوتی ہے۔ مستقبل کے فیصلوں کے لحاظ سے عین یہ وہ وقت ہوتا ہے جب موسیقی وہ مواد فراہم کرتی ہے جو اُن اقدار سے متعارض ہوتے ہیں جو والدین، سوسائٹی اور اساتذہ کی دی ہوئی ہوتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ بچے کنفیوز سے ہو جاتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر پال کنگ (جو بچوں اور بالغوں کی نفسیات

کے ماہر ہیں):

''وہ جواں لوگ جو عام روایتی اقدار سے منفصل ہیں، اپنی کوئی پہچان ضرور چاہتے ہیں لہذا نوجوان کسی اتھارٹی کے متلاشی ہوتے ہیں، جو انہیں وہ مقام دے جو وہ محسوس کرتے ہیں۔ اس حالت میں موسیقی ان کے اعمال اور فیصلوں کو تائید اور تصدیق مہیا کرتی ہے۔''

ایک ماہر تعلیم نے، جس کا ایسے بچوں کے ساتھ جنھیں مسائل درپیش ہیں، وسیع تجربہ ہے، ، بیان کیا کہ اس کے مختلف ادوار میں جو وہ طلباء کیساتھ گفتگو اور مباحث میں وقت گذارتا ہے، موسیقی کا موضوع بار بار زیر گفتگو آتا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے: ''بار بار میں نے غور کیا کہ یہ بچے اپنے رویوں کے لیے اپنے آئیڈیل فنکاروں (rock music stars) کے رذیل اخلاق کو نمونہ بناتے۔ ان کے الفاظ میں جو وہ روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتے ہیں، گانوں کے عنوانات جو ان کی کتابوں پر لکھے ہوتے، پوسٹرز جو اُن کے بیڈروم کی دیواروں پر چسپاں ہوتے موسیقی جو وہ اپنی گاڑیوں میں سنتے، اور کپڑے جو وہ پہنتے، یہ سب اُن کی اپنے آئیڈیل کیساتھ ذہنی یگانگت ظاہر کرتی ہے''۔ Media Update, Nov/Dec 1989, pp. 2-3

والدین کے خلاف بغاوت کا اظہار صرف ان کو (Nursing Homes) میں چھوڑ دینے سے ہی نہیں ہوتا بلکہ کچھ بچے والدین کو قتل تک کر دیتے ہیں۔ اور اس کی بڑی وجہ موسیقی ہے۔ مثلاً 9 جنوری 1988ء میں امریکی ریاست نیوجرسی کے جیفرسن ٹاؤن میں ایک نوجوان تھامس سولیوان نامی (Thomas Sullivan) نے اپنی والدہ کو اپنے گھر کے تہہ خانہ میں قتل کر کے گھر کو آگ لگادی تا کہ باپ اور بھائی بھی مر جائیں۔ اور پھر بھاگ کر باہر گیا اور اپنی کلائی کاٹ کر خودکشی کر لی۔ باپ بچ گیا۔ Thomas کا مردہ جسم پائیں باغ میں پایا گیا۔ تحقیق کے بعد پتا چلا کہ Thomas Sullivan ایک نہایت لائق طالب علم، بہترین کھلاڑی اور سکاؤٹ تھا۔ پھر وہ راک میوزک میں بہت زیادہ منہمک ہوگیا۔ وہ Ozzy Osbourn کا بہت دلدادہ تھا۔ اس کے باپ نے بیان دیا کہ واردات سے ایک ہفتہ پہلے اس کا بیٹا مسلسل یہ گانا الاپتا رہتا تھا:

"About blood and killing your mother" (خون اور ماں کا قتل)

Ankenberg, Frank & Weldon, John (1992). The Facts on Rock Music. Eugene, Oregon, Harvest House Publishers.

اسی طرح US News World Report (Oct.28/1985) کے مطابق ایک 14 سالہ لڑکی نے، جو پاپ موسیقی سے بہت متاثر تھی، اپنی ماں کو چاقو سے قتل کر دیا۔ گو کہ یہ حد کو پہنچے ہوئے واقعات ہیں۔ مگر ثابت کرتے ہیں کہ موسیقی میں ذہنی انتشار پیدا کرنے کی اتنی طاقت ہے کہ انسان کو شدت پسند اور سفاک بنا دیتی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ موسیقی اور تشدد میں براہ راست تعلق نہ ہو جیسے سگریٹ نوشی اور سرطان میں نہیں مگر یہ حقیقت ضرور ہے کہ ان دونوں کے درمیان تعلق ضرور ہے۔ پھیپھڑوں کے سرطان کی وجہ سگرٹ نوشی اکیلی ہی نہیں مگر ایک اہم وجہ ضرور ہے۔ اسی طرح موسیقی کا سننا ہی صرف جوان لوگوں کی جارحیت پسندی کی وجہ نہیں مگر یہ ایک اہم وجہ ضرور ہے۔

نوجوانوں کی خودکشی میں موسیقی کا کردار:

جواں لوگوں کے مابین زمانہ جدید میں موسیقی کا خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحان میں ایک بڑا حصہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ سبحانہ وتعالٰی فرماتے ہیں۔

وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (سورۃ یوسف۔87)

اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۰

''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ معاف فرما دیتے ہیں گناہوں کو سارے کے سارے۔''

ایک عربی لفظ جو شیطان کے لیے جو استعمال ہوتا ہے وہ ابلیس ہے جس کا مطلب ہے وہ جو مایوس ہوتا ہے۔ ابلیس کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ آج کے جدید زمانہ میں مایوسی ہی پیدا کی جا رہی ہے۔ مثلاً ٹی وی دیکھنے سے مایوسی ہی حاصل ہوتی ہے۔ تباہی اور المنا کی دنیا میں ہر سو دکھائی جاتی ہے۔ ہر چیز جہنم واصل نظر آتی ہے۔ یہ ایک شیطانی نظریہ وفکر ہے۔

نیوز میڈیا میں دنیا میں ایک انتہائی مایوسی کا سماں دکھایا جاتا جو شیطان کو نہایت پسند ہے۔ انسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایک شیطانی کیفیت ہے۔ یہی مایوس کن اداس پیغام ہے جو نوجوانوں کو موسیقی کے ذریعے سے دیا جاتا ہے۔ اور زیادہ موثر انداز میں منشیات کی طرح موسیقی بھی لوگوں کو مایوس بناتی ہے اور خودکشی تک نوبت آ جاتی ہے۔ موسیقی ایک نہایت موثر اور مایوس کن شئے ہیں، اور سننے والے کے اندر خودکشی کا بیج بوتی ہے۔ خاص طور پر اگر گانے کے الفاظ میں دل کا ٹوٹنا، عشق میں ناکامی، درد، تکلیف، نقصان وغیرہ کا ذکر ہو۔ ماہر نفسیات Aaron Beck بیان کرتا ہے کہ نا امیدی ایک ایسی ذہنی کیفیت ہے جو سب سے بڑی وجہ ہے جو خودکشی کرنے والے میں پائی جاتی ہے۔

Beck, Aaron, Robert Steer, Maria Kovacs, and Betsy Garrison (1985). "Hopelessness and Eventual Suicide." American Journal of Psychiatry 142: 559-563.

جو لوگ موسیقی کو ایک بے اثر، ہلکی اور معمولی تفریح خیال کرتے ہیں۔ ان کو دراصل موسیقی کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ موسیقی کے ذریعے سے اُن کی نفسیات میں کیا زہر گھول دیا گیا ہے۔ موسیقی سننے سے پرانی یادیں تازہ ہوتی ہیں۔ چاہے یہ اداس کرنے والا میوزک ہو یا سرور پیدا کرنے والا۔

لوگ گانوں کے الفاظ، نثر کے مقابلہ میں زیادہ آسانی سے یاد کر لیتے ہیں۔ لہذا میوزک ایسے تاریک تخیلات ابھارتا ہے جو ایسی اداسی کی کیفیت پیدا کر سکتے ہیں جو سننے والے کی برداشت سے باہر ہو جائے اور خودکشی تک نوبت پہنچ جائے۔ اور یہ حالت کلاسیکی اور پاپ دونوں طرح کی موسیقی سے پیدا ہو سکتی ہے۔

Country Western Music ''لوک گیت'' اکثر بڑے مایوس کن الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں بربادی کی کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔ جو سننے والے کو مضطرب کر دیتی ہیں۔ 1992 میں ایک مطالعہ شائع ہوا۔ اس Journal کا نام Social forces میں۔ محققین Steven Stock اور Jim Gundlach نے لوک گیت (Country Music) اور پورے امریکہ میں خودکشی کی عادات کے براہ راست تعلق کا تجزیہ کیا۔ انہوں نے امریکہ کی 49 بڑی ریاستوں کا مطالعہ کیا گیا اور دیکھا گیا کہ جتنا زیادہ Country music سنا گیا، اُتنا زیادہ سفید فام امریکی لوگوں میں خودکشی کا رجحان بڑھا۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ Country Music اپنے سننے والے کے اندر خودکشی کے رجحان کی پرورش کرتا ہے، اُن مسائل کی وجہ سے جو ایسے لوگوں میں زیادہ عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً ناکام شادیاں، منشیات کا استعمال قطع تعلق۔ یہ موسیقی نا امیدی اور ہلاکت کا پیغام دیتی ہے۔ جو مایوسی، منافقت اور اس جدید زندگی کا دھوکہ کی روش کا مظہر ہے۔

(Stack, Steven & Gundlach, Jim. (1992). "The Effect of Country Music on Suicide." Social Forces 71(1): 211-218.)

مثلاً کسانوں کے حالات کے بارے میں قنوطیت اور مایوسی خاص طور پر لوک گیتوں میں نظر آتی ہے۔ مثلاً Nitty Gritty Dirt Band نے ایک کسان کے بارے میں جس کا کھیت نیلام ہو گیا درج ذیل گانے کے بول ملاحظہ ہوں:

"Worked this place all my life,
Broke my heart, took my wife.
Now I got nothing to show."

(Peterson, Richard A. (1991) quoted in: Stack, Steven & Gundlach, Jim. (1992). "The Effect of Country Music on Suicide." Social Forces 71(1): 211-218.)

اسی طرح یہ لوک گیت نچلے معاشی طبقے کی تنہائی والی اور غیر متناسب زندگی کی عکاسی کرتے ہیں اور زندگی کی مایوسی سے بھرپور تصویر کھینچتے ہیں۔ مثلاً Alfred Reed کا گانا

"How can a man stand such things live?"

''آدمی کس طرح یہ برداشت کرسکتا ہے اور پھر زندہ رہتا ہے۔'' خودکشی اور لوک گیتوں کے درمیان تعلق کا پتا دیتا ہے۔ اسی طرح Billy Hill کے 1989 کے ایک مشہور گانے:

"There's Too Much Month at the End of the Money"

میں مایوسی کے احساسات کا معاشی دباؤ کے ساتھ تعلق کا اظہار کیا گیا ہے۔

لوک گیت شادی شدہ زندگی کی کشمکش اور ناکامیوں کے ذکر کے ذریعے خودکشی کے رجحان کی پرورش بھی کرتے ہیں۔ ایک اور جریدے Journal of Marriage and family میں 1990ء میں ایک مطالعہ پیش کیا گیا۔ محقق Steven Stack نے 1400 لوک گیتوں کے موضوعات کے تجزیہ کے نتائج کی جو رپورٹ پیش کی، اُسکے مطابق 75% گانوں کا موضوع ناکام محبت سے تعلق رکھتا تھا۔ اور یہ مایوس کن، دل برداشتہ کرنے والے پیغامات غالباً سننے والے کے اندر خودکشی کے رجحانات پیدا کرنے کی ایک وجہ ہیں۔

(Stack, Steven. (1990). Journal of Marriage and the Family 52: 119-127.)

راک میوزک نہ صرف سننے والے کو مایوس کرتا ہے بلکہ یہ سمجھاتے ہوئے کہ ''خودکشی ہی دراصل مسئلہ کا واحد حل ہے اور ناامیدی سے نکلنے کا یہی ایک راستہ ہے'' اسے خودکشی پر بھی ابھارتا ہے۔ The National Education Association نے اپنی تحقیق میں یہ رپورٹ دی کہ ہر سال 600 نوجوان (Teenagers) خودکشی کرتے ہیں جس کا محرک یہ مہلک موسیقی اور اس کا مواد اور الفاظ ہیں۔

(Information for Parents' Music Resource Center, Nashville, TN 1990)

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

موسیقی کے اثرات کے تحت ہونے والے خودکشی کے چند واقعات:

1..... 23دسمبر 1985ءکو 18 سالہ Raymood Belknap اور 20 سالہ Old James Vance اپنے بیڈروم کی کھڑکیوں سے کود کر باہر ایک میدان میں گئے ۔اُن دونوں نے ایسا کرنے سے پہلے مشہور گلوکار Judas Priest کا گانا Beyond the Realms of Death سنا ۔Balknap نے اپنی ٹھوڑی کے نیچے پستول رکھ کر گولی چلادی اور وہیں ختم ہوگیا جبکہ Vance نے بھی ایسا ہی کیا مگرنشانہ پھسل جانے کی وجہ سے وہ اسی وقت تو نہ ختم ہوا مگر زخم کی وجہ سے چہرہ بگڑ گیا ۔اور پھر 3 سال بعد وہ شدید اذیت میں رہ کر وفات پا گیا۔اُس حادثہ کے دن یہ دونوں نوجوان سارا دن میوزک/ گانے سنتے رہے اور پھر ایک دم گانے کے یہ بول دہرانے شروع کئے: ''بس کرڈالو،بس کرڈالو،(Just do it)'' اور پھر بے قابو ہو گئے اور خودکشی کرڈالی ۔

اُن بچوں کے والدین نے Juda Priest کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیااور دیلیل پیش کی کہ اس گانے میں ایک تحت الشعوری پیغام'' کرڈالو(Do it)'' دراصل زندگی سے نا امیدی کا پیغام ہے جس نے دونوں بچوں کواس نوبت تک پہنچایا۔موسیقی،اس کی تھاپ،اس کے الفاظ اور مواد نے بچوں کو مسحور ومحصور کردیا یہاں تک کہ اس بات پر ان کا ایمان ہوگیا کہ زندگی کا حل موت ہے۔

2......Ozzy Osbourne کے گانے Suicide Solutions(خودکشی کا حل) کے سننے کے بعد ایک 19 سالہ بچے John McColhum نے اکتوبر 1984 میں سر میں گولی مارکر خودکشی کرلی ۔اس گانے کے الفاظ کچھ یوں تھے:

The reaper's traveling at full throttle
It's catching you but you don't see
The reaper is you and the reaper is me...
Suicide is the only way out...

Get the gun and try it
Shoot, shoot, shoot

یعنی:

کاٹنے والا سفر کر رہا ہے، پوری رفتار سے
یہ تمہیں آ پکڑے گا مگر تم دیکھتے نہیں
تم بھی کاٹنے والے ہو میں بھی کاٹنے والا ہوں
خودکشی ہی صرف ایک راستہ ہے
بندوق لو اور کوشش کرو
چلاؤ چلاؤ چلاؤ۔

جب McCollum کی مردہ لاش ملی تو اس نے اپنے کانوں میں ہیڈفونز پہن رکھے تھے۔ اسی گانے کو وجہ ہلاکت بتایا گیا۔

Philips (1990). Just Weeks After Judas Priest Case, Ozzy Osbourne Faces Similar Suits Over Subliminal Messages. L.A. Times. Los Angeles: § F, at 1,.

3...... 1986ء کے فروری میں Philip Morton ایک 18 سالہ لڑکے نے Delafield (Wisconsin, U.S.A.) کے شہر میں اپنے آپ کو الماری کے دروازے سے لٹکا کر خودکشی کر لی۔ اس وقت وہ گلوکار Pink floyd کی البم ''The wall'' کا گانا سن رہا تھا جس کے گانوں کے عنوانات یہ تھے: ''goodbye cruel world'' اور "Waiting for the worms"۔

Watkins, Terry "It's Only Rock'n' Roll ... But It Kills".
(http://www.av1611.org/rockm.html)

4..... 16 سالہ Steve Boucher نے گولی مار کر خودکشی کر لی۔ اس کے والدین نے احتجاج کیا کہ ان کے بیٹے کی موت کی وجہ اس کا AC/DC کا گانا Shoot to

Thrill (سنسنی کے لیے گولی چلاؤ) کا جنون تھا۔ جس وقت اُس نے خودکشی کی، وہ اس وقت AC/DC کے پوسٹر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

ان تمام واقعات میں اُن نوجوانوں کو اگر موسیقی نے ایسا پیغام نہ دیا ہوتا تو کیا انہوں نے ان جرائم کے کرنے کا کبھی گمان بھی کیا ہوتا ؟ ان بچوں کے گھر والے اچھی طرح جانتے تھے ایسے بچوں کا ان گانوں کے لیے جنون جو وہ ہر وقت سنتے تھے، اور اُنھی گانوں کے الفاظ نے اُن پر یہ مہلک تاثر چھوڑا۔

(نفس) تحت الشعور کی گمراہی میں موسیقی کا کردار:

غیر شعوری پیغامات (Subliminal messages) ہمارے ضمیر ہی کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ وہ پوشیدہ احساسات یا آراء ہیں جن کو صرف ہمارا ضمیر یا تحت الشعور ہی محسوس کر سکتا ہے۔ یہ پیغامات انتہائی سرعت اور غیر محسوس طریقے سے سننے والے کو پہنچائے جاتے ہیں۔ جس کا اسکو شعور تک نہیں ہوتا۔ اس کے ذرائع مواصلات موسیقی کے واسطے سے ہماری سماعت بھی ہو سکتی ہے اور تصاویر کے واسطے سے مطبوعہ شکل میں، بصارت بھی ہو سکتی ہے۔ جو چپکے سے اور تیز حرکت کے ساتھ سکرین پر پیش ہوتے ہیں۔ اور دیکھنے والا اس بات کا شعور تک نہیں رکھتا کہ اس نے کچھ دیکھا ہے، موسیقی کا اپنی گمراہ کن بہکا لے جانے والی طاقت کی وجہ سے ان غیر شعوری پیغامات کو انسان کے شعور تک لے جانے میں بڑا حصہ ہے۔ مثلاً الفاظ کی ادائیگی یا تو بہت تیزی سے ہوتی ہے یا پھر دھن کے ساتھ مل کر اس طرح اثر رکھتی ہے کہ سننے والا ان کو سننے کے باوجود شعوری طور پر سن بھی نہیں رہا ہوتا۔

ہمارا نفس کس طرح دھوکہ کھاجاتا ہے، اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ ہمارا شعور/نفس کس طرح کام کرتا ہے۔ ہمارے نفس کے اندر غلط اور صحیح کی پہچان ودیعت شدہ ہے۔ یہ ایک اخلاقی قدر ہے جیسے کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا:

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ۔(سورہ الشمس:8)

''اور پھر (اللہ تعالیٰ نے) اسکو الھام کر دیا اسکا فجور (شر) اور اس کا تقویٰ (خیر)''۔

دوسری طرف ہمارا تحت الشعوری ذہن وہی اطلاعات ذخیرہ کرتا ہے جو اسکو حاصل ہوتی ہیں۔ جب غلط اخلاقی اقدار ہمارے دماغ کو غیر شعوری یا تحت الشعوری انداز میں پیش کی جاتی ہیں تو یہ ہمارے شعوری ذہن کو نظر انداز کرتے ہوئے جو صحیح اور غلط کی تمیز کی صلاحیت رکھتا ہے، تحت الشعور میں ذخیرہ ہو جاتی ہیں اور اسطرح ہماری اخلاقی حس تباہ ہوتی رہتی ہے۔

1957ء میں پہلی دفعہ تحت الشعور کی اہمیت کو لوگوں کی توجہ (التفات) میں لایا گیا جب James Vicary نے اصرار کیا کہ اس کی کمپنی، Subliminal Projection Co نے ایک ایسا آلہ دریافت کیا ہے جو ایک فلمی پردہ پر ہر 5 سیکنڈ سے کم تر دورانیئے کیلئے ایک پیغام دے گا (ظاہر کرے گا) ایک فلمی تھیٹر نے اس آلہ کو 6 ہفتہ کے لیے استعمال کیا۔ پیغام جو پردہ پر بار بار چلایا گیا، وہ یہ تھا:

''کوکا کولا پیو'' بھوکے ہو؟ پاپ کارن کھاؤ''

Drink Coca Cola ,hungry? Eat Popcorn!

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاپ کارن کی فروخت 58% بڑھ گئی اور کوکا کولا کی 18% ۔ان دنوں کے بعد لوگ اس دریافت پر غصے سے باہر ہو گئے کیونکہ ان کے لحاظ سے یہ انسانی ذہن کو بڑے ماہرانہ اور منفی انداز میں قابو میں لینے کے مترادف تھا۔

(Capps, Pamela Marsden (1991). "Rock on Trial: Subliminal Message Liability." Columbia Business Law Review 27.)

یہی غیر شعوری یا تحت الشعوری انداز میوزک میں بھی آزمایا جاتا ہے۔ اس طرح جس طرح TV فلموں اور دوسرے مواصلاتی ذرائع میں استعمال کیا جاتا ہے بلکہ موسیقی میں تو اسکا مسحورکن اثر اس عمل کو مزید مؤثر بنا دیتا ہے اور بڑے غیر محسوس طریقے سے اس میوزک کے پیغامات تحت الشعور تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

یہ غیر شعوری پیغامات اتنے مدھم، غیر محسوس اور سرعت والے ہوتے ہیں کہ ان کو دھیان

میں نہیں رکھا جا سکتا یا قابو نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کی سرعت اور غیر محسوس انداز شیطان کے وسوسہ ہی کی طرح ہوتا ہے جو وہ انسانوں میں پھونکتا ہے اور جو انسانوں پر بہت جلد اثر کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں شیطان کی اس چال کو اس طرح بیان کیا گیا:

اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ

وہ جو کہ پھونکتا ہے (خیالات) انسانوں کے دلوں میں (سورۃ الناس: 5)

فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا یَبْلٰی

اور شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا، کہا اے آدم! کیا میں تمہیں پتا نہ دوں ہمیشہ رہنے والے درخت اور ایسی بادشاہت کا جو کبھی نہ ختم ہو؟ (سورۃ طٰہٰ: 120)

مختلف تجربات و مشاہدات میں اس لاشعوری انداز کی پیغام رسانی کا موثر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور مختلف سائنٹفک رسالوں میں یہ مطالعات شائع کئے گئے ہیں۔ جس طرح James Vicary کا تجربہ Coke اور Popcorns کی فروخت کے سلسلے میں اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح جنوری 1958ء میں Seattle radio station, KOL کے ریڈیو سٹیشن نے اپنی نشریات اور پروگراموں کیساتھ پیغام رسانی کا یہ غیر شعوری انداز بھی شامل کیا "How about a cup of coffee" اور اسکے علاوہ "Someone is at the door"۔ اِس تجربہ میں یہ پتہ چلا کہ اکثر لوگوں نے کافی (Coffee) کے بارے میں سوچا یا بنائی اور دروازے تک بھی گئے۔ اسی طرح KYA سان فرانسسکو نے یہ غیر شعوری پیغام رسانی کا تجربہ کیا اور اپنے سننے والوں سے ریڈیو سٹیشن کو لکھنے کی درخواست کی۔ 6 دن کے اندر اندر ریڈیو سٹیشن کو تقریباً 87 جوابی خطوط ملے۔

(Capps, Pamela Marsden (1991) Columbia Business Law Review 27)

میوزک انڈسٹری کا طریقہ یہ ہے کہ تحت الشعور تک پیغام رسانی کے لیے کوئی لفظ یا جملہ ڈرم کی دھن کے ساتھ نتھی کر دیتے ہیں۔ اور یہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔ جب گانا ریکارڈ ہو رہا ہوتا

ہے۔ مثلاً پہلے والے خودکشی کے کیس میں Do it کا لفظ ایک غیر شعوری پیغام کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ وکیل پامیلا مارسڈین کیپس بیان کرتی ہیں:

''عدالت میں یہ پتا چلا کہ 'Do it' کے الفاظ دراصل گلوکار اور گٹار کی آوازوں کا مجموعہ تھے۔ اور یہ گواہی بھی موجود ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ طریقہ ارادی طور پر اختیار کیا گیا۔ یعنی ترتیب وار Do it کے الفاظ کا ڈرم کی تھاپ میں وہاں مندرج ہونا جہاں پر ایک آواز کا وقفہ (Punch in sound) تھا، اس مقام پر ایک ریکارڈ بٹن دبایا جاتا، پیشتر اس کے کہ بار ہا دفعہ الفاظ ''Do it'' ظاہر ہوں۔ اور کمپیوٹر کے تجزیہ بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ گلوکار کی سانس کے ساتھ ہر دفعہ ریکارڈ پر ''Do it'' سنائی دیتا تھا۔''

Capps, Pamela Marsden (1991). "Rock on Trial: Subliminal Message Liability." Columbia Business Law Review 27.

اسی طرح دوسرے واقعہ جو کہ McCollum کی خودکشی کے سلسلے میں بیان ہوا ہے Terry Watkins بیان کرتا ہے کہ (IBAR) Institute for Bio Acoustic Research Inc کو اختیار دیا گیا کہ وہ گلوکار آزبارن کے گانے "Suicide Solution" (خودکشی ہی حل ہے) کا تجزیہ کریں جو کہ چھپے ہوئے لاشعوری موسیقی کی سطور کے طور پر اس گانے میں منتقل ہوئے۔ انھوں نے یہ دریافت کیا کہ گانے میں لاشعوری طور پر چھپا ہوا پیغام پہلی دفعہ سننے والے کے فہم میں نہیں آتا البتہ گانے کی یہ غیر محسوس سطور اتنی ضرور سنی جا سکتی ہیں کہ ان کا مطلب ومقصد واضح طور پر سمجھ آ جاتا ہے بالخصوص جب گانے کو بار بار سنا جائے اور یہ زیر سطور پیغام کیا ہے؟

Why try, why try? Get the Gun And Try it!

Shoot.......Shoot.......Shoot

کیوں آزمائیں کیوں آزمائیں؟ بندوق لو اور آزماؤ چلاؤ......چلاؤ......چلاؤ اور اس کے بعد ایک زوردار قہقہہ!''

اس مباحثہ کا مقصد پڑھنے والوں کو یہ مطلع کرنا ہے کہ موسیقی اور گلوکاری محض غیر نقصان دہ تفریحات نہیں ہیں یعنی بے اثر نہیں ۔چاہے مشرق ہو یا مغرب،موسیقار اور گلوکار جو کہ شیطان کے چیلے،حواری ہیں،عمداً یا غیر عمداً یہ چھپی ہوئی لاشعوری شاعرانہ پیغام رسانی کلاسیکی یا پاپ موسیقی کے ذریعے سے کررہے ہیں۔یہ موسیقی میں مدغم فحاشی،منشیات،طغیان،مذہبی روایات کے خلاف سرکشی کے پیغامات آخرکار سننے والے کی شخصیت اور روش پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اور معاشرے کی اخلاقی اقدار کے تانے بانے کو چند ہی سالوں میں تباہ و برباد کرکے رکھ دیتے ہیں۔

عورت کو جنسیات کے آلہ کے طور پر پیش کرنے میں موسیقی کا کردار

اس کتاب کے گذشتہ ابواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ موسیقی کا سب سے بنیادی موضوع جنسیت ہے۔جوانی پر مرکوز موسیقی اور جنسی تعلقات کے مابین ایک مشترکہ بات یہ ہے کہ عورت کو ان گانوں میں ایک جنسی شے یا آلہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

ان گانوں میں شہوت پسند آدمی کا دوسرے آدمیوں کے ساتھ عورت کے حصول کے لئے مقابلہ ہوتا ہے۔گویا کہ عورت ایک جنسی شے ہو جس کی قدر اس کی جسمانی کشش پر منحصر ہو۔

(Gow, J. (1995). "Reconsidering gender roles on MTV: depictions in the most popular music videos of the early 1990s." Commun Rep. 9: 151-161.)

آج کل کی اُبھرتی ہوئی نوجوان پود میں ایسے مواد کو بار بار دیکھنا اس خیال کو تقویت بخشتا ہے کہ عورت محض ایک جنسیات کا ذریعہ ہے جیسے کہ میڈیا کے محقق ماہر نفسیات Monique Ward نے Journal of Youth and Adolescence کی 2002ء کی اشاعت میں ایک تحقیق میں ثابت کیا۔

اس طرح کی تعریفات سے بار بار واسطہ پڑنا اس بات پر منتج ہوتا ہے کہ آدمی اور عورت کا یہ رو بہ زوال کردار شخصیتوں کے اندر سمویا جائے اور یہی ان کا تشخص بن جائے۔لہٰذا عورت

کا ایک جنسی شخصیت کے طور پر پیش کرنا، بلوغت کو پہنچنے والے لڑکے لڑکیوں کی جنسی روش پر اثر کرسکتا ہے۔ اس نظریہ کی تصدیق ایک مفصل سائنسی مطالعہ ومشاہدہ میں کی گئی ہے، جو اگست 2006ء کے ایک میڈیکل جرنل Peadriatics میں شائع ہوا۔ ایک محقق Steven Martino، PhD پینسلوانیا اور اُن کے معاون سائنسدانوں نے ایک قومی ٹیلی فونک سروے کیا 1461 بالغوں کا جو 17-12 سال کی عمروں میں تھے۔ اور پھر دوبارہ ایک اور تین سال بعد 2001 میں جب پہلا انٹرویو کیا گیا تو زیادہ تر شرکاء کنوارے تھے، پھر اُس کے بعد 2002ء اور 2004ء میں یہ دیکھنے کے لیے انٹرویوز کئے گئے، کہ آیا موسیقی (جو بھی انہوں نے اختیار یا پسند کی) کا انکے بعد کے رویہ پر کیا اثر ہوا، اس تجربہ میں حصہ لینے والے لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ ہر ایک نے کتنی دفعہ آدھے درجن سے زیادہ فنکاروں کو سنا، وہ فنکار جو جواں پود میں بہت مشہور اور پسندیدہ تھے۔

اس مطالعہ سے ثابت ہوا کہ وہ حصہ دار جنہوں نے ایسے میوزک کو اختیار کر رکھا تھا، جن میں شہوانیت کا پیغام تھا، آئندہ 20 سال کے اندر اندر شہوانی نقل وحرکت میں ملوث ہونے کا دوگنا زیادہ خطرہ رکھتے تھے۔ بمقابلہ اُن بچوں کے جنہوں نے اس طرح کا شہوانیت بھرا میوزک یا تو بہت تھوڑا یا بالکل اختیار نہیں کیا۔

ڈاکٹر Martino کہتے ہیں: ایسے میوزک سے جو جنسی زوال پیدا کرے۔ زیادہ واسطہ پڑنے سے جنسیات کے بارے میں (اسکے سننے والے کو) ایک خاص پیغام ملتا ہے۔ لڑکے یہ سیکھتے ہیں کہ انکو عورت کے حاصل کرنے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور لڑکیاں یہ سیکھتی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک جنسی آلہ خیال کریں۔

Associated Press (August 07, 2006)

(http://www.cnn.com/2006/HEALTH/parenting/08/07/sexlyrics.teens.ap/index.html)

موسیقی کے مواد کی بالغوں کے جنسی رویہ پر اثر انگیزی کے بارے میں رائے دیتے ہوئے ڈاکٹر مارٹینو لکھتے ہیں:

''موسیقار جو اس طرح کی جنسی عکاسی کرتے ہیں، اپنے گانوں میں وہ اپنے سننے والوں

میں صحت مند جنسی روش کی دلچسپی کی نمائندگی نہیں کر رہے بلکہ وہ کوئی خاص پیغام پہنچا رہے ہیں کہ آدمی اور عورت کا جنسی کردار کیا ہونا چاہیے۔ یہ عین ممکن ہے کہ ایسے سُر اور سطور (lyrics) سے عورت میں جنسیات کا آلہ ہونے اور آدمی میں شہوانی لگن میں مگن کردار رہنے کا خیال پروان چڑھ جائیں اور اس کو قبولیت کا درجہ ملے۔

(Martino, Steven C., Collins, Rebecca L., andassociates (August 2006). "Exposure to Degrading Versus Nondegrading Music Lyrics and Sexual Behavior Among Youth." Pediatrics 118(2): 430-441.)

ایک اور تحقیق جو ڈاکٹر مارٹینو بیان کرتے ہیں، وہ یہ مشاہدہ ہے کہ موسیقی سننے کا اور انسانی جنسی روش میں براہِ راست تعلق ہے۔ یعنی جواں پود کا جتنا زیادہ وقت موسیقی سننے میں صرف ہوگا، اتنی ہی جلدی ان کے جنسی تعلقات قائم ہو جائیں گے اور یہ حقیقت ہے بغیر اس بات کے کہ وہ میوزک کس قسم کا ہے۔ اور اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ ہر قسم کی موسیقی چاہے اس کا مواد کچھ ہی ہو، جسمانی خواہشات جگاتی ہے۔

(170)۔

David walsh ایک ماہر نفسیات جو National Institute Of Media and Family کے سربراہ ہیں، وہ بھی ڈاکٹر مارٹینو کے مشاہدات و مطالعات سے متفق ہیں کیونکہ دماغ کی حسی لہروں کے مرکز میں انسان کے بلوغت کے سالوں میں جب جنسی دلچسپی بھی پیدا ہو رہی ہوتی ہے، ایک بڑی تبدیلی رونما ہو رہی ہوتی ہے۔ اور اس مرحلے پر ایسے شہوت بھرے گانوں کا انسانی روش پر اثر کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

Natasha Ramsey (نطاشہ رمزے) sexetc.org کی ایک جواں ایڈیٹر (Teen-Editor) ہے، یہ ویب سائٹ جواں پود کے جنسی رویے کے بارے میں ہے جو Rutgers University نے شروع کی۔ ایک انٹرویو میں اعتراف کرتی ہے کہ وہ اور دوسرے نوجوان ایسے شہوانی میوزک کو اس لیے سنتے ہیں کہ وہ اس کی دُھن (beat) کو پسند

کرتے ہیں ۔اس بات کا اُسے کوئی احساس نہیں ہوتا کہ اس میں کسی شہوت یا عصمت دری کا کوئی بیان چل رہا ہے ۔حالانکہ جو کچھ بھی ہے پیغام تو نوجوانوں کے ذہنوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ کہاں تک ......نوجوان تو اس انکار کریں گے کہ نہیں ! یہ موسیقی وجہ نہیں حالانکہ موسیقی ہی وجہ ہے اور اس کا ہماری زندگیوں پر بڑا گہرا اثر ہے ۔''

Associated Press (August 07, 2006)

جس گانے کا موضوع بھی جنسیات اور عشق وغیرہ ہے، اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ان میں خاص اصرار عورت کی جسمانی ہیئت پر ہے اور اس طرح سے اُسے ایک مارکیٹ کی جنسی پیداوار کی طرح پیش کیا جاتا ہے ۔ایسے گانے کبھی عورت کے عاقل ہونے یا اسکے روحانی شرف کی مدح کرتے ہوئے نہیں ملتے ۔

ایسی تحقیقات وتجزیات کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ایسی موسیقی اور گانوں کا ذہنوں پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ عورت خود اپنی نظر میں عفت مآبی اور حیاء، میانہ روی کی اخلاقی اقدار کو کھو دیتی ہے اور جو باور کروایا جاتا ہے، وہ یہی ہے کہ وہ جنسیات کا ایک آلہ ہے اور آدمی کا اسکو حاصل کرنے کی سعی میں لگے رہنا ہی اصل مقصد ہے ۔یہ رویہ شاید جانوروں پر تو صادر آتا ہو مگر انسان کو تو انسان ہی بن کر رہنا چاہیے ۔عورت وہ نہیں جو ایسے میوزک میں ظاہر کی جاتی ہے ۔میانہ روی اور حیا کے بارے میں حدیث شریف کے مطابق آپؐ نے حیا اور شرم (عفت مآبی) کو اسلام کے خاص خواص قرار دیا ۔آپؐ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ ۔ (موطاء امام مالکؒ)

''ہر مذہب کی ایک خصوصیت (خلق) ہے، اور اسلام کی خصوصیت شرم اور حیا ہے ۔''

عربی زبان میں حیا کا مادہ ''حیات'' ہے جس کا مطلب ہے رہنے کے لیے زندگی ۔گویا کسی قوم کی زندگی کا دارومدار شرم وحیاء پر ہے ۔کسی قوم میں جب بے شرمی اور بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اس قوم کی موت واقع ہو جاتی ہے ۔حیا عورت کی فطرت ہے اور عورت حیا کا مظہر ہے

جیسے کہا گیا ہے ''اپنی خلوت میں ایک کنواری سے زیادہ حیادار۔''

عورت سے اسکی حیا لے لینے سے وہ فطری رجحان جس کے ساتھ وہ پیدا کی گئی تھی بھٹک جاتا ہے، عورت کو کبھی اپنا مقام نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ بنی آدم ہے۔ عورت اور مرد وہ ہیں کہ جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی روح پھونکی اور دونوں کو عزت واکرام ودیعت کیا اور ان کو زمین پر اللہ کا خلیفہ بنایا جیسے کئی مقامات میں قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ آدَمَ۔

اور بے شک ہم نے آدم کی اولاد کو اکرام (عزت وتوقیر) بخشا (سورۃ الاسرآء:70)

ثُمَّ سَوّٰهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ٥

پھر اس نے (اللہ تعالیٰ نے) اس کی نوک پلک سنواری، پھر پھونکی اس میں اپنی روح میں سے (جو اللہ نے پیدا کی اس شخص کے لیے)

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَرَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلاً مَّاتَشْكُرُوْنَ٥

اور بنائے اس نے (اللہ نے) تمہارے لیے کان (سماعت) اور آنکھیں (بصارت) اور دل (تا کہ غور کریں) مگر تم کم ہی شکر گزاری کرتے ہو۔(سورۃ السجدۃ:9)

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (سورۃ البقرۃ:30)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں زمین پر ایک خلیفہ۔

عورت کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ کہ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں عورت کو بہت اعلیٰ اور ارفع مقام دیا ہے مثلاً:

1 ......جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ

ثُمَّ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْکَ (صحیح مسلم)

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااور پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ،لوگوں میں سب سے زیادہ کون میری اچھی صحبت کے لائق ہے؟

آپؐ نےفرمایا۔تمہاری ماں۔

آدمی نے پوچھا: پھرکون؟

آپؐ نےفرمایا،"تمہاری ماں۔"

اس آدمی نے پوچھاپھرکون؟

آپؐ نےفرمایا:"تمہاراباپ۔" (صحیح مسلم)

2......اللہ تعالیٰ نے اس بات سےمنع فرمایا ہے کہ تم اپنی ماں کی نافرمانی کرو۔ (صحیح البخاری)

3......مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَاوَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ (صحیح مسلم)

"جو اپنی 2بیٹیوں کو پروان چڑھائے گا یہاں تک کہ وہ باشعور ہو جائیں ،وہ اور میںؐ روز قیامت اس طرح آئیں گے۔(اور پھر آپؐ نے اپنی دو مبارک انگلیوں کو جوڑ کر دکھایا)"

4......طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابن ماجه)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان (آدمی اورعورت) پرفرض ہے۔"

موسیقی اور ٹیلی ویژن کا الحاق...... ظُلُمٰتٌ عَلٰی ظُلُمٰتٌ

اللہ تعالٰی نے انسانوں جو حواس کو ودیعت فرمائے ،ان میں سننے اور دیکھنے کی حسیات (senses) سب سے زیادہ طاقتور ہیں۔

اللہ تعالٰی قرآن حکیم میں ہمیں تذکیر فرماتے ہیں:

قُلْ هُوَالَّذِیْ اَنْشَاَ کُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَرَوَالْاَفْئِدَةَ قَلِیْلاً مَّا تَشْکُرُوْنَ ۔

کہہ دیجئے کہ وہی ہے (اللہ) جس نے تمہیں بنایا اور عطا کئے تمہیں سماعت (کان) اور بصارت (آنکھیں)اور دل مگر کم ہی تم شکر گزاری کرتے ہو۔(سورۃ الملک:23)

موسیقی اور گلوکاری انسان کے جذبات پر دو طرح سے اثر انداز ہوتی ہے ۔ایک تو گانے والے کی آواز کی لے بمع آلات موسیقی کی لہریں ،اور اسکے علاوہ، یہ منتقلی بغیر الفاظ کے ،صرف تاثرات ہیں ۔اگر دیکھنا اور سننا ایک ساتھ ہو رہا ہو تو تاثرات زیادہ گہرے ہونگے ۔موسیقی کے وڈیوز بڑے ڈرامائی نظری تاثرات لکھتے ہیں جسکی وجہ اجتماعی سماعی وبصری طاقت (combined audio-visual power) ہے جو ناظرین کو مسحور کر دیتی ہے۔

ڈاکٹر براؤن اور ڈاکٹر ہینڈی (Dr. Hendee and Dr. Brown) جو ماہرین طب ہیں، کہتے ہیں: ایک لمحہ فکریہ ہے کہ موسیقی اور ٹیلی وژن کا الحاق اور مرکب بڑا طاقتور اور باہم اثر رکھتا ہے۔ مختلف سمتوں سے آنیوالی حسی لہریں ظاہر ہے پیغام کو باہم قوی کرتی ہیں۔خاص طور پر سکھانے اور دہرانے کے ذریعے سے۔

Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). "Adolescents and their music. Insights into the health of adolescents." The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663.

بہت سے محققین نے میوزک اور ٹیلی وژن کے الحاق کے تباہ کن اثرات پر بہت زور دیا ہے۔ 1986ء میں Youth Society Journal میں ایک مطالعہ شائع کیا گیا کہ جب 10th گریڈ کے بچوں نے خاص منتخب میوزک وڈیوز ایک گھنٹے تک دیکھے۔ MTV (میوزک ٹیلی وژن) کے اثرات کو محققین Williams اور Greenson نے نوٹ کیا کہ اُن

بچوں کا خیال شادی سے پہلے جنسی تعلقات کے بارے میں تائیدی ہوگیا، اُن بچوں کے مقابلے میں جو اس تجربے سے نہ گذارے گئے۔ لہٰذا یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ میوزک اور وڈیوز کا اشتراک اپنے دیکھنے والے کے نظریات اور اخلاقی اقدار کو بالکل بدل کر رکھ دیتا ہے۔

اِسی طرح دو محققین رحمان اور ریلی (Reilly) نے اپنی ایک تحقیق میں لوگوں کی ایک جماعت کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کیا کہ جب ایسے لوگوں کو تشدد بھرا موسیقی کا وڈیو دکھایا گیا تو دیکھنے والے (حصہ دار) ایسے نظارے کے فوراً بعد حقیقی دنیا میں ہونے والی کسی قسم کی بھی جارحیت کے سلسلے میں بالکل بے حس ہو گئے تھے۔

Rehman, S. & Reilly, S. (1985). "Music videos: a new dimension of televised violence." Penn Speech Comm Ann. 41: 61-64.

ایسی موسیقی میں دیکھا گیا ہے کہ جہاں گانوں کے مواد میں فحاشی اور شہوت سننے میں مل رہی ہو اور اس کے ساتھ ہی وڈیوز بھی مواد فراہم کر رہے ہوں، تو دیکھنے والوں پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے میوزک وڈیوز کے نئے میڈیم معاشرے میں متعارف کروائے جا رہے ہیں، معاشرت کے ماہر سائنسدانوں نے اس کے اثرات کا مشاہدہ شروع کر دیا ہے۔ خاص طور پر زمانہ جدید میں راک میوزک اور میوزک وڈیوز کا جو بالغوں پر تباہ کن اثر ہو رہا ہے، اس کے بارے میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں دونوں اخلاقیات کی زوال پذیری اور جوان بچیوں میں عمل کے ذمہ دار گردانے جا رہے ہیں۔

Stanford University کے محقق Thomas N Robinson اور اُن کے ہمعصروں نے ایک تحقیق کی جس میں میڈیا، میوزک اور شراب کے مابین تعلق کا مشاہدہ کیا۔ انہوں نے ایک پہلی (بنیادی) اور پھر 18 ماہ بعد کی رپورٹ اکٹھی کی اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ میڈیا کے مسلسل استعمال سے جس میں ٹی وی، وڈیوز اور میوزک وڈیوز کا دیکھنا شامل تھا، اس کے علاوہ ساری عمر شراب کے استعمال کرنے والے اور وہ جنہوں نے تجربہ کے طور پر 30 دن تک شراب کا استعمال کیا۔ 533 طلباء پر تجربہ کیا گیا (یہ نویں جماعت کے طلباء تھے Sanjose CA کے

6عدد پبلک سکولوں سے)، اُس تجزیہ اور مطالعہ کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر دفعہ ایک گھنٹہ میوزک وڈیو بڑھانے سے شراب نوشی کا رجحان 31%بڑھ گیا ہے۔اگلے 18 مہینوں میں مصنفین نے یہ نوٹ کیا کہ بالغوں میں شراب نوشی کی ابتداء کا خطرہ ہے،ان میں جن میں ٹی وی اور میوزک وڈیوز کی بہت مشغولیت کی علامات پائی جائیں۔

Robinson, T. N. Helen, L.C. & Killen, J.D. (1998). Television and music video exposure and risk of adolescent alcohol use. Pediatrics, 102

حدیث نبوی ﷺ کی ایک پیشین گوئی......

لوگوں کا اپنے سروں پر میوزک کا اٹھائے ہونا:

رسول پاک ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا:

يَشرِبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ الخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُعْزَفُ عَلٰى رُؤسِهِمْ بِالمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالخَنَازِيْرَ (سنن ابن ماجه)

''جلد ہی میری امت میں سے لوگ ہوں گے جو شراب پئیں گے۔اس کو اسکے نام کے علاوہ دوسرے نام سے پکاریں گے۔ان کے سروں پر موسیقی اور گانے کے آلات ہوں گے اور وہ گانے والیوں کو سنیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کے نیچے سے زمین کو شق کر دیں گے اور ان کو بندر اور خنزیر میں بدل دیں گے۔'' (سنن ابن ماجہ)

گویا آخری زمانے کی علامات میں سے ایک علامت لوگوں کا سروں پر موسیقی کے آلات اٹھائے پھرنا ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے سروں پر(کانوں میں)موسیقی کے ہیڈ فونز

(Head phones)لگا رکھے ہیں یعنی 1400 سال پرانی پیشین گوئی کی آج تصدیق ہو رہی ہے۔

آج کل کے جدید آلات موسیقی کے سروں (کانوں) پر ہونے کے بارے میں ایک دریافت نو پر اظہار رائے کرتے ہوئے ایک میڈیکل محقق Elizabeth F. Brown نے بیان کیا:

"آج کے نوجوان کے لیے میوزک خاص طور پر ہمہ گیر حالت ہے۔ راک میوزک کے اوائل کے دنوں میں ریڈیوز بھاری اور حجم میں بڑے ہونے کے باعث بس ایک ہی جگہ رکھے جاتے تھے۔ جب ٹرانزسٹر ریڈیوز نکل آئے تو میوزک کو ساتھ لیے پھرنا آسان ہوگیا۔ آلات موسیقی (ہیڈ فونز) کے حجم میں چھوٹے سے چھوٹے ہوتے جانے اور انکی ہلکی اور اعلیٰ ترین بناوٹ نے جوانوں کے لیے اپنے آپ کو موسیقی میں مسلسل غلطاں رہنے کو ممکن بنا دیا ہے۔

Brown, E.F. & Hendee, W.R. (1989). The Journal of the American Medical Association 262: 1659-1663

یہ بات حیران کن تو نہیں مگر قابل مذمت ضرور ہے کہ ہمارے جدید صنعت گر معاشرے نے ایسی تفریحی صنعت گری کی ہے تاکہ لوگ کرہ ارض پر ہر جگہ موسیقی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ چھوٹے آلات موسیقی کے ذریعے سے چلتے پھرتے کام کرتے، یہاں تک کہ سوتے ہوئے بھی وہ اپنے پسندیدہ میوزک وڈیوز دیکھ یا سن سکتے ہیں۔ بلکہ بعض کپڑوں کی کمپنیوں نے تو اپنے گاہکوں کے لئے ایک ذاتی Stereo مہیا کیا ہے۔ جس میں Jackets اس طرح بنائی گئی ہیں کہ اُن کے ٹوپی والے حصے میں (Hoods) ریڈیوز اور سپیکرز اندر ہی سی دیئے گئے ہیں۔"

Chepesiuk, Ron (Jan 2005). "Decibell Hell: The Effects of Living in a Noisy World." Environmental Health Perspectives 113 (1): A35-A41.

پروفیسر Allan Bloom آج کل کے میوزک کی علت کے بارے میں کہتے ہیں:

''آج 10 سال سے 20 سال کے درمیان نوجوانوں کی ایک بڑی نفری (آبادی) موسیقی ہی کے لیے زندہ ہے۔ یہ ان کا جنون ہے اسکے علاوہ کوئی چیز ان کو محظوظ نہیں کر سکتی۔ وہ کسی ایسی چیز کو سنجیدگی سے نہیں لیتے جس کا تعلق موسیقی سے نہ ہو۔ وہ موسیقی کے لیے بے چین رہتے ہیں اپنے سکول کے وقت میں یا جب وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہوتے ہیں، گھروں میں، کاروں میں، ہر جگہ موسیقی کے Stereos موجود ہیں۔ موسیقی کی محفلیں ہیں، ہر جگہ موسیقی کے چینلز مل جاتے ہیں۔ Walkman کی وجہ سے ہر جگہ...... یہاں تک کہ سفر کے دوران سواریوں میں، کتب خانوں میں، کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں طلباء کو میوزک سے بچا کر، روک کر رکھا جا سکے۔ یہاں تک کہ مطالعہ کے دوران بھی۔''

آج کی نوجوان پود کی اس حالت پر غور و فکر کرتے ہوئے پروفیسر Bloom اُس کے تباہ کن اثرات کے بارے میں کہتے ہیں: ''جب تک ان کے ساتھ Walkman ہے، ان کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ عظیم روایات کا کیا مطالبہ ہے۔ (موسیقی کی) اس طویل رفاقت کے بعد جب وہ کانوں سے اُسکو ہٹائیں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ بہرے ہو چکے ہیں۔''

Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind

باب پنجم

کیا موسیقی حرام ہے؟

موسیقی سے متعلق صحابہ کرامؓ، چاروں آئمہ کرام اور دیگر اسلامی سکالرز کا نقطہ نظر

یہ ضروری ہے کہ حضور ﷺ کے بعض صحابہؓ اور ان کے نیک جانشین یعنی تابعین کرامؒ کا اسلام میں موسیقی کے متعلق نکتہ نظر بیان کیا جائے۔ امام قرطبیؒ اپنی تفسیر احکام القرآن اور علامہ آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ صحابہؓ کرام اس بات پر متفق تھے کہ موسیقی اور غناء اسلام میں ممنوع ہیں۔ سوائے چند ایک استثنائی مواقع پر، جہاں مستند سنت سے ثابت ہے۔ اس نقطہ خیال میں چاروں خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ میں چوٹی کے فقہا مثلاً ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ اور صحابہ کرام کی عمومی جماعت کے لوگ شامل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی رائے:

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ:

حضور نبی کریم ﷺ کے یہ نامور صحابی موسیقی کے متعلق کہتے ہیں:

''گانا بجانا دل کے اندر نفاق پیدا کرتا ہے۔''

(علامہ ابن القیم الجوزیہ اغاثۃ اللھفان، دارالبیان جلد 1)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ:

''دف بجانا منع ہےاور آلات موسیقی بھی استعمال کرنا ممنوع ہے۔''

(علامہ ابن القیم الجوزیہ اغاثۃ اللھفان دارالبیان جلد 1)

حضرت عثمان ابن عفانؓ:

جس دن سے میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کے لیے بیعت کی ہے، اس کے بعد سے نہ تو میں نے موسیقی کا استعمال کیا ہے، نہ جھوٹ بولا ہے۔اور نہ ہی میں نے اپنے جسم کے مخفی شرم و حیا والے اعضاء کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوا ہے۔

(شیخ شہاب الدین سہروردی۔عوارف المعارف 1966ء بیروت، دارالکتاب العربی)

حضرت عمرؓ ابن خطاب:

ایک مرتبہ عمر ابن خطابؓ حاجیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔آپؓ نے دیکھا کہ آدمی گانا گا رہا ہے۔اور باقی سب لوگ گانا سن رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا:

''اللہ کرے کہ تم لوگ بہرے ہوجاؤ۔اللہ کرے کہ تم لوگ بہرے ہو جاؤ۔''

(اتحاف السادہ المتقین)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ:

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے بھائی کے گھر ان کی بیمار بیٹیوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئیں۔آپؓ نے دیکھا کہ ایک شخص جس نے لمبے لمبے بال رکھے ہوئے ہیں۔وہ ان بیمار لڑکیوں کو خوش کرنے کے لیے گانا گانے کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کو توڑ موڑ رہا تھا۔حضرت عائشہؓ نے فوراً اس کویئے کو گھر سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا:

''اوہ! یہ شیطان ہے۔اسے نکال دو، اسے نکال دو۔''

(سنن الکبریٰ للبیھقی۔(اتحاف السادہ المتقین)

قاسم ابن محمدؒ:

ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بھتیجے قاسم ابن محمدؒ تھے۔ان کا شمار مدینہ کے سات بڑے فقہاء میں ہوتا تھا۔ایک مرتبہ ایک صاحب نے اُن سے موسیقی اور گانے کے بارے میں سوال کیا تو قاسم نے جواب دیا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔اور لوگوں کو گانے بجانے سے منع کرتا ہوں۔ اس آدمی نے مزید پوچھا: کیا یہ مطلق حرام ہے؟

امام قاسمؒ نے جواب دیا:''بھتیجے میری بات غور سے سنو! جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق کو باطل سے علیحدہ کر کے دکھائیں گے۔تو تم خود سوچو کہ اس وقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ موسیقی اور گانے بجانے کو کس پلڑے میں ڈالیں گے؟''

(حارث بن اسد المحاسبی۔رسالہ المسترشدین 1383ھ۔حلب، مطبوعہ الاسلامیہ)

جب قرآن پاک کے احکام، اللہ کے حبیب ﷺ کی روایات اور نبی کریمؐ کے صحابہ کبارؓ کی اسلام کے متعلق آگاہی کو ایک ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے کہ اسلام نے موسیقی کے آلات کے استعمال پر پابندی عائد کی ہے۔اپنے نقطہ نظر کی مزید وضاحت کے لیے آئمہ اربعہ اور دیگر اسلامی سکالرز کی رائے آئندہ صفحات میں پیش کی جائے گی۔

آئمہ اربعہ اور دوسرے اسلامی سکالرز کی رائے:

اسلامی سکالرز میں چاروں امام بشمول امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اسلام میں موسیقی کے سننے پر حرام ہونے کی حد تک پابندی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ:

امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق ہر قسم کی موسیقی کے آلات، ہاتھ سے بجانے والے ڈھول طبلہ حتیٰ کہ چھڑیوں کے ٹکرانے سے کسی قسم کا ساز پیدا کرنے سے منع کیا ہے۔

(علامہ محمود ابن عبداللہ آلوسیؒ ۔روح المعانی فی تفسیر القرآن 1983ء بیروت، مکتبہ دارالفکر)

امام شافعیؒ:

امام شافعیؒ اپنی کتاب ''آداب القضاء'' میں لکھتے ہیں:

''بے شک گانا ایک مکروہ عمل ہے۔یہ جھوٹ اور بیکار چیزوں کی مانند ہے جو کوئی کثرت سے اِس میں مبتلا ہوگا، اُس نا اہل، بیوقوف کی شہادت رد کردی جائے گی۔''

امام شافعیؒ کے بہت ہی قریبی شاگردوں نے وضاحت کی ہے کہ امام شافعی کی موسیقی کے مسئلے میں رائے اس کے حرام ہونے کی تھی۔

امام مالکؒ:

جہاں تک امام مالکؒ کا تعلق ہے، انہوں نے موسیقی کو حرام قرار دیا ہے سوائے چند بچگانہ یا شادی بیاہ کے مواقع پر اور وہ بھی موسیقی کے آلات کے بغیر۔ اور زن و مرد کی مخلوط آمیزش کے بغیر۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب اسحاق ابن موسیٰ نے امام مالکؒ سے مدینہ کے لوگوں کے گانے بجانے سے متعلق نظریہ پوچھا تو امام مالکؒ نے جواب دیا:

اِنَّمَا یَفْعَلُہٗ عِنْدَنَا الْفُسَّاق۔

''یہاں پر حقیقت میں ایسا کام گنہگار آدمی ہی کرسکتا ہے۔''

(مولانا عبدالغفار۔اسلام اور موسیقی (جنوری 2003ء) میثاق ماہنامہ۔)

امام احمد ابن حنبلؒ:

امام احمد ابن حنبلؒ بھی موسیقی کی تقریباً تمام اقسام کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔سوائے چند ایک کے، جن کا سنت سے جواز نکلتا ہے۔امام ابن جوزیؒ اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں لکھتے ہیں کہ امام احمد ابن حنبلؒ کے اپنے بیٹے عبداللہ جو کہ ان کے شاگرد بھی تھے، نے اپنے والد سے ان کی رائے موسیقی کے ضمن میں دریافت کی۔ آپ فرمانے لگے:

''گانا دل میں نفاق کو فروغ دیتا ہے۔اور یہ بات میرے دل کو خوش نہیں کرتی۔''

(علامہ عبدالرحمان ابن جوزی۔ تلبیس ابلیس۔ 1991ء ملتان، کتب خانہ مجیدیہ)

ضحاکؒ:

''موسیقی اور گانا بجانا دولت کی تباہی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دل کی بربادی پر منتج ہوتے ہیں۔

(علامہ عبدالرحمان ابن جوزی۔ تلبیس ابلیس۔ 1991ء ملتان، کتب خانہ مجیدیہ)

امام ابن تیمیہؒ:

مجدد اور اسلامی سکالر امام ابن تیمیہؒ اپنے مجموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں:

''چاروں مکتب فکر کے اماموں کے مذہب کے مطابق موسیقی کے تمام آلات جو دل کو خوش کریں، اسلام میں حرام ہیں۔ یہ بات پوری سند کے ساتھ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ نے پیش گوئی فرمادی تھی کہ میری امت کے کچھ لوگ زنا، مردوں کے ریشمی کپڑوں کے استعمال، شراب نوشی اور گانے بجانے کو اسلامی شریعت میں جائز کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور یہی لوگ بندر اور خنزیر بنا دیے جائیں گے۔ عربی زبان میں معازف موسیقی کے ایسے آلے کے متعلق بولا جاتا ہے جو لوگوں کا دل خوش کرنے کے لیے گانے بجانے میں استعمال ہوتا تھا۔ یہ ''مضافہ'' کی جمع کا صیغہ ہے، جس سے کوئی موسیقی کی لے پیدا کی جاتی ہے۔ ان اماموں کے پیروکاروں میں سے کسی نے بھی اس مسئلے میں اختلاف رائے کی نشاندہی نہیں کی کہ موسیقی کے آلات حرام ہیں۔''

(امام ابن تیمیہؒ مجموعہ الفتاویٰ۔ جلد 11، صفحہ 576)

ابن عبدالبرؒ:

ابن عبدالبر نے کہا: اس نوع کی تمام آمدنیاں، جن کے حرام ہونے میں تمام علماء کے درمیان مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے، جیسے سود، طوائف کی کمائی، رشوت، میت پر نوحہ کرنا اور گانے کی اُجرت، قسمت کا حال اور علم نجوم بتانے والے کو پیسے ادا کرنا۔ بانسری بجانے والے کو اجرت دینا اور ہر قسم کی جوئے بازی وغیرہ (الکافی)۔

حسن البصریؒ:

ابو بکر الخلال نے بتایا کہ حسن بصریؒ (جو کہ تزکیہ قلب کے بڑے استاد ہیں اور بہت بڑے ولی اللہ ہیں)، فرماتے ہیں کہ دف بجانے کا مسلمانوں کے معاملات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور عبداللہ ابن مسعودؓ کے شاگرد اُسے توڑ دیا کرتے تھے۔

(شیخ ناصرالدین البانیؒ ۔ آلات موسیقی کی حرمت (عربی) 1996ء مصر، مکتبہ الدلیل)

تاہم یہاں یہ بات ضرور ذہین نشین رہے کہ مسلم فقہاء نے خوشی کے چند مواقع پر دف کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ جیسے مثال کے طور پر شادی بیاہ کے موقعوں پر اور اسکی غرض و غایت لطف اندوز ہونے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو مطلع کرنے کی ہے۔

حارث ابن اسد المحاسبیؒ:

اسلامی تصوف کے امام حارث ابن اسد المحاسبی نے اپنی کتاب رسالہ المسترشدین میں بڑی وضاحت سے گانے بجانے کے ضمن میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے:

"ہمارے لیے موسیقی اور گانا بجانا ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی مردار جانور کا گوشت کھانا حرام ہے"

(حارث بن اسد المحاسبی ۔ رسالہ المسترشدین 1383ھ حلب ۔ مکتب مطبوعات الاسلامی)

جنید بغدادیؒ:

اسلامی تصوف اور روحانیت کا ایک بڑا امام شیخ جنید بغدادی کا ہے۔ وہ بھی موسیقی کے متعلق لکھتے ہیں

"اگر آپ محسوس کریں کہ کوئی مرید آپ سے سماع (یعنی قوالی) کے متعلق اجازت طلب کرے تو آپ سمجھ لیں کہ ابھی تک اس کے اندر روحانی نقص پایا جاتا ہے۔"

(شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف)

فضیل ابن عیاضؒ:

اس عظیم صوفی عالم کے مندرجہ ذیل الفاظ کو سنہری حروف سے لکھنا چاہیے:

"گانا، زناء کی جانب بڑھنے کی سیڑھی ہے۔"

(شیخ شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف)

امام ابو حامد الغزالیؒ:

امام غزالیؒ ایک لمبی چوڑی بحث کے بعد جو کہ سماع کی اجازت سے متعلق تھی، اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ "موسیقی کا سننا اور گانا جبکہ عورت کی ہمراہی بھی حاصل ہو۔ یا گانا بجانے کے آلات، یا شہوت انگیز شاعری موجود ہوں، یہ سب تمام اسلامی تعلیمات کے تحت حرام ہیں۔"

(امام ابو حامد الغزالی احیاء علوم الدین 1978ء کراچی، دارالاشاعت)

امام النوویؒ:

امام نوویؒ جو کہ عظیم محدث ہیں اور جن کی دو کتابیں ریاض الصالحین اور اربعین النووی کو اسلامی دنیا اور مسلم امت میں قبول عام کی حیثیت حاصل ہے۔ موسیقی کے متعلق اپنا اظہار خیال اس طرح کرتے ہیں:

"یہ غیر شرعی عمل ہوگا، اگر ہم موسیقی کے آلات استعمال کریں یا سنیں۔ جس طرح شراب سے شرابی کو نسبت ہے، اسی طرح طبلہ، سارنگی، بانسری وغیرہ کو موسیقی سے تعلق ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر یا بچوں کے ختنہ کے وقت یا اسی طرح کسی اور موقع پر دف بجانے کی اجازت ہے۔ چاہے اس وقت دف کے اردگرد گھنگھرو بندھے ہوں، البتہ طبلہ یا ڈھولک بجانا بھی غیر شرعی عمل ہے۔" (المغنی جلد 4، صفحہ 429)

ابن قدامہؒ:

ابن قدامہؒ نے موسیقی کے متعلق اپنا فتویٰ یوں دیا ہے:

''موسیقی کے تین قسم کے آلات ہیں جو کہ حرام ہیں۔کچھ ایسے ہیں جو تاروں سے بنے ہوتے ہیں۔کچھ بانسری کی مانند ہیں اور کچھ طبلے سارنگی وغیرہ۔ جو کوئی ان آلات موسیقی کو استعمال کرنے کے متعلق اصرار کرے گا،اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

(المغنی جلد 10،صفحہ 173)

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ:

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عظیم صوفی اور اسلامی سکالر ہیں۔اور سہروردی سلسلہ روحانی کے بانی ہیں۔انہوں نے ایک کتاب ''عوارف المعارف'' تصنیف کی ہے۔جو دل کے تزکیہ کے متعلق گراں قدر علمی معلومات فراہم کرتی ہے۔اور بجا طور پر یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کتاب میں انہوں نے دو باب گانے سے متعلق وقف کئے ہیں۔انہوں نے پہلے باب میں سماع یعنی مذہبی گیت یا قوالی کی اسلام میں اجازت سے متعلق بحث کی ہے۔اور دوسرے باب میں انہوں نے گانے کی ممانعت سے متعلق گفتگو کی ہے۔بحث مباحثے کے تمام حاصل میں وہ حضور اکرم ﷺ،ان کے صحابہؓ اور دیگر اسلامی سکالرز کے نقطہ خیال کے مطابق کہ سماع چند مخصوص شرائط سے جائز ہے۔وہ اس موقف پر قائم رہے۔ تاہم وہ دوسرے باب میں لکھتے ہیں۔جب لوگ اپنے آپ کو سماع میں مبتلا کریں تو انہوں نے اپنا بیشتر وقت ضائع کر دیا۔ان کی نمازوں میں سرور کی کیفیت ختم ہونا شروع ہوگئی۔پھر وہ لوگ سماع کی محفلوں میں جانے کے عادی ہوگئے۔پھر قوالوں کے کلام سے لطف اندوز ہونے کے لیے انہوں نے محفلیں سجانے اور اجتماع قائم کرنے کے لیے اس کام میں سرعت دکھائی شروع کر دی۔ جبکہ صوفی سکالرز سے یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہ تھی کہ اسلام میں ایسے اجتماعات کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔''(عوارف المعارف(شیخ شہاب الدین سہروردی)

ابوعلی روہاذیؒ:

تزکیہ نفس کے بہت بڑے عالم ہیں اور شیخ امام العارفین ابوعلی روہاذی کے نام سے مشہور ہیں۔ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ ایک آدمی موسیقی کے آلات سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

اور پھر یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ یہ طرزِ عمل اس کے لیے حلال ہے۔ کیونکہ وہ روحانیت کے ایسے بلند مقام پر پہنچ چکا ہے جہاں پر بعض پابندیوں کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ شیخ روھاذیؒ نے اس کا منہ توڑ جواب دیا:

''ہاں وہ ایسے مقام پر پہنچ چکا ہے لیکن کہاں؟ جہنم میں!''

(ابن حجر مکیؒ۔ کف الرعاع بحوالہ مفتی محمد شفیع صاحب۔ اسلام اور موسیقی کراچی۔ مکتبہ دارالعلوم)

شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ:

شیخ احمد سرہندی فاروقی جو کہ مجدد الف ثانی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں، ایک بہت بڑے اسلامی سکالر اور مجدد تھے۔ انہوں نے ہندوستان میں بڑے وسیع پیمانے پر تحریک احیائے اسلام کیلئے کام کیا۔ یہ اسلامی تاریخ کے دوسرے ہزار سالہ دور کی ابتداء کا زمانہ تھا۔ اور ہندوستان میں مغل بادشاہ اکبر کی بادشاہی کا زمانہ تھا، جس کی حکومت اسلام دشمن حکومت تھی۔ شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں سے ایک مکتوب میں موسیقی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے۔ (مکتوب نمبر 266):

''مذہبی موسیقی، گانا اور رقص کرنا دراصل ایک فضول قسم کی تفریح ہے، جسے مذہبی اصطلاح میں لہو ولعب کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں بہت سی آیات میں اور حضور ﷺ کی احادیث میں اسلامی فقہاء کی بے شمار روایتیں ہیں جن میں موسیقی اور گانے بجانے کی ممانعت اتنی کثرت سے پائی جاتی ہے کہ شمار کرنا مشکل ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی کسی حکومتی ایکشن یا غیر معتبر ذرائع سے موسیقی کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اس کے دعوے کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا جائے گا کہ کسی اسلامی فقیہ نے کسی بھی اسلامی تاریخ میں اس کے جواز میں فتویٰ نہیں دیا کہ رقص وسرود جائز ہے۔ ہمارے دور کے کچھ نادان صوفیوں نے اپنے استادوں کی حرکات وسکنات کو بہانہ بنا کر مذہب میں موسیقی اور گانے کو دین کا ایک حصہ مان کر اسے عبادت کا درجہ دے دیا ہے۔ قرآن پاک ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ایسے لوگ مذہب کو کھیل تماشا اور تفریح کے طور پر لیتے ہیں۔ (سورہ الاعراف: 51)۔

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں، یہ اس کی رحمت اور برکتیں ہیں کہ ہمارے

روحانی استاد ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوئے۔ اور ہمارے جیسے پیروکاروں کو ان سے معاملات سے دور رکھا۔(شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ، مکتوب مجدد الف ثانی، کراچی۔ادارہ مجددیہ)

شیخ نوح حٰم کیلر:Nuh Hameem Keller:

شیخ نوح حٰم کیلر عصر حاضر کے نامور صوفی ہیں، پہلے وہ عیسائیت کے کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔بعد میں وہ 1977ء میں قاہرہ میں الازہر کی درسگاہ میں مسلمان ہوگئے۔پھر شام اور اردن میں جا کر انہوں نے اسلامی روائتی علوم مثلاً علم حدیث، شافعی اور حنفی اصول وقوانین، فقہ کے اصول، عقیدہ پڑھے۔یہاں پر وہ 1980ء سے رہ رہے ہیں۔موسیقی کے متعلق انہوں نے درج ذیل الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے:

''اگر دل میں تقویٰ اور ایمان کامل ہو تو بات بڑی واضح ہے کہ بنیادی طور پر موسیقی کے آلات کا استعمال حرام ہے۔یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ نے ایسا کیا ہے۔اور انہوں نے ہمارے فائدے کے لیے ایسا کیا ہے۔اگر آپ اپنی روح میں زہر گھولنا چاہتے ہیں تو پھر موسیقی کا استعمال کریں۔''

Keller, Sheikh Nuh Ha Mim (2002 - 2005). Is listening to the recorded music permissible?(audio)

(http://www.sunnipath.com/Resources/Questions/QA00004456.aspx)

شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ:

شیخ عبدالعزیز ابن باز، سعودی عرب کے مفتی اعظم اور اسلامک فقہ پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔انہوں نے موسیقی اور گانے پر مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرمایا ہے:

''موسیقی کا سننا اور گانا گانا اسلام میں حرام ہے اور برائی پر عمل کرنے والی بات ہے۔ایسے عمل سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔اور لوگوں کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں۔اور ساتھ ہی نماز سے

بھی غافل کر دیتے ہیں''

(ابو سعد۔موسیقی اور گانا بجانا قرآن و حدیث کی روشنی میں 2003ء کراچی دارالتقوٰی)

مولانا محمد تقی عثمانی (سابقہ جج):

آپ ایک نامور اسلامی سکالر ہیں جو اسلامی شریعت کورٹ پاکستان کے جج بھی رہ چکے ہیں۔ آپ اپنی ایک کتاب ''اصلاح معاشرہ'' میں لکھتے ہیں:

''عہد رسالتؐ اور عہد صحابہؓ میں بھی دنیا کے لوگ کھیل تماشوں کے شیدائی تھے اور انہیں تبلیغ کرنے کے لیے ایسے تماشے ایجاد کئے جا سکتے تھے جو ان کے دل کو لبھا سکیں، لیکن صحابہ کرامؓ نے ڈراموں اور راگوں کے ذریعے دنیا کو بیوقوف بنانے کے بجائے مثالی کردار اور حسن عمل سے ہی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ اور دنیا کی آخری حدود تک توحید کا پرچم لہرا کر چھوڑا۔ آج ہم تبلیغ اسلام کی خاطر اپنا نفرت انگیز کردار و عمل چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اور محض فلمیں بنا کر اور میوزک شو رچا کر اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایک ایسا خیال خام ہے جس کا موجد شیطان کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس طرح جو خدمت کی جائے گی، وہ اور خواہ کچھ ہوتو ہو، اسلام نہیں ہو سکتی۔''

(مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاح معاشرہ 1998ء کراچی مکتبہ دارالعلوم)

ایسے حالات جن میں گانے کی اجازت ہے:

مذکورہ بالا بحث میں یہ بات کہی گئی تھی کہ چند ایک صورتوں میں ایسا کرنے کی اجازت ہے لہٰذا اس کی یہاں پر وضاحت کی جائے گی۔ گانے گانا، کھیل تماشہ کرنا اور دف وغیرہ بجانا کسی خاص تقریب کے موقع پر کرنے کی جازت ہے اور جہاں تک صرف دف کو چھوڑ کر دوسرے آلات موسیقی کا تعلق ہے، وہ کسی بھی تقریب کے لیے جائز نہیں ہے۔ دف ایک گول ڈھول کی مانند ہوتا ہے جس کی مشابہت کافی حد تک اس طبلے سے ہوتی ہے جس کے ارد گرد لوہے کی پٹی چڑھی ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خاص خاص موقعوں پر جیسے شادی بیاہ اور عیدوں کے موقع

پر دف بجانے کی اجازت ہے۔اور مندرجہ ذیل روایت سے ہمیں اس بات کا جواز ملتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ أَبُوبَكْرٍ وَعِنْدِی جَارِیَتَانِ مِنْ جَوَارِی الأَنْصَارِ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الأَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَیْسَتَا بِمُغَنِّیَتَیْنِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ أَمَزَامِیرُ الشَّیْطَانِ فِی بَیْتِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ فِی یَوْمِ عِیدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَابَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِیدًا، وَهٰذَا عِیدُنَا. (صحیح البخاری، کتاب العیدین)

آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر تشریف لائے۔اس وقت دو چھوٹی لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق گانا گارہی تھیں۔ اور وہ کوئی پیشہ ور گانے والی نہیں تھیں۔پیغمبر خداؐ آ کر لیٹ گئے اور منہ دوسری طرف کرلیا۔اس وقت حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔جب انہوں نے دیکھا تو مجھے برا بھلا کہنا شروع ہو گئے۔ اور کہا کہ گانے بجانے کے یہ شیطانی کام حضور نبی پاک ﷺ کے سامنے ہورہے ہیں؟ حضور پاک ﷺ نے اپنے رخ انور کو حضرت ابوبکرؓ کی جانب پھیرتے ہوئے فرمایا: انہیں چھوڑ دو۔ جب حضرت ابوبکرؓ دوسرے معاملات میں مصروف ہوگئے تو میں نے دونوں چھوٹی لڑکیوں کو کہا کہ اب وہ چلی جائیں۔لہٰذا وہ دونوں چلی گئیں۔اور وہ دن عید کا دن تھا۔

(صحیح بخاری)

محمد ابن حاطب روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

فَصْلُ مَابَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُ وَالصَّوْتُ وَرَفْعُ الصَّوْتِ فِی النِّكَاحِ

(رواہ ابن ماجه، جامع ترمذی)

''دف اور آواز (یعنی گانے کے ذریعے اعلان کرنا) ایک جائز اور نا جائز شادی میں فرق کرتے ہیں۔یعنی اس سے جائز شادی کا اعلان کیا جاتا ہے۔''

(جامع ترمذی۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلَی رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَسَلَّم یَا عَائِشَۃَ مَا کَانَ مَعَکُمْ لَھْوٌ فَاِنَّ الْأَنْصَارَ یُعْجِبُھُمُ اللَّھْوُ.

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ شادی کا اعلان کرو۔ اور ایسے موقع پر دف بجاؤ۔(جامع ترمذی ،امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔) چنانچہ شادی اور عید کے موقع پر بالخصوص ہمیں گانے اور دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے۔

موسیقی کے سننے اور گانے بجانے کے متعلق قانونی حکم:

جیسا کہ ہم نے اس کتاب کے شروع میں ہی بتا دیا تھا کہ اسلامی قوانین کسی معاملے کو اس طرح حل کرتے ہیں کہ ہم کسی مسئلے کی کہنہ تک کیسے پہنچتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ قرآنی قوانین سے مکمل آگاہی اور سنت رسولؐ کی پوری سمجھ بوجھ کا ہونا ہے۔ پھر ان اسلامی معلومات یا سمجھ بوجھ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کسی بھی مسئلے کی اصل حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا حل نکالا جاتا ہے۔ قرآن وسنت سے اس خاص مسئلے کو سمجھ کر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ آیا مخصوص مسئلہ اسلام کی رو سے جائز ہے یا ناجائز۔ ایسا کرتے وقت یا فتویٰ دیتے وقت اس مسئلے کے فائدے اور نقصانات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اسلامی شریعت میں مسائل کے نفع ونقصان کو خاص اہمیت اس لیے بھی حاصل ہے کہ شریعت میں معاشرے کو نفع پہچانا ایک مرکزی نکتہ کی حیثیت رکھتا ہے۔
ہم مسائل کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1 ......آلات موسیقی (ڈھول، طبلہ، پیانو، بانسری، گٹار، کمپیوٹر میوزک، وغیرہ)

2 ......گانے کے بول

3 ......گلوکار یا جو شخص موسیقی ترتیب دیتا ہے۔

ہم نے قرآن وسنت سے موسیقی اور گانے سے متعلق نظریات معلوم کیے، اس کے علاوہ ہم نے صحابہ کبارؓ اور بڑے بڑے اماموںؒ اور اسلامی سکالرز کا نقطہ نظر جاننے کی کوشش کی

ہے۔اس کے علاوہ ہم نے علم سائنس کی رو سے یہ بتایا ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے سے کس طرح فرد سے لے کر پوری سوسائٹی تک مضر اثرات پھیل جاتے ہیں۔لہٰذا ہم تمام حقائق اور شواہد کو اکٹھا کر کے موسیقی سننے اور گانے بجانے سے متعلق اپنی قطعی رائے درج ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

''موسیقی کے ایسے آلات جو خالصتاً تفریح طبع کے لیے بنائے جاتے ہیں، ناجائز اور حرام کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور چاہے انہیں گانے کے دوران استعمال کیا جائے یا بغیر گانے کے بجائے جائیں۔مزید یہ کہ گانے کے آلات سے جو آواز نکلتی ہے، چاہے وہ آواز کمپیوٹر کی مدد سے یا کسی گائیک کے منہ سے پیدا ہوتی ہو، وہ بھی حرام کے درجہ میں شامل ہے۔تاہم اسلامی سکالرز کی ایک معتد بہ تعداد اس امر پر متفق ہے کہ کچھ مواقع پر دف کا استعمال مرد اور عورت کر سکتے ہیں۔یہ واضح رہے کہ بعض قدرتی آوازیں جیسے آبشار کا گرنا اور پرندوں کی چہچہاہٹ کسی موسیقی کے زمرے میں نہیں آتی۔

جہاں تک بغیر آلات موسیقی کے گانوں کا تعلق ہے اور گانوں کے الفاظ غیر شرعی یا جس موقع پر گائے جا رہے ہیں، جیسے عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماع میں گائے جا رہے ہیں۔یا اس وقت گائے جا رہے ہیں جبکہ فرض کی ادائیگی میں خلل واقع ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں شریعت گانے بجانے کی قطعاً اجازت نہیں دیتی بلکہ ایسا کرنا حرام قرار دیتی ہے۔لیکن اگر گانے کے مذکورہ بالا عوامل کا استعمال نہیں ہے اور بغیر کسی قسم کے آلات موسیقی کے گیت گایا جا رہا ہے، سوائے دف کے استعمال کے تو ایسی صورت میں گانا جائز ہوگا۔

لہٰذا اسلامی نظمیں اور گیت جو مردوں اور عورتوں کی علیحدہ علیحدہ محفلوں میں ہو (یعنی عورتوں کی بے پردگی نہ ہو) موسیقی کے آلات کا استعمال نہ ہو اور اُن گانوں میں غیر شرعی باتیں (مثلاً عشق معاشقے اور خواتین کے حسن کی باتیں) نہ ہوں تو ایسے گیت گانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن ہم ایک مرتبہ پھر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آلاتِ موسیقی (سوائے دف کے علاوہ) کے لیے اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔

باب ششم

اسلامی موسیقی کے حق میں ہونے والے مباحث کا تنقیدی تجزیہ

☆.....کیا اسلامی موسیقی "Islamic Music" جیسی کوئی چیز ہے؟
☆.....کیا ہم اسلامی موسیقی سُن سکتے ہیں؟
☆.....کیا موسیقی کو اسلام کی اشاعت کے اعلیٰ مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے؟
☆.....کیا موسیقی کا موضوع اسلام میں ایک متضاد رائے ہے؟

اس باب میں ایسے ہی سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے اور موسیقی کے حق میں جو دلائل دیئے گئے ہیں، ان کا منطقی اور مدلّل تجزیہ کیا جائے گا۔

اگر اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ ایک بھی اسلامی عالم نے موسیقی کو اپنے پیشہ کے طور پر اختیار نہیں کیا۔ انسان کی فطرت تنوع پسند ہے، اور اسلام اس بات سے خوب آگاہ ہے کہ چاہے اسلامی موسیقی کے طور پر ہی موسیقی کو اختیار کیا جائے، یہ بالآخر حرام اور ناجائز موسیقی ہی کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ دراصل حق بات تو یہ ہے کہ اسلامی میوزک، اسلامک بیئر (شراب)، اسلامک بنگو (Bingo، جوابازی) یا اسلامک سوشلزم جیسی اصطلاحات سے اسلام کا سرے سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک شراب کی بوتل پر حلال کا لیبل چسپاں کر دینے سے وہ جائز نہیں ہو جاتی۔ وہ اسکو پاک نہیں کر دیتا۔ یہ بس آنکھ کا دھوکہ ہے۔

شراب ہمیں کسی نیک کام پر ابھارنے کے لیے استعمال نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ہلکی پھلکی تفریح کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ایک سور(خنزیر) کو ذبح کرتے وقت تکبیر کہہ دینے سے اس کا گوشت حلال نہیں ہو جائیگا۔

اسی طرح ہمارے مالوں پر دیا گیا سود، منافع کہنے سے ربوٰ کی حقیقت سے بچ نہ جائے گا، جو اسلام میں سختی سے منع کیا گیا ہے تو یہ علی الاعلان گمراہی ہے۔

مسلمانوں کے لیے خاص طور پر جدت پسند علماء اور ذہین لوگوں کے لیے کہ وہ اسلامی موسیقی جیسی کوئی اصطلاح بھی استعمال کریں۔

آج چند جدت پسند علماء اور روشن خیال مفکرین، جو''اسلامی موسیقی'' جیسی گمراہ کن اصطلاحات استعمال کرتے، انھوں نے اسلام اور موسیقی کے درمیان ایک متذبذب حالت اختیار کر رکھی ہے اور وہ مسلمانوں کی گمراہی کے ذمہ دار ہیں۔بعض نے تو یہاں تک جسارت کر ڈالی ہے کہ صحابہؓ اجمعین اور تابعینؒ پر افترا کی گئی ہے کہ نہ صرف انہوں نے موسیقی اور گانا کوسنا بلکہ اسکو غلط بھی نہ جانا۔ لیکن یہ لوگ اپنی اس بات کی دلیل میں صحیح الاسناد روایات پیش نہیں کرسکتے۔

امام مسلمؒ اپنی صحیح المسلم کے تعارف میں بیان فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا تھا: لَوْلَا اِسْنَادُ لَقَالَ مَاشَاءَ مَنْ شَاءَ۔''اسناد مذہب کا ایک حصہ ہیں، اگر اسناد نہ ہوتیں تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا''۔ موسیقی کا سننا اسلام میں ایک غیر اسلامی عمل ہے اور واضح طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ نے منع فرما دیا۔''اسلامی موسیقی'' جیسی گمراہ کن اصطلاح کبھی حقیقت نہیں بن سکتی۔موسیقی اور اسلام میں ایسا بُعد ہے جیسا مشرق اور مغرب کے مابین ۔قرآن، سنت اور مسلم علماء کے فیصلہ کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے جیسا کہ میں نے اپنے ایک انگلش کے شعر میں بیان کیا ہے:

"Oh! Music is music and Islam is Islam,
and never the twain shall meet."

''خبردار! موسیقی،موسیقی ہے اور اسلام، اسلام ہے، اور دونوں کے مابین کبھی ملاپ

نہیں ہوسکتا۔"

وہ لوگ جنہوں نے اسلام میں موسیقی کے حق میں رائے زنی کی ہے، ذیل میں ان کے اقوال کا تنقیدی اور منطقی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے:

اسلام میں موسیقی کی ممانعت ۔ ایک اختلافی مسئلہ نہیں بلکہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔

دعویٰ: اسلامی شریعت میں موسیقی ایک بہت اختلافی ہے، بہت سے مشہور علماء نے اُسکو حرام قرار دیا ہے۔جبکہ دورحاضر کے کچھ ایسے علماء ہیں جو گانے اور موسیقی کے آلات کے استعمال کے حق میں ہیں۔

اِس دعوے کا جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسا کہنے والے اپنے ثبوت میں کوئی دلیل لائیں اور کسی ایسے عالم کا نام بیان کریں جو یہ کہتا ہو کہ "موسیقی اسلامی شریعت میں ایک بہت بڑا اختلافی مسئلہ ہے"۔اس میں تو کوئی شک نہیں کچھ دورجدید کے علماء کچھ شرائط کے ساتھ آلات موسیقی کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں۔مگر یہ کہہ دینے سے یہ مسئلہ ایک اختلافی مسئلہ نہیں بن جاتا۔

یہاں ہمیں ایک بہت نازک اور اہم نظریہ (جو اسلام کی اقدار اور قانون کا محافظ ہے) ضرور سمجھ لینا چاہیے، وہ یہ ہے کہ اگر چند گنتی کے علماء وہ نظریہ رکھتے ہیں، جو بھاری بھرکم تعداد کے موقف کے برعکس ہو تو اس سے یہ گفت وشنید نہ تو "متضاد رائے مسئلہ" بن جاتی ہے اور نہ ہی فرق واختلاف قابل قبول و برداشت ہو جاتا ہے۔یہ اصول فقہاء کے مابین متفق الرائے ہے جس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں:

لاَ يُنكَرُ الْمُخْتَلِفُ فِيْهِ وَاِنَّمَا يُنكَرُ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ

(اختلافی مسائل پر اختلاف رکھنا معیوب نہیں بلکہ اصل معیوب بات یہ ہے کہ ایسے مسائل پر اختلاف کیا جائے جن پر اجماع ہو۔)

علماء نے ''اختلاف الرائے مسائل'' کی یوں وضاحت کی ہے کہ کمزور رائے تو خارج البحث ہے، البتہ اتفاق الرائے کے لیے تو میدان کھلا ہے۔ اسی وجہ سے امام ابن القیمؒ ''اعلام الموقعین'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ اُن مسائل کا فرق بیان کرتے ہیں جو اجتہادی نوعیت کے ہیں بمع شرائط اور وہ مسائل جو قابل اجتہاد نہیں ہیں، چاہے کچھ علماء اپنی رائے میں اس کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں، اگر اس تفریق کا لحاظ نہ رکھا جائے یا یہ ضابطہ نافذ نہ کیا جائے تو کئی قانونی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اس بے توجہی سے اسلام کے صفحۂ ہستی سے مٹنے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

اگر چہ یہ قابل تعجب تو ہوگا مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے ذہنوں اور اپنے دلوں کو کچھ حقائق کے لیے کھلا رکھیں۔ اگر ہم متقابل فقہ (Comparative fiqh) خاص طور پر المغنی، المجموع، فتح الباری، عمدہ القاری یا التمہید جیسی بڑی بڑی ضخیم غزانہ کتب کا مطالعہ کریں تو ہم ایسا کوئی قانونی مسئلہ شاید ہی پائیں گے جو کسی اختلاف رائے کے بغیر ملے۔ اور اگر ہم ہر اختلاف کو ہر مسئلے میں قبول کرتے چلے جائیں تو نتیجتاً ہمارے پاس اسلام میں سے کچھ نہ بچے گا۔

اسی وجہ سے علماء اکثر کہتے رہے ہیں:

مَنْ تَتَبَّعَ الرُّخَصَ فَقَدْ تَزَنْدَقَ ۔

''جو جان بوجھ کر مذہب میں سہولت ڈھونڈتا ہے، زندیق ہو جاتا ہے۔''

یہ بات قابل توجہ ہے کہ کسی مسئلے پر اختلاف الرائے اس مسئلہ کو قابل قبول نہیں بنا دیتا۔ رائے کے صرف اُس اختلاف کو قبول کیا جا سکتا ہے، جس میں اجتہاد کی گنجائش ہو۔ خاص طور پر جب اختلاف ایک بڑی نوعیت کا ہو۔ اور اس کو بڑے اخلاص اور غیر متعصب طریقے سے حل کرنا چاہیے۔

ماضی میں ایک مٹھی بھر علماء کی جماعت نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے۔ جن میں ابن حزم، شوکانی، النابلوسی اور امام الغزالی شامل ہیں، ان میں سے کوئی بھی عالم حضور اکرم ﷺ کے بعد کی دو صدیوں کا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قریبی زمانے میں ان کے صحابہ کرامؓ، سلف

صالحین، اسلامی تصوف کی بنیاد رکھنے والے صوفیاء اور ائمہ اربعہ کرام کے نزدیک موسیقی اسلام میں منع اور حرام ہے۔

ابن حزم نے صحیح بخاری کی حدیث مبارکہ جس میں موسیقی کو حرام / منع قرار دیا گیا ہے ،قبول نہیں کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن حزم ایک انتہائی ذہین اور مانے ہوئے عالم تھے مگر ان کی شخصیت کئی متضاد صفات کی مالک تھی۔ وہ ''ظاہری فقہ'' کے عقیدے سے تعلق رکھتے تھے جس کے مطابق عدالتی و قانونی مسائل میں قرآن وسنت کے ظاہری لفظی (صرف لغوی) معنی استعمال کیے جاتے ہیں۔(مسئلہ حل کرنے کے لیے) یہ فقہی نظریہ اب فرسودہ اور پرانا خیال کیا جاتا ہے بلکہ ناپید ہے۔حدیث کی جانچ پڑتال اور استدراک میں ابن حزم کے نظریات غیر موزوں اور غیر مدلل ہیں۔ابن تیمیہؒ کے ایک برگزیدہ اور ثقہ شاگرد اور محدث الحافظ ابن عبدالھادی، ابن حزم کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ روایات کی اسناد کے تنقیدی تجزیے اور راویوں کے حالات میں اکثر غلطیوں کا شکار ہوئے ہیں۔مثلاً انہیں امام ترمذیؒ، جو حدیث میں خاص شہرت رکھتے ہیں اور امام بخاریؒ کے طالب علم رہے ہیں، کے نام تک سے واقف نہ تھے۔

حافظ ذہبی اپنی کتاب میزان الاعتدال میں ابن حزم کے بارے میں لکھتے ہیں: ابن حزم کا امام ترمذیؒ کو مجہول قرار دینا ایک بے بنیاد دعویٰ ہے جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ابن حزم، امام ترمذیؒ اور ان کی کتاب جامع الترمذی، جو احادیث کا مجموعہ ہے، کے بارے میں مکمل طور پر لاعلم تھے۔

حافظ ابن حجرؒ ایک مشہور و معزز محدث اپنی تصنیف لسان المیزان جلد چہارم میں فرماتے ہیں: ''ابن حزم بہترین ضبط و حافظہ رکھتے تھے۔مگر ان کے اِس حافظہ کے ضبط پر بہت بھروسہ اکثر ان سے روایات و راویوں کے بارے میں جرح و تنقید کی غلطیوں کا باعث بنتا۔اور اکثر غلط ترین اوھام کا صدور ہوتا''۔

جہاں تک امام غزالیؒ کا تعلق ہے، وہ اپنی تصنیف احیاء العلوم الدین میں فرماتے ہیں کہ ایسی موسیقی کا سننا جس میں عورت یا موسیقی کا آلہ یا فحش شہوانی شاعری بھی شامل ہو بالکل حرام ہے۔

عبدالغنی النابلوسی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی اسلام میں اسلامی موسیقی , (سماع) کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسے علماء قلت میں ہیں اور دوسرا یہ کہ سماع مشروط ہے اور ان شرائط کا پورا ہونا لازم ہے، جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نازک ولطیف آلات موسیقی، ماحول جس میں میوزک سنا جاتا اور گانے کے بول جو بولے جاتے ہیں، ان کی موجودگی میں امام غزالیؒ جیسے علماء کی دائر کردہ شرائط کا پورا ہونا ناممکنات میں سے ہے، لہٰذا اِن شرائط کے بغیر اسلام میں موسیقی اور گانا سننا ناجائز ہو جاتا ہے۔ شوکانی، چونکہ ابن حزم ہی کے عقیدے اور نظریے سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا ان کی بھی اسلام میں موسیقی کے بارے میں وہی رائے ہے جبکہ تمام دوسرے بڑے سکہ بند حنبلی علماء مثلاً امام احمد ابن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، ابن جوزیؒ، ابن القیمؒ، ابن قدامہؒ وغیرہ۔ اسلام میں موسیقی کو حرام قرار دیتے ہیں۔

علمی تحقیق کی کمی کی وجہ سے موسیقی کو اسلام میں ایک اختلافی موضوع سمجھ لیا گیا ہے۔ علماء کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ اسلام میں موسیقی ممنوع ہے۔ اصل سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماء کی اتنی بڑی اکثریت پچھلے 1400 سالوں سے کس طرح متفق ہے کہ آلات موسیقی منع ہیں اگر بالفرض حقیقت اس کے خلاف ہے؟ کیا ایسا تو نہیں کہ ہم ارادۃً ان علماء پر پچھلے 1400 سال سے افترٰی کر رہے ہوں؟ اللہ تعالیٰ کیوں ہمیں ایک طرف تو یہ حکم دیں کہ ''اگر تمہیں معلوم نہیں تو ان سے پوچھ لو جن کو معلوم ہے۔'' اور جبکہ رسول خداؐ کا فرمان ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف علما کی اتنی بڑی اکثریت پچھلے 1400 سال سے ایک غیر مروج قانونی (Invalid Legal Opinion) رائے کی طرفداری کریں؟ کیا اس سے اسلام کے معتبر و معتمد ہونے میں شک نہیں ہوگا جو انہی علماء کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

دراصل فکر کی بات یہ نہیں کہ ایک ثقہ عالم دوسرے کثیر التعداد عالموں کی مخالفت کیوں کر رہا ہے۔ بلکہ قابل غور بات یہ ہے کہ اتنے کثیر التعداد علماء کس طرح صرف موسیقی کے آلات کے منع ہونے پر یقین رکھنے کی غلطی کر رہے ہوں؟

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر احکام القرآن اور امام آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی متفقہ رائے یہ ہے کہ موسیقی اور گلوکاری منع ہے (اور سنت کے مطابق صرف کچھ

خاص استثناء ہیں)۔اِن صحابہ میں چاروں خلفائے راشدینؓ، فقہاء صحابہ جیسے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور جابر ابن عبداللہؓ اور باقی صحابہ کرامؓ اجمعین شامل ہیں۔

ابن تیمیہؒ اپنی تصنیف مجموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں: چاروں ائمہ کرام کی نظر میں آلات موسیقی حرام ہیں۔یہ صحیح البخاری اور دوسری جگہ پر بھی ملتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کی امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو جائز قرار دیں گے۔ اور وہ بندروں اور خنزیروں میں تبدیل کردیئے جائیں گے۔کسی بھی امامؒ نے موسیقی کے بارے میں کوئی قابل مباحثہ (اختلافی) بات نہیں کی۔ (المجموع 11/576)

غیر ارادی طور پر موسیقی کا سننا:

اعتراض:

اِس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں موسیقی سے فرار حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ جہاں کہیں بھی ہم جائیں، چاہے بازار، دفتر یا ریسٹورنٹ ہو، ہر طرف سے موسیقی کی بوچھاڑ ہورہی ہوتی ہے۔ تو پھر ہم کس طرح یہ باور کریں کہ اسلام میں موسیقی منع ہے جبکہ اس کا ہر طرف دور دورہ ہے۔

جواب:

سننے اور سنائی دینے میں ایک واضح فرق ہے۔اگر ہم کسی جگہ پر ہوں اور وہاں موسیقی بج رہی ہو۔ اور موسیقی ہمارے کانوں میں ہماری نیت و ارادے کے بغیر داخل ہو تو یہ میوزک کا سننا نہیں کہلائے گا۔امام ابن تیمیہؒ اس بارے میں مجموع الفتویٰ میں فرماتے ہیں:

''ایسی موسیقی جسے سننے والا سننے کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اس پر کوئی الزام اور حرج نہیں ہے۔یہ علماء جمہور کا متفقہ فیصلہ ہے۔لہٰذا ذمہ اور بری الذمہ کا تعلق سننے سے ہے نہ کہ سنائی دینے سے۔جو ارادۃً قرآن پاک کو سنے گا، اسکو اسکا ثواب ہے جبکہ وہ جو حادثاً سن لے بغیر ارادہ کے، اس کا سننے کا ثواب نہیں ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔موسیقی پر بھی یہی بات صادق آتی ہے، آلات موسیقی، جو حرام ہیں۔اگر کوئی سن لیتا ہے بغیر ارادہ و نیت کے اس کو نہ گردانا جائے گا۔
(المجموع 10/78)

عمومی اعتراضات کے جوابات......

اعتراض نمبر 1......ہم لوگ موسیقی اور گانے سنتے ہیں کیونکہ معاشرہ میں ہر کوئی ایسا کر رہا ہے۔

جواب: کسی چیز کا کثرت سے ہونا یا کیا جانا اسکو جائز نہیں بنا دیتا جیسے کہ ہمیں قرآن پاک سے پتا چلتا ہے ۔موسیقی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ نے ناجائز قرار دیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے بندے ورسولؐ اس دنیا میں تب آئے ،جب لوگوں کی اکثریت اللہ کی اس حد تک نافرمان تھی، کہ گمراہی معاشرے میں ایک معمول ومعروف چیز تھی ۔قرآن ہمیں اکثریت کی اتباع سے روکتا ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَمَنْ فِیْ الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَo"(سورۃ الانعام۔آیت 116)

ترجمہ:

اگر آپؐ نے اکثریت کی جو زمین میں ہیں، بات مانی تو یہ آپؐ کو گمراہ کردیں گے اللہ کے راستہ سے، وہ اس لیے کہ یہ تو بس گمان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ سوچتے نہیں۔

وَاِنَّ كَثِیْراً مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۔(المائدہ۔آیت 49)

اور بے شک لوگوں میں زیادہ اکثریت سرکش اور (اللہ کے) نافرمان لوگوں کی ہے۔

حق وباطل کے مابین کسوٹی اکثریت نہیں بلکہ قرآن وسنت ہے۔ہر وہ بات یا عمل جو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پورا اترے، حق ہے۔علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اپنے شعر میں فرماتے ہیں۔

صبح ازل یہ کہا مجھ سے جبرائیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول
باطل دوئی پسند ہے حق ہے لاشریک
شرکت میانہ حق وباطل نہ کر قبول

(کلیات اقبالؒ)

عمومی اعتراض نمبر 2:

اگر موسیقی اسلام میں منع ہےتو پھر قرآن پاک میں اسکو واضح طور پر بیان کیوں نہیں کیا گیا؟ ہم صرف قرآن پاک کے احکامات کی اتباع کرتے ہیں۔

جواب: جولوگ منکرات میں ملوث رہتے ہیں، وہ اکثر یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اسلام میں فلاں چیز منع ہےتو پھر قرآن میں وضاحت سے بیان کیوں نہیں کیا گیا۔

یہ اعتراض کئی لذت پسند، عذر تراش، جدت پسند اور معذرت خواہ افراد نے اسلام کی تاریخ میں اکثر اٹھایا ہے۔قرآن میں واضح طور پر موسیقی کا حرام ہونا موجود ہےمگر اس کی مزید صراحت کے لیے ہمیں روایات (سنت رسولؐ) کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔قرآن، اللہ کے احکامات واوامر کا ایک اجمالی بیان دیتا ہےاور اس کی تفصیل وتصریح کے لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی کا حکم دیتا ہے۔قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (سورۃ الحشر آیت:7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسکو لے لو (اختیار کرو) اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔

مغربی نومسلم محمد اسد اپنی کتاب ''اسلام دوراہے پر'' (Islam at the crossroads) میں کہتے ہیں کہ دورِ حاضر کے بعض مسلمانوں کا سنت سے انکار اس احساسِ کمتری کا نتیجہ ہے جو یہ مغربی تہذیب کی چکاچوند سے ان میں پیدا ہوتا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ یہ 'مغربیت'' ہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ روایات رسول خدا (ﷺ) اور سنت رسولؐ کا پورا ڈھانچہ اس وقت غیر مقبول ہوگیا ہے۔سنت نبویؐ، مغربی تہذیب کی بنیادی اقدار کی شدت سے مخالف ہے۔ جو اِس تہذیب سے مسحور ہیں، وہ اس جال سے نکل نہیں پاتے لہٰذا سنت کو اسلام کا غیر مناسب اور غیر ضروری حصہ قرار دیتے ہیں۔اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ اس کی بناء غیر معتبر روایات ہیں۔اس کے بعد قرآنی تعلیمات کی تحریف بھی آسان ہوجاتی ہے۔وہ اسطرح کی جاتی ہےجو مغربی تمدن اور تہذیب کی اقدار کے مطابق ڈھل جائے۔"

Asad, Muhammad (1991). Islam at the Crossroads.

ہمارے پیارے و محبوب نبیؐ نے اپنی ایک روایت میں مسلمانوں میں سے ایسے لوگوں کے بارے میں پیشین گوئی کردی تھی، جو اسلام کے احکامات پر اعتراضات اٹھائیں گے۔

ابو رافعؓ روایت کرتے ہیں:

لَاُلْفِيَنَّ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْنَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَانَدْرِیْ مَاوَجَدْنَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ (سنن ابی داؤد)

''اور میں تم میں سے کسی کو مسند پر ٹیک لگائے ہوئے نہ پاؤں، اس حال میں کہ اس کو میری کوئی بات پہنچے کہ جس بات کا میں حکم دوں یا جس بات سے منع کروں اور وہ کہے: ہم نہیں جانتے۔ ہم نے جو کچھ اللہ کی کتاب میں پایا، ہم نے صرف اسی کی پیروی کی۔'' (سنن ابوداؤد)

ایک اور روایت مقدام ابن معدیکرب سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں خبردار کیا:

آلَااِنِّیْ اُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ (سنن ابی داؤد)

''خبردار رہو! میں قرآن اور اسی کی طرح کی (چیز یعنی حدیث) دیا گیا ہوں، پھر بھی وہ وقت آرہا ہے جب ایک شخص مسند پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا اور کہے گا قرآن کے مطابق چلو، جو اس میں جائز ہے اسکو حلال جانو اور جو اس میں منع کیا گیا ہے اسکو حرام جانو۔'' (سنن ابوداؤد)

عمومی اعتراض نمبر 3

میں موسیقی کو وقت گذاری کے لیے سنتا/سنتی ہوں۔

جواب: سب سے پہلے تو یہ جان لینا چاہیے کہ ہم وقت گذاری نہیں کرتے بلکہ یہ وقت ہے جو ہمیں گذارتا ہے۔ ہر سانس، ہر لمحہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے......ہم اپنی آخری منزل، اپنے مرقد اور اپنی موت سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں۔

وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی

اور یہ کہ تیرے رب ہی کی طرف ہے(ہر چیز) کا لوٹنا(سورۃ النجم۔آیت 41)

رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ جب ہم وقت ضائع کرتے ہیں تو کتنا خسارہ کرتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیهِمَا کَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ: اَلصِّحَۃُ وَالْفَرَاغ (صحیح بخاری)

''دو طرح کی نعمتیں ہیں جو لوگ ضائع کرتے ہیں۔صحت اور وقت(فارغ البالی)''

(صحیح البخاری)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک دن ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے وقت کے بارے میں جواب دہ ہوں گے کہ آیا وقت گزاری کی یا معقول و سنجیدہ طریقے سے وقت کا استعمال کیا۔

رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَکَ قَبْلَ هِرَمِکَ، وَصِحَّتَکَ قَبْلَ سَقَمِکَ، وَغِنَائَکَ قَبْلَ فَقْرِکَ، وَفَرَاغَکَ قَبْلَ شُغْلِکَ، وَحَیَاتَکَ قَبْلَ مَوْتِکَ (مستدرک الحاکم 7927)

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

جوانی کو بڑھاپے سے پہلے،

صحت کو بیماری سے پہلے،

اچھے معاشی حالات کو غربت سے پہلے،

فارغ وقت کو مصروفیت سے پہلے، اور

زندگی کو موت سے پہلے

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا:

لَا تَزُوْلُ قَدَمَاعَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُسْئَالَ عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ وَعَنْ عِلْمِہٖ فِیْمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَعَنْ جِسْمِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ (ترمذی . ھٰذا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ)

''روز قیامت کسی شخص کو اپنے دونوں قدم ہٹانے کی اجازت نہ ہوگی جب تک کہ اُس سے اِن باتوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے:

- ... اُس نے اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری؟
- ...اُس نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا؟
- ...اُس نے نوکری یا جاب کرتے ہوئے پیسہ کس طرح کمایا (یعنی حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے) اور کہاں پر خرچ کیا ......اور
- ...اُس نے اپنے جسم کو کن کاموں میں استعمال کیا؟

(ترمذی)

ایک نومسلم Charles Le Gai Eaton جو برطانوی ڈپلومیٹ بھی تھے، اپنی کتاب ''اسلام اور آدمی کی تقدیر انسانی'' (Islam and the Destiny of Man) میں وقت کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اسی لیے وقت کی قدر کی شدید ضرورت ہے۔(جس کے بارے میں قرآن پاک مطلع کرتا رہتا ہے) اس کے مقابلے میں وقت گذاری معقولیت کے خلاف بات ہے۔ وہ قیمتی تھوڑا سا وقت جو اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے، اسکو ضائع کرنا مسلمانوں کے نزدیک ایک غیر معقول رویہ ہے۔قرآن میں بیانِ الٰہی ہے کہ ایک درخواست، جو خاسرین، جنکے لئے رسوائی مقدر ہو چکی ہوگی، کریں گے کہ اگر انہیں دنیا کی زندگی میں کچھ دیر کے لیے واپس بھیج دیا جائے بصرف ایک دن کی زندگی، تاکہ اس میں وہ کوئی نیکی کماسکیں، وقت کو صحیح استعمال کرسکیں۔ یہ ان

کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر ایک خزانہ ہوگا جو وہ اس دنیا میں خواہش کر سکتے تھے۔

Eaton, Charles Le Gai (1985). Islam and the Destiny of Man. New York, The Islamic Texts Society.

اسلام ایسے لوگوں کی ہمت افزائی نہیں کرتا جو بے معنی مصروفیات میں مگن ہوں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں وقت گذاری کے لیے موسیقی سنتا یا سنتی ہوں، دراصل یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ اپنی اخلاقی اقدار کو ضائع کر رہا ہے اور کر رہی ہے۔ جو سب سے بڑا خسارہ ہے۔

دو لڑکیوں کا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین کو گانا سنانا ......:

اعتراض: ......دو واقعات جن سے موسیقی کے جائز ہونے کی دلیل لی گئی ہے، وہ رسول اکرمؐ کے زمانے سے لیے گئے ہیں۔ ایک میں یہ بیان کہ دو بچیاں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کو گانا سنا رہی تھیں، اور دوسرا واقعہ جس میں حبشہ کے کچھ لوگ مسجد نبویؐ میں کچھ کھیل تماشا کر رہے تھے اور آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو یہ کھیل دکھایا۔ ان دو واقعات کو موسیقی کے حلال ہونے پر دلیل بنایا گیا ہے۔

جواب:

جو لوگ موسیقی کو حلال ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ حضرت بی بی عائشہؓ کی حدیث مبارکہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ أَبُوبَكْرٍ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الاَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ أَمَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَابَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَهٰذَا عِيدُنَا. (صحيح البخاری، كتاب العيدين)

حضرت عائشہ ؓ زوجہ محترمہ روایت فرماتی ہیں، ایک دفعہ نبی اکرم محمد ﷺ گھر تشریف لائے، اس وقت دو بچیاں میرے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ غزوہ بدر کے بارے میں کچھ گا رہی تھیں اگرچہ وہ پیشہ ور گلوکارائیں نہ تھیں۔ حضرت محمد ؐ بستر پر تشریف فرما ہو گئے اور چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر کر لیٹے رہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ تشریف لائے اور مجھے ڈانٹا اور کہا یہ موسیقی شیطان کا ہتھیار اور وہ بھی محمد ﷺ کے سامنے! رسول اللہ ﷺ ان کی طرف مڑے اور فرمایا: ان کو چھوڑ دو۔ جب ابو بکر صدیق ؓ دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے تو میں نے بچیوں کو جانے کو کہا اور وہ چلی گئیں۔ وہ عید کا دن تھا۔ (صحیح البخاری)

1 ......یہ روایت موسیقی کے جائز ہونے کے حق میں اکثر استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے الفاظ عربی میں یوں ہیں: عِنْدِیْ جَارِیَتَانِ مُغَنِّیَانِ

ترجمہ: دو بچیاں تھیں، جو گا رہی تھیں۔

علامہ عینی اپنی کتاب "عمدۃ القاری" میں جاریۃ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عورتوں میں جاریۃ اس چھوٹی عمر کی بچی کو کہتے ہیں جو ابھی سن بلوغت کو نہ پہنچی ہو۔ جس طرح غلام اس چھوٹی عمر کے لڑکے کو کہا جاتا ہے۔ جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

Abdul Ghaffar (Jan 2003). Islam aur Mosiqee.Meesaq, Lahore

اس طرح کی گلوکاری کا کوئی موازنہ آجکل کی اس گلوکاری سے نہیں ہے جس میں بالغ اور پرکشش لڑکیاں اور عورتیں ملوث ہوں۔ درحقیقت اسلام میں مخلوط محفلیں اور ان میں گانا بجانا، چاہے وہ شادی بیاہ یا عید پر ہی کیوں نہ ہو، کی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

2......اس روایت میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا گانے بجانے کو ناپسند فرمانا ضرور اس بات کا مظہر ہے کہ انہوں نے موسیقی کے حرام ہونے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہو گا اور یہ کہ موسیقی ہر حال میں منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ عید کے موقع پر یہ جائز ہے (مشروط و محدود طریقے پر)۔

3.....اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی خوشی یا رضامندی کا اظہار نہیں فرمایا، اس لیے انہوں نے خود اِس میں حصہ نہ لیا اور رُخِ مبارک پھیر کر لیٹ رہے۔ اگر وہؐ راضی ہوتے تو ضرور شمولیت فرماتے۔ سننے اور سنائی دینے میں واضح فرق ہے۔ (تفسیر روح المعانی (جلد: 21)

اس روایتِ عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں امام بغویؒ فرماتے ہیں:

''جو شاعرانہ سطور وہ بچیاں اَلاپ رہی تھیں۔ (البخاری کی حدیث میں) وہ غزوہ بدر کی جنگ اور بہادری کی داستان اور جہاد کی ہمت افزائی کے بارے میں تھیں۔ وگرنہ ایسا شاعرانہ مواد جس میں شہوت، شیطانیت اور حرام باتوں کی ہمت افزائی ہو، گانے کے طور پر الاپنا منع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بچیوں کے گانے میں ایسا مواد ہوتا تو آپؐ ضرور منع فرماتے۔ (شرح السنۃ)

4.....حضرت عائشہؓ ام المومنین خود موسیقی کو حرام مانتی تھیں، تبھی انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ وہ لَیْسَتَا بِمُغَنِّیَتَانِ کہ وہ پیشہ ور گلوکارائیں نہ تھیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اِس روایت سے صوفی حضرات کے ایک گروپ نے گلوکاری اور سماع کو حلال ہونے کی دلیل بنایا ہے۔ گو کہ حضرت بی بی عائشہؓ کی وضاحت ان دو بچیوں کے بارے میں کہ وہ پیشہ ور نہ تھیں، اس جواز کو رَد کرنے میں کافی ہے اور اس طرح اگر کوئی گمان تھا بھی تو وہ بھی دور کر دیا۔ (فتح الباری جلد: 2)

یہی نہیں بلکہ کچھ علماء نے اِس حدیث عائشہؓ کو، جو صحیح البخاری میں مروی ہے، موسیقی اور گانے بجانے کے خلاف ایک ثبوت اور اتفاق رائے کی دلیل بنایا ہے۔ مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

کچھ لوگوں نے اس روایت کو (دو بچیوں والی) موسیقی کے جائز ہونے کا جواز بنایا ہے جبکہ حق یہ ہے کہ یہ گانے بجانے کے خلاف ایک دلیل ہے۔ سوائے عید کے موقع کے، اس روایت سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت کی جا سکتی ہے، وہ عید پر گانے کی اجازت کا ہونا ہے وگرنہ موسیقی حرام ہی ہے اور شیطان کے ہتھیاروں میں سے ہے۔ (شرح السفر السعادۃ)

شیخ عبدالحق جس موسیقی کو حرام فرما رہے ہیں، وہ ایسا گانا بجانا ہے جو آلاتِ موسیقی کے

ساتھ ہو یا لغومواد رکھتی ہو۔

کچھ لوگ حبشہ کے لوگوں والی روایت کو جو کہ امام بخاریؒ سے مروی ہے، موسیقی کے حلال ہونے کی دلیل بناتے ہیں، جبکہ وہ یہ نہیں وضاحت دیتے کہ یہ حدیث صحیح البخاری میں ''باب الحرب ویوم العید۔'' کے تحت آتی ہے۔ وہ حبشی تیروں سے کھیل رہے تھے نہ کہ آلات موسیقی سے اور دونوں میں نمایاں فرق واضح ہے۔

اسلام کے نام پر Pop culture:

دعویٰ / مسئلہ:

ہم اسلامی موسیقی کو اسلام پھیلانے کے پُرعظمت کام میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اسلامی پوپ میوزک سکون ومحبت کے پیغام کے پھیلانے کا ایک اچھا اور موثر ذریعہ بن سکتا ہے۔ مسلم فن کار تو اپنے گانوں میں نیک مقاصد اور اچھے خیالات کا اظہار کر کے ایک مثبت نتیجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جواب:

آج کل معاشرے کا رجحان ایک نئے طرز کے فن کاروں (Nasheed Artists) نشید آرٹسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جو درحقیقت وہ لوگ ہیں جو اسلامی کانفرنسوں اور کنونشنز میں جاتے ہیں اور حاضرین کی تفریح کا سامان کرتے ہیں۔ اس طرح سے چندہ بھی اکٹھا کیا جاتا ہے، ۔اس کو جائز قرار دینے کی کوشش میں یہ نشید فن کار آلات موسیقی بھی استعمال کرتے ہیں۔ اسلامی گانوں میں آلات موسیقی کی آواز منہ سے پیدا کرنے کا فن بھی استعمال کیا جاتا ہے، یہ محض ایک دھوکہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وہ (سمجھتے ہیں) کہ وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دے رہے ہیں جبکہ وہ اپنی جانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اسکا شعور نہیں رکھتے۔'' (البقرۃ۔9:)

ایک برطانوی صحافی خاتون ایوان رڈلے (Yvonne Ridley) جن کو افغانستان

میں طالبان نے 2001ء میں 11 دن کے لیے حبس بے جا (hostage) میں رکھا جبکہ وہ برطانوی اخبار Daily Express کے لیے کام کر رہی تھیں۔ اُس قید کے دوران اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھا گیا اور انھوں نے وعدہ کیا کہ اپنی رہائی کے بعد وہ قرآن پاک کا مطالعہ کریں گی۔ 2003ء میں انھوں نے (مطالعہ کے بعد) اسلام قبول کرلیا۔ اپنے ایک مضمون میں ''اسلام کے نام پر معاشرے میں بڑھتا ہوا پاپ کلچر'' میں لکھتی ہیں:

''تاریخ میں مشہور علماء نے اکثر یہ رائے دی ہے کہ موسیقی حرام ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے صحابہ کرامؓ اجمعین کے بارے میں کبھی یہ پڑھا ہو کہ انھوں نے کبھی موسیقی سنی ہو۔ مجھے غلط نہ سمجھیں، میں تفریح کے حق میں ضرور ہوں مگر ایک باوقار انداز میں جو اپنے ماحول کو مدنظر رکھے۔

Ridley, Yvonne (April 24, 2006) Pop Culture in the Name of Islam. (www.dailymuslims.com)

ایک ایسے ہی ''اسلامی'' میوزیکل کانسرٹ کے موقع پر جو لندن میں مصری گلوکار سمیع یوسف نے منعقد کیا تھا، Yvonne مزید لکھتی ہیں:

''کچھ دن پہلے سنٹرل لندن میں ایک موسیقی کی محفل میں عورتیں بے قابو ہوگئیں اور یہ چھوٹی کم عقل بچیاں نہیں تھیں بلکہ 20، 30 اور 40 سال والیاں تھیں، جو چیخ رہی تھیں۔ شور مچا رہی تھیں۔ ناچ اور جھوم رہی تھیں۔ یہاں تک کہ سیکورٹی والے بھی ہکے بکے تھے کہ کس طرح سکارف پوش لڑکیوں کو کرسیوں کے اوپر کھڑے ہونے سے منع کریں۔ سٹیج پر موجود لوگ تو اسی بات کی ہمت افزائی کر رہے تھے کہ وہ خواتین اٹھیں اور گانے میں حصہ لیں۔ یہ حالت ایک طرح کی ہسٹریا ہے جو امریکہ میں بھی چھایا ہوا ہے۔ اگر یہ بحر اٹلانٹک کے دونوں طرف پایا جا رہا ہے تو تمام کرہ ارض میں پھیل رہا ہوگا اور لوگوں کو زہر آلود کر رہا ہوگا۔ اس طرح کے گروپس میں ''اسلامی بوائے بینڈز''، ''786'' اور ''مکہ ٹو مدینہ'' شامل ہیں جن کا مقصد بس عورت کو نمایاں کرنا ہے، جیسے American Idol۔ یا X-Factor وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یقیناً اسلامی مواقع پر تفریح سے

زیادہ سنجیدگی، طمانیت اور پرضبط روش کا اظہار ہونا چاہیے۔"

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے بہت سے مسلم فنکار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ موسیقی کے ذریعے اسلام کے اعلیٰ مقصد کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ مثبت کاموں کے لیے منفی انداز اختیار کیا جائے۔ موسیقی، نیکی پھیلانے کا وسیلہ نہیں ہے۔ یہ نظریہ عیسائیوں کے طریقہ کی طرح ہے، جہاں جذبات و خیالات و نظریات کا سہارا لیا جاتا ہے، جہاں وہ مائل و قائل کر دینے کے لیے منطقی دلائل نہیں پیش کر سکتے۔ عیسائیوں کے اس طریقہ نے لوگوں کو ان سے پھیر دیا۔ ہمیں ان سے مختلف انجام کی امید نہ ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کا اعتبار اِس قسم کے "محبت و امن کے پیغام کی موسیقی" سے اُٹھ چکا ہے کیونکہ زندگی کے اصل مسائل کا حل ان گانوں میں نہیں۔

آجکل کے حالات میں موسیقی، معصوم مسلمان ملکوں پر حملے کرنے سے کس طرح مغرب کو باز رکھ سکتی ہے؟ موسیقی کس طرح فلسطین اور لبنان کی معصوم عورتوں اور بچوں کا خون بہانے سے روکے گی؟ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ظلم و تشدد معجزاتی طور پر امن و چین میں بدل جائے؟ صرف میوزک کی وجہ سے؟ ہمیں اخلاق اور سچائی کے ساتھ اپنے آپ کو اس دھوکہ سے بچانا چاہیے کہ "امن و چین کا پیغام میوزک"۔ کیا آج تک موسیقی سے ایسا کوئی صالح مقصد پورا ہوا ہے؟ نہیں بلکہ اسلامی تاریخ میں موسیقی نے امن و چین کو فروغ دینے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ بس اگر کچھ ہوا ہے تو صرف یہ کہ اس نے مسلم نوجوانوں کو برباد کر دیا۔

موسیقی کے بارے میں امام شافعیؒ کی یہ مشہور روایت وضاحت کرتی ہے کہ موسیقی کو اعلیٰ مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا:

"میں بغداد گیا اور میں نے ایک چیز دیکھی، جسے زندقہ نے ایجاد کیا ہے اور یہ تغبیر کہلاتی ہے۔ اس سے یہ لوگوں کو قرآن سے منحرف کرتے تھے۔"

ابن قیم الجوزیہ، اغاثة اللهفان، دار البیان 1993ء (عربی)

تغبیر ایک رواج تھا جو بغداد کے رہنے والوں نے بنا رکھا تھا۔ جس میں لوگ اکٹھے

ہوتے اور ایک گانے والا ایسے اشعار گاتا، جن میں آخرت کی زندگی کی اہمیت اور اس دنیا سے نفرت کا اظہار کیا جاتا۔ اِس موسیقی میں آلاتِ موسیقی بھی استعمال کئے جاتے۔ امام شافعیؒ اُن لوگوں کے اِس عمل کو زندقہ (کفر) کہتے ہیں حالانکہ اس گانے بجانے میں تقویٰ اور نیکی کا مواد ہوتا۔ اسلام نے اس سلسلے میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی۔ اس مسلئے پر گفتگو کرتے ہوئے محمد تقی عثمانی، مشہور عالم اسلام اور پاکستان اسلامی شریعت کورٹ کے سابق جج اپنی کتاب "اصلاحِ معاشرہ" میں لکھتے ہیں:

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی زمانہ اور علاقہ کے لوگوں کو موسیقی کے ذریعے اسلام کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے تو کیا قرآن کو گٹار یا پیانو کے ساتھ گا کر پیش کیا جاسکتا ہے تا کہ اسلام کی تبلیغ کی جاسکے؟ اگر یہ ممکن ہوتا کہ کسی علاقہ کے لوگ رسولؐ خدا کی تصویر دیکھ کر اسلام قبول کرلیتے تو کیا مسلمان (نعوذ باللہ) آپؐ کی ایک خیالی تصویر چھاپنے پر رضا مند ہوتے؟ اگر کچھ لوگ صرف اس لیے اسلام قبول کرتے کہ مسلمان عورتوں کے ناچ گانے سے متاثر ہوتے تو کیا مسلمان عورتوں کا گروپ تبلیغ اسلام کے اس طریقے کے لیے بھیجا جاسکتا تھا؟ یہ کس قسم کا خیال اور رویہ ہے کہ جب بھی خباثت بکثرت وعام ہوجائیں تو لوگ نہ صرف اسکو جائز قرار دے دیتے ہیں بلکہ اشاعت وتبلیغ اسلام کے لیے اسکو ذریعہ بنانا نا قابل احتراز سمجھتے ہیں۔

رسول خدا ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ اجمعین کے دور میں غیر مسلم، موسیقی اور دوسری بہت سی تفریحات کے دلدادہ تھے۔ اور یہ بہت ممکن تھا کہ اِس طرح کے طریقے اشاعت وتبلیغ اسلام کیلئے اختیار کئے جاتے مگر صحابہ رسولؐ نے لوگوں کو ڈراموں اور کھیل تماشوں سے محظوظ کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ان کے دلوں کو اپنے مثالی کرداروں سے جیتا۔ اور یہی وجہ تھی کہ دنیا میں توحید کا جھنڈا چار دانگ عالم میں لہرایا، آج اگر ہم اسلامی اشاعت وتبلیغ کا پیغام دینے کے لیے اپنے اطوار وعادات کو بدلنے پر تیار نہیں، اپنے غیر اسلامی رسم ورواج کو چھوڑ نہیں سکتے اور اسلام کا پیغام دینے کیلئے صرف ڈرامہ اور فلم ہی ایک طریقہ رہ گیا ہے تو پھر صرف شیطان ہی اس کا موجد ہوسکتا ہے۔"

(مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاح معاشرہ 1998ء کراچی مکتبہ دارالعلوم)

اسلامی تصوف اور موسیقی:

دعویٰ: زیادہ تر صوفیائے کرام اسلامی موسیقی کے گانے اور سننے کو جائز قرار دیتے ہیں، لہٰذا ہم موسیقی سن سکتے ہیں۔

جواب:

نہیں! یہ سچ نہیں ہے۔ اسلامی تصوف اور روحانیت کے بانی حضرات، درحقیقت موسیقی کے خلاف ایک حتمی رائے رکھتے تھے۔ تزکیہ قلوب کے ماہرین ہونے کے ناطے صوفی علماء موسیقی کے انسان کی روح پر تباہ کن اثرات کے بارے میں خوب واقف تھے۔ صرف ایسے مٹھی بھر صوفیائے کرام تو بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے تھے جو اسلامی گانا بجانا بغیر آلات موسیقی کی شرائط کیساتھ، کو جائز قرار دیتے تھے۔ ایسے لوگ بہت کم تھے۔ جبکہ تمام بڑے صوفی علماء موسیقی کو حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ حسن البصری، تزکیہ قلب / نفس کے ایک ماہر اور جلیل القدر معلم نے آلات موسیقی کے بارے میں زمایا: "دف کا مسلمانوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے طلباء اُن کو پھاڑ دیا کرتے تھے۔"

حارث ابن اسد المحاسبی، اسلامی روحانیت کے قائد اپنی تصوف و روحانیت پر بنیادی کتاب "رسالۃ المستر شدین" میں موسیقی کے بارے میں اپنا نظریہ لکھتے ہیں کہ "موسیقی اور گانا ہم پر اس طرح حرام ہے جیسے مردہ جانور کا گوشت"۔

شیخ جنید البغدادی "تصوف کی ایک ثقہ شخصیت موسیقی کے بارے میں کہتے ہیں "اگر تم دیکھو کہ ایک مرید سماع کی اجازت مانگ رہا ہے تو جان لو کہ ابھی اس کی روح بیمار ہے۔

ایک مشہور صوفی عالم شیخ شہاب الدین سہروردی، جنہوں نے سہروردی نظریہ تصوف کی بنیاد رکھی، نے ایک کتاب لکھی: "عوارف المعارف" جو تزکیہ نفس کے موضوع پر ایک جامع، دقیق اور مایہ ناز تصنیف ہے۔ اپنی اس کتاب میں بیان فرماتے ہیں:

"جب لوگ سماع میں مشغول ہو جاتے ہیں تو وہ اپنا بہت سا وقت ضائع کرتے ہیں، عبادات میں لذت کم ہو جاتی ہے۔ ان کو سماع کی محفلوں میں جانے کی ایک عادت ہو جاتی ہے

۔ان گلوکاروں سے لطف اٹھانے کے لیے یہ ایسی زیادہ سے زیادہ محفلوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک ایسی محفلیں حرام اور ممنوع ہیں۔

ایک اور عالم تصوف، شیخ امام العارفین ابو علی روہاذی سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جو آلات موسیقی سے محظوظ ہوتا ہے، اور دعویٰ کرتا ہے کہ میرا یہ عمل حلال ہے کیونکہ میں روحانیت کے اس درجے پر ہوں جہاں مجھ پر مختلف حالات کا اثر نہیں ہوتا...... شیخ صاحب نے فرمایا۔ہاں وہ شخص اس درجے پر پہنچ گیا ہے مگر کہاں؟ جہنم میں!

شیخ احمد سرہندی فاروقی (مجدد الف ثانی) ایک عظیم مجدد اسلام جو برصغیر پاک و ہند میں دوسری صدی ہجری میں اسلام کی تجدید اور قیام کے بانی ہوئے، مغل بادشاہ اکبر اور اسکی غیر اسلامی حکومت کے دور میں اپنی مشہور تصنیف ''مکتوبات'' میں رسالہ نمبر 266 میں جو لکھتے ہیں، وہ موسیقی اور گانے کے تابوت میں آخری میخ ہے۔

مذہبی موسیقی، ناچ اور گانا دراصل لغویات اور لھو لعب ہے' موسیقی اور سماع کے حرام ہونے کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اقوال علماء و فقہاء موجود ہیں، جو شمار نہیں کی جاسکتیں۔اس کے باوجود اگر کوئی موسیقی کے حلال ہونے کے حق میں کسی منسوخ روایت یا غیر معتمد قول کو دلیل بنا کر لائے تو اسکا دعویٰ رد کر دیا جائے گا کیونکہ کسی اسلامی فقیہ نے اسلام کی تاریخ میں کبھی بھی موسیقی، ناچ اور گانے کے حق میں فتویٰ نہیں دیا۔ہمارے وقت کے کچھ غیر معقول/سنجیدہ صوفیاء نے اپنے اساتذہ کے اعمال کو ایک بہانہ بنا کر موسیقی اور گانے بجانے کو دین کا درجہ دے رکھا ہے۔اور اسکو عبادت گردانتے ہیں۔قرآن مجید ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے۔''وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنالیا ہے......''سورہ اعراف: آیت 51

الحمدللہ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایسے ایسے روحانی اساتذہ سے نوازا کہ جو نہ تو خود ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوئے، نہ ہی اپنے پیروکاروں کو ہونے دیا۔''

شیخ نوح حم کیلر (Sheikh Nuh Ha Mim Keller) ایک مشہور و معروف زمانہ جدید کے صوفی عالم، جو پہلے عیسائی تھے اور پھر 1977ء میں جامعۃ الازہر قاہرہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر حدیث کا مطالعہ کیا، شافعیؒ اور حنفی فقہی مسلک کے اصول فقہ اور عقیدہ کی

تعلیمات حاصل کیں۔شام اور اردن میں جہاں وہ 1980 سے رہ رہے ہیں۔وہ موسیقی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اگر انسان میں تقویٰ اور ایمان موجود ہے تو پھر یہ فیصلہ واضح ہے کہ بنیادی بات آلات موسیقی کے لیے یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔یہ احادیث سے واضح ہے اور وہ صحیح احادیث ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور انہوں نے ہمارے فائدے کے لیے فرمایا......اگر تم اپنی روح کو زہر آلود کرنا چاہتے ہو تو موسیقی سنو۔''

علماءاسلام کے اِن زریں اقوال کے بعد یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ صوفیاء کے نزدیک جو ماہرین حدیث بھی تھے۔موسیقی حرام ہے۔

موسیقی اور اسلامی عبادات:

مسئلہ:......موسیقی یا گانا اللہ تعالیٰ سے محبت کے اظہار کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔مذہبی موسیقی ہمیں اعلیٰ روحانی سطح تک بلند کرسکتی ہے۔اسی وجہ سے کچھ صوفی علماء نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے۔

جواب:......ہندو مت،عیسائیت،سکھ اور دوسرے مذاہب میں موسیقی ان کی عبادات کا ایک حصہ بن چکی ہے جبکہ اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اس سلسلے میں شیخ سرہندیؒ نے کچھ نقلی صوفی اصحاب پر تنقید کی ہے،ان کی سماع کی عادت کے بارے میں۔وہ لکھتے ہیں:

''آہ! اس جماعت صوفیاء میں بہت سے ایسے ہیں جو اپنی بے قراری واضطراب کا حل موسیقی کے سننے میں ڈھونڈتے ہیں اور اپنے محبوب (اللہ) کو گلوکار کے گانے میں تلاش کرتے ہیں۔اسی وجہ سے انہوں نے ناچ وگانے کو اپنا شعار بنالیا ہے۔اگرچہ انہوں نے ضرور رسولؐ خدا کی روایات سن رکھی ہوں گی۔''کسی بھی حرام چیز میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی۔''یہ طبرانی میں (مستند اسناد سے) ام سلمہؓ کی روایت ہے۔ اگر انہیں صلوٰۃ کی حقیقت کی ذراسی بھی معرفت ہوتی تو یہ اس موسیقی اور گانے بجانے کی طرف کبھی مائل نہ ہوتے۔مگر جب حق کی راہ نہ ملی

تو انہوں نے باطل راہ اختیار کر لی۔ اور میرے عزیز بھائیو! جس طرح نماز اور موسیقی میں فرق ہے، اسی طرح نمازوں سے حاصل شدہ اتمام وعروج کا فرق ہے بمقابلہ اس حالتِ پستی کے جو موسیقی کے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے۔''

مکتوبات۔ کتاب نمبر 1۔ رسالۃ 261 (241)

جن لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ موسیقی صرف اللہ تعالیٰ سے اظہار محبت کے لیے اختیار کرتے ہیں تو کیا یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے اظہار محبت الٰہی کا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے موسیقی کے ذریعے سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا تھا؟ نہیں! انہوں نے تلاوت قرآن، ذکر اللہ، انفاق، نفلی روزے، غریب ومسکین کو کھانا کھلانا، اور تہجد کی نماز جیسے اعمال وافعال اختیار کئے۔ اگر اِس سے کوئی بہتر طریقہ ہوتا تو صحابہ کرام اجمعینؓ ضرور اُسکو بھی اپناتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو موسیقی کی تباہ کاریوں کا علم تھا اسی لیے وہ اس سے دُور رہے۔

اسلامی محفلوں میں موسیقانہ تفریحات کے ذریعے چندہ اکٹھا کرنا:

اعتراض /دعویٰ:

''اسلامی موسیقی'' کو تبلیغ اسلام کے نیک مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ موسیقی اور گانے بجانے کے ذریعے سے تفریح مہیا کر کے مسلمان نوجوان پود اور عوام کو اسلامک کانفرنسوں میں اسلامی مقاصد کیلئے اور چندہ اکٹھا کرنے کے لیے کھینچ لایا جا سکتا ہے۔

جواب:......آجکل جب مغربی مما لک میں اسلامی محفلیں، کانفرنسیں اور کنونشنز منعقد کئے جاتے ہیں تو اُن میں تفریح کا سامان موسیقی کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ اِسی کشش میں چلے آتے ہیں۔ گوکہ کچھ خدا پرست لوگ علم کے حصول کے لیے شامل ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے گرانقدر علماء مدعو ہوتے ہیں جو اسلام کا مقدس علم ومعرفت لوگوں تک

پہنچاتے ہیں۔ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءِ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ (سنن ابی داؤد)

''علماء انبیاء کے وارث ہیں، جو اپنے پیچھے درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ علم کا روشہ چھوڑتے ہیں تو جو اس کو ترکہ میں حاصل کرلے اس نے خیر کثیر حاصل کی۔''

(سنن ابو داؤد اور سنن ابن ماجہ)

ہمیں انبیا کے ورثاء کا وقار قائم رکھنا چاہیے۔اور اسلامی کنونشنز کو گلوکاروں اور فنکاروں سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے تابعین کو واضح طور پر اُن لوگوں سے اجتناب کا حکم ہے جو مذہبی محفلوں میں موسیقی کو شامل کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو قرآن کے ذریعے سے تذکیر کا حکم ہے۔

''اور ان لوگوں سے احتراز کرو جو اپنے دین کو لھو و لعب بنا لیتے ہیں اور جو اس دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہیں مگر ان کو اس (قرآن مجید) سے یاد دہانی کرواؤ۔''

(سورۃ الانعام: آیت 70)

قرآن وسنت سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے لوگوں کو نماز اور حج کے مناسک کی تعلیم دی جبکہ اس کے بعد کی صدیوں میں لوگوں نے دین ابراہیمیؑ کی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا اور اس میں موسیقی کی آلودگی شامل کر دی اور جب کچھ ہزار سال کے بعد رسول اللہ محمد ﷺ کی اس علاقہ میں بعثت ہوئی، تب تک حج کے مناسک ایک تجارتی میلہ کی حیثیت اختیار کر چکے تھے اور طواف محض برہنہ حالت میں آدمی اور عورتوں کا تالیاں پیٹنا اور ناچنا اور سیٹیاں بجانا بن چکا تھا۔جیسا کہ سورۃ الانفال میں فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ صَلاَتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلاَّ مُكَاء وَتَصْدِيَةً ﴾
(سورۃ الانفال، آیت 35)

''ان کی نماز بیت اللہ کے نزدیک کچھ نہ تھی مگر تالیاں اور سیٹیاں''

گویا عبادت ایک تفریح بن چکی تھی۔ سیرۃ الرسولؐ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہا حضورؐ کی تفریح اُن کی اپنی فیملی میں تھی۔ مسلمانوں کو سنت رسولؐ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی تفریح اپنے اہل وعیال ہی میں ڈھونڈنی چاہیے۔ اپنے اہل خاندان کیساتھ طعام نوش کریں۔ بچوں کیساتھ کھیل کود میں شامل ہوں اور رشتہ داروں کے ساتھ پکنک منائیں۔ یہ اسلامی تفریحات ہیں۔ اِس دور کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ مسلمان لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ وقت نہیں گزارتے۔ گھر میں موجود ہونے کے باوجود زیادہ وقت ٹیلی وژن اور کمپیوٹر کی نذر ہو جاتا ہے۔ یہ وقت ان کے نزدیک بیوی بچوں کے ساتھ گذرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں زیادہ دلچسپ ہے۔ حقیقی تفریح تو اہل خانہ کے ساتھ ہے نہ کہ گھروں سے باہر جیسا کہ انہوں نے سوچ رکھا ہے۔ مغربی ممالک میں منعقد ہونے والی اسلامی کنونشنز (Islamic conventions / Islamic conferences) کو تفریح مہیا کرنے کا موقع نہیں بنانا چاہئے۔ مسلمانوں کو تدبر، سنجیدگی اور معقول رویہ کا اظہار کرنا چاہیے۔

دینِ اسلام کا اپنا ایک ممتاز مقام ہے۔ اس حیثیت سے اسلام جدت پسند اور سیکولر روشن خیالوں کے طور طریقوں کے ساتھ سمجھوتے کا قائل نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اکرمؐ اور مخلص مومنوں کو خبردار کر دیا ہے:

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ (سورۃالقلم، 9)

''وہ چاہتے ہیں کہ آپؐ دینی امور میں کچھ ڈھیلے پڑیں (مداہمت برتیں) تو وہ بھی کچھ ڈھیلے پڑیں۔''

اسلام واضح طور پر تبلیغِ اسلام کے لیے غیر اسلامی طریقوں کی سرزنش کرتا ہے۔ دین

میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک غلط راہ سے صحیح راستہ ممیّز ہے۔ ’’دین میں اکراہ نہیں۔ بے شک واضح کردی گئی ہدایت، گمراہی سے۔‘‘(سورۃالبقرۃ:256)

اسلام میں جائز تفریحات:

مسئلہ/بحث:

ہمیں اپنی زندگیوں میں کچھ تفریح چاہیے۔ ہم موسیقی کو اس لیے سنتے ہیں کہ یہ عام ترین ذریعہء تفریح ہے۔

جواب:......

آخری عذر مسلمانوں کے نزدیک موسیقی کو جائز ثابت کرنے کے لیے یہی رہ جاتا ہے کہ چونکہ ہمیں زندگیوں میں تفریح چاہیے اور موسیقی تفریح مہیا کرتی ہے۔ لہٰذا ہم موسیقی سنتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ موسیقی صرف تفریح ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ کجروی اور گندگی بھی شامل ہے جیسا کہ پچھلے ابواب میں بیان ہوتا رہا ہے۔ یہ اُسی طرح ہے جیسے شراب یا جوا تفریحات ہیں مگر اُن کے ساتھ بہت سے نقصانات وابستہ ہیں۔ ان کے نقصانات ان کے فوائد سے چونکہ زیادہ ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شراب اور جوئے کے متعلق بتایا گیا، اس لیے اسلام نے ان کو حرام قرار دے دیا۔ بہت سی ایسی تفریحات ہیں جو اسلام نے حرام قرار دے دیں مثلاً جوا، نشہ آوری، فحش رسائل کا مطالعہ، جانورں پر نشانہ بازی، مرغوں کی لڑائی، کتوں کی لڑائی۔ یہ سب تفریحات ہیں مگر اسلامی تعلیمات میں منع کردہ ہیں۔

اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے۔ جو ہماری زندگی کے تمام گوشوں اور ضروریات کو نظر میں رکھتا ہے۔ اِسی میں ہماری تفریحات اور تنوع پسندی بھی آجاتی ہے۔ یہ ہماری ضروریات اور خواہشات کی تسکین کے لیے ہمیں ایک قانونی ضابطہ مہیا کرتا ہے۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے فرمایا: ’’جس طرح جسم تھک جاتے ہیں اسی طرح دماغ بھی تھک جاتے ہیں تو ان کا علاج مزاح سے کرو۔‘‘

سنت میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہؓ کرام اجمعین طرح طرح کی جائز تفریحات میں حصہ

لیا کرتے تھے جیسے دوڑ، گھڑ سواری، کشتی، تیراندازی وغیرہ، ہلکی پھلکی مزاحیہ گفتگو، وغیرہ۔ اسلام میں وقت گذاری کی اجازت ہے مگر شرط صرف یہ ہے کہ اس میں حصہ لینے والوں کو اعصابی سکون، اور ورزش کے مواقع ملیں مگر اسلامی حدود پامال نہ ہونے پائیں مثلاً لباس، آدمیوں اور عورتوں کا اختلاط، جوا یا شرط بازی جیسے افعال۔

لہٰذا اسلام جائز تفریح کے خلاف نہیں مگر میوزک کے ساتھ گانا سننا اور میوزک جیسی تفریح کی اسلام میں اجازت نہیں۔

تفریحات

جائز/حلال تفریحات	ناجائز/حرام تفریحات
1......پیدل دوڑ، گھڑ سواری، کشتی، تیراکی، تیراندازی جیسے کھیل	1......جواء
2......اہل خانہ اور دوستوں کیساتھ وقت گزارنا اچھی اور مزاحیہ، ہلکی پھلکی گفتگو کرنا	2......شراب نوشی
3......اسلامی نظمیں سننا بغیر آلات موسیقی کے اور غیر مخلوط محفل میں	3......موسیقی اور گانے سننا موسیقی کے ساتھ
4......قرات قرآن کا سننا، قرآ حضرات سے	4......غلط اور فحش میڈیا، رسائل کا مطالعہ
5......بیوی بچوں کے ساتھ کھیل کود	5......ناچنا
6......اہل خانہ اور دوستوں کے ساتھ پکنک پر جانا اور فطرت سے محظوظ ہونا۔	6......ایسے سفاک کھیل تماشے جیسے جانوروں میں مرغ یا بٹیر کی لڑائی ریچھ اور کتے کی لڑائی
7......تیراکی، کشتی رانی، کوہ پیائی	

موسیقانہ تفریحات کے بغیر اسلامی محفلیں۔چند مثالیں:

اعتراض:

اب یہ بہت مشکل ہوگیا ہے کہ کوئی اسلامی محفل موسیقی کے بغیر ہو۔ہم بغیر موسیقی کے کس طرح مسلمان جوان پود کو اسلامی کنونشنز کی طرف مائل کرسکتے ہیں۔موسیقی ایک بڑی مضبوط طاقت ہے اور ہم اندیشہ رکھتے ہیں کہ اگر اسلامی محفلوں میں موسیقی شامل نہ کی گئی تو یہ موثر نہ ثابت ہوں گی۔

جواب:

یہ بالکل ممکن ہے کہ اسلامی محفلیں بغیر موسیقی کے منعقد کی جائیں بلکہ ایسی محفلیں اپنے حاضرین وسامعین پر زیادہ اثر رکھتی ہیں۔کچھ ایسی محفلوں کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1 ......ہر سال لاکھوں مسلمان مکہ مکرمہ کی طرف حج اور عمرہ کی نیت سے سفر کرتے ہیں۔اور مسجد نبویؐ کی زیارت کے لیے مدینہ روانہ ہوتے ہیں۔بیت اللہ جاکر مناسک ادا کرتے ہیں۔عرفات کے میدان میں غروب آفتاب تک عبادات میں مصروف ہوتے ہیں۔رب العزت کی تقدیس وتسبیح بیان کرتے ہیں۔اور مغفرت کی بھیک مانگتے ہیں۔سفر کی صعوبتوں، گرمی کی شدت اور جمِ غفیر کی سختیوں کے باوجود حج اور عمرہ کا یہ روحانی سفر ایسا حیات آفرین اور روح کے لیے ایسا پرسکون اور طمانیت بخشش ہوتا ہے کہ لوگ اپنے اپنے ملکوں کو واپس لوٹتے ہیں تو ایک روحانی انقلاب لیے ہوئے۔اِس سالانہ اسلامی کنونشن میں، جو حج کی شکل میں تمام عالم اسلام کے لیے ہوتا ہے، 20 لاکھ سے زیادہ مسلمان حاضر ہوتے ہیں اور اخلاص دل کے ساتھ توبہ اور عہد کی پابندی کے عزم کیساتھ لوٹتے ہیں۔

2 ......اسی طرح جو لوگ رمضان کے مہینہ میں عمرہ کے دوران 27 ویں شب کو لیلۃ القدر کی فضیلت بھری رات کو بیت اللہ شریف میں اکٹھے ہوتے ہیں، ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے۔یہ وہ محفلیں ہیں جہاں مسلمان تفریح کی نیت سے اکٹھے نہیں ہوتے۔یہاں اخلاص اور یکسوئی کی نیت ہوتی ہے اور مسلمانوں پر انکساری اور تواضع کی حالت طاری

ہوتی ہے۔تیس چالیس سال پہلے فریضہ حج کے عازمین ادھیڑ عمر اور سن رسیدہ ہوتے تھے تا کہ اپنے وصال سے پہلے فریضۂ حج ادا کر جائیں مگر اب مختلف حالات ہیں۔عازمین حج جواں عمر ہیں۔اور اُس عمر کے لوگ ہیں جب موسیقی اور تفریح کا تقاضا طبیعت میں عروج پر ہوتا ہے۔اور دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ بہت احترام اور وقار کے ساتھ اور یکسوئی اور اخلاص نیت کے ساتھ عمرہ اور حج جیسی محفلوں میں شامل ہوتے ہیں۔اور پھر نتیجتاً ان محفلوں سے روحانی قوت وعزم حاصل کر کے لوٹتے ہیں۔

3 ......حج اور عمرہ کے علاوہ ایک تیسری اسلامی محفل مسلمانوں کے لیے ہفتہ وار باجماعت نماز کا موقع یعنی جمعہ کا دن ہے جس میں ابتداء امام صاحب کے خطبہ سے ہوتی ہے۔اس کرہ ارض پر، ہر جامع مسجد میں جمعہ کا یہ باجماعت انتظام ایک اسلامی کنونشن ہی ہے۔اور اس میں کوئی تفریحی دورانیہ نہیں ہوتا۔اس کے باوجود مسلمان جوان، بوڑھے، بچے اس جماعت میں حاضری دیتے ہیں۔جمعہ کی اس ہفتہ وار محفل میں کوئی موسیقی کا دور یا تفریح مہیا نہیں کی جاتی جیسے چرچ/ کلیسا میں ہوتا ہے۔اس کے باوجود مسلمان اس ایمان پر در محفل کو ہر صورت حاصل کرنا چاہتے ہیں چاہے وہ پانچ وقتی صلوٰۃ کے پابند ہوں یا نہ ہوں۔

اسلام کا طریقہ، برائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دو!

(Approach of Islam is to nip the evil in the bud)

اسلام، انسانی فطرت کے عین مطابق ایک دین ہے۔معاشرے میں برائی اور گناہ کو ختم کرنے کا طریقہ اسلام کی رو سے پیش بندی کا طریقہ ہے کہ برائی کو سر اٹھانے سے پہلے ہی دبا دیا جائے۔مثلاً تقریباً تمام قدیم مذاہب میں حتٰی کہ عیسائیت اور یہودیت میں بھی اَبْ (باپ) اللہ کے ناموں میں سے ایک نام تھا۔لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس نام کی تنسیخ کر دی تا کہ شرک کے راستے کا سدباب کر دیا جائے جیسا کہ عیسائیت میں ہوا۔عیسائی پادریوں نے اسی نسبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسٰیؑ کو خدا کا بیٹا بنا ڈالا۔یہی حال جوئے کا ہوا جو کہ آج

چرچ کے اندر ''بنگو'' (Bingo) کے نام سے رائج ہے۔موسیقی کا بھی یہی معاملہ ہوا۔سوائے اسلام کے آج دنیا کے ہر مذہب میں موسیقی داخل ہے۔

شروع شروع میں مذاہب کے نام پر کلاسیکی طرز پر پیش کی ہوئی موسیقی بے ضرر معلوم ہوئی مگر آج جبکہ مذہب کا لبادہ چاک ہو گیا ہے تو راک (Rock) موسیقی نے جنم لے لیا۔ اگر موسیقی کا کوئی ذرہ بھر فائدہ ہے تو اس کا نقصان اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔قرآن پاک نے اِس معاملے میں حکم دے دیا ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۔

(اے محمد ﷺ) یہ آپؐ سے سوال کرتے ہیں نشہ آور چیز اور جوئے کے بارے میں۔

قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا

(سورۃ البقرۃ 219)

''کہہ دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فوائد لوگوں کے لیے اور ان دونوں کا گناہ زیادہ ہے ان کے نفع سے۔(مقابلے میں)

اس آیت میں تمام نشہ آور اشیاء کا حاطہ کیا گیا ہے جیسے منشیات،شراب، جواء،موسیقی ،ٹی وی،کمپیوٹر پر chatting ،وغیرہ۔اسلامی پیش بندی برائی کے سدباب سے متعلق قرآن پاک میں بہت سے احکامات ملتے ہیں۔مثلاً زنا کے حدود کے نزدیک بھی نہ پھٹکو (سورۃ الاسراء۔32) اور اسکے علاوہ قرآن پاک میں سورۃ الانعام میں آیت نمبر 51 میں حکم الٰہی ہے کہ فحش کے ظاہر و باطن کے نزدیک بھی مت جاؤ۔جدت پسند اسلامی مفکرین اس بات کو سوچیں کہ اگر حرام اشیاء کو حلال قرار دینے لگیں تو اسکی انتہا کیا ہوگی۔دوسرے مذاہب میں اس قسم کی افراط وتفریط کے زہریلے انجام ہمارے سامنے ہی ہیں۔عیسائیت نے اپنی کوتاہ اندیشی کا مظاہرہ اپنے مذہب میں موسیقی اور جواء کی اجازت دے کر کیا۔آج کلیسا کے اندر ناچ گانا ہو رہا ہے۔مذہب کے نام پر،ہندو مندروں میں بھی اسی قسم کا مذہبی راگ الاپا جا رہا ہے۔اور یہ بات پڑھنے والے کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ دنیا کے بعض نامور فن

کار /موسیقار موسیقی کی دنیا میں مذہب کے راستے سے داخل ہوئے۔ ام کلثوم، ایک مصری کلاسیکی گلوکارہ، اپنے بچپن میں اپنے والد کے ہمراہ مذہبی گانے گایا کرتی تھی۔ اور بعد میں وہ ملکہ ترنم قرار پائی۔ Elvis Presley(ایلوس پریسلے) بھی پہلے چرچ میں مذہبی گانے (Gospel) سنتا تھا۔ بعد میں وہ راک اینڈ رول اور پوپ موسیقی کا بادشاہ کہلایا۔

اسلام جانتا ہے کہ اگر انسان کو معاشرے میں شیطانیت کے حوالے کر دیا جائے تو وہ بے حس ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی لیے اگر بچوں کو شہوانی گانوں، ابھارنے والے میوزک اور نامناسب ناچ گانوں کے ماحول میں رہنے دیا جائے تو ان کا تمام نظریہ جنسی اقدار کے سلسلے میں گہنا کر رہ جائے گا۔ ان کی اخلاقی قدروں کی صحیح پہچان بچپن سے تباہ ہو جائے گی۔ یہ ان کی فطرت کے مسخ ہونے کا باعث ہوگا۔ نتیجتاً اُن میں شرافت اور رذالت، عفت مآبی اور رعفت دری، حیا اور بے حیائی، اخلاق اور غیر اخلاقی کے مابین تمیز کا فقدان ہو جائے گا۔

علامہ ابن قیم اپنی تصنیف ''اغاثۃ اللھفان'' (جلد۲) میں اسلام کی اِس پیش بندی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اسلام کے بعض علماء کے نزدیک دف کا استعمال مکروہ ہے یہاں تک کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر بھی (ڈھولک)۔ اس کی بنیاد اسلام کے اصول ''سدباب الذرائع'' پر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ (احتیاطاً) بعض مباحات بھی منع ہیں کہ یہ معاشرہ میں ناجائز اعمال کے لیے دروازہ کھل جانے کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ جیسے تحفہ کا لین دین ایک محبوب و مسنون طریقہ ہے مگر یہی تحفہ لینا دینا اگر افسر کو یا جس سے قرض لیا گیا ہو، کیا جائے تو ناجائز ہوگا کیونکہ یہ رشوت اور سود میں شمار ہوگا اور معاشرے کی خرابی کا باعث بنے گا۔ اسی طرح ایک غیر عورت کو ارادۃً دیکھنا منع ہے۔ اس طرح معاشرے میں زنا کا رجحان پل بڑھ جاتا ہے۔ چاہے لاکھ کوئی اللہ تعالیٰ کی صناعی کو سراہنے کا جواز پیش کرے''۔

اسی طرح امام ابن تیمیہؒ نے موسیقی اور سماع کے فوائد اور نقصانات کا موازنہ کرتے ہوئے بیان فرمایا:

''مگر ان کے بُرے اثرات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جس

طرح شراب اور جواء کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں ۔اسی وجہ سے اسلامی قانون نے ان کو حلال قرار نہیں دیا۔'' (رسالہ وجد وسماع)

حاصل گفتگو یہ ہے کہ اسلام ،موسیقی اور گانے بجانے کو حرام /نا جائز قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کو گناہ کی ترغیب دیتے ہیں۔اور اسلام کا مزاج پیش بندانہ ہے تا کہ برے نتائج سے بچا جا سکے۔علامہ ابن قیمؒ اسی کو''ذرائع سد باب'' کے عنوان سے بیان کرتے ہیں کہ برائی کو اس کے ہونے سے پہلے ہی روک دیا جائے۔اسلام کے اس اصول کی بنیاد پر برائی کی روک تھام کو مقدم قرار دیا گیا ہے تا کہ ممکن فوائد حاصل ہو سکیں۔

موسیقی ہماری روح میں ایک خلا اور بے حسی/لا پرواہی پیدا کرتی ہے!

(Music creates a HOLE in the SOUL)

میوزک اپنی بناوٹ/اثرات کی وجہ سے ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے عربی زبان میں آلات موسیقی کو''ملاھی''یعنی ایسے آلات جو اللہ کی یاد سے غافل کرنے والے ہوں، کہا جاتا ہے۔موسیقی روح کے لیے مثبت نہیں ہے۔یہ روح میں خلا پیدا کرتی ہے، یہ سننے والے کو ماؤف کرتی ہے۔اور اپنے سننے والے کو تخیلات کی دنیا میں اللہ کی یاد سے بہت دور لے جاتی ہے اور انسان کو اس زمین پر اپنے مقصد وجود سے بے بہرہ کر دیتی ہے۔قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے:

''اور شعراء کی اتباع گمراہ لوگ کرتے ہیں۔کیا تم دیکھتے نہیں کہ شاعر تمام وادیوں میں گھومتے ہیں (یعنی اپنی شاعری میں ہر چیز کی قصیدہ گوئی کرتے ہیں، چاہے غلط ہو یا صحیح) اور وہ لوگ وہ کہتے ہیں جو وہ خود کرتے نہیں۔سوائے ان کے جو ایک اللہ (واحد) پر ایمان رکھتے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔''الشعراء آیت (224-227)

واضح ہوا کہ گانا اور موسیقی کا شاعری سے گہرا تعلق ہے بلکہ یہ لازم وملزوم ہیں۔اور اللہ تعالیٰ

نے واضح کردیا کہ شاعروں کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جوصحیح راستہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ شعراء میں صرف وہ مستثنٰی قرار دیئے گئے ہیں جو کثرت سے ذکراللہ میں مصروف رہتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں بہت کم لوگ اس زمرہ سے تھے۔اگر چہ ایسے شعرائے اسلام جواسلام کی حمایت اور دفاع میں شاعری کرتے ہیں،ان پر اسلامی قانون کے تحت کوئی بندش وحرج نہیں ۔ایک عظیم صوفی شاعر برصغیر کے سلطان باہوؒ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا:۔

جو دم غافل او دم کافر

مرشد ایہہ پڑھایا ہو

"جولمحات اللہ کے ذکر سے غفلت میں گزرے،وہ دراصل حالت کفر میں گذرے۔یہ سبق مجھے میرے مرشد نے سکھایا۔"(کلام سلطان باہوؒ)۔

اگر چہ شاعری بمع موسیقی اپنے سننے والے کوتخیلات اورغفلت کی دنیا میں لے جاتی ہے اورانکوآزادخیالی اورآزادروش کی دعوت دیتی ہے۔موسیقی اورروپے میں بڑاواضح تعلق ہے۔ اوراسی وجہ سے جرائم سے بھی واسطہ ہے۔ہلکی پھلکی موسیقی کے بول اکثرشرک کامواد لیے ہوتے ہیں جہاں محبوب ومطلوب کواللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہم پلہ تصورکیاجارہاہوتا ہےاورسوچنے والا اللہ تعالیٰ سے دوراوراللہ کے ذکر سے غافل ہوتا جاتا ہے،اورانسان کے دل میں نفاق پرورش پانے لگتا ہے۔علامہ ابن قیمؒ اپنی تصنیف "اغاثۃ اللھفان من مساعد الشیطان،جلد اول"میں بیان فرماتے ہیں کہ "موسیقی اورگانے کی ایک صفت یہ ہے کہ یہ دل کوتدبر،تفکراورقرآن کریم کے فہم سے نہ صرف ہٹاتا ہے بلکہ اس پرعمل کرنے سے بھی روکتا ہے۔نفاق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ انسان کبھی کبھاراللہ کویادکرتا ہے(مداومت نہیں ہوتی)اورنمازکوپڑھنے میں کسل مندی سے کام لیتا ہے۔ایک گانے اورموسیقی کے عادی انسان کے لیے قرآن پاک کوسننا ایک بڑاثقیل اورکانوں کابڑاکراہت آمیزکام ہوکررہ جاتا ہے"۔

انسانی یاداشت دوطرح کی ہوتی ہے۔ایک تھوڑی مدت تک باقی رہنے والی (Short term memory)اورایک لمبی مدت تک باقی رہنے والی(Long term memory) چھوٹی مدت والی یاداشت کولمبی مدت میں تبدیل کرنے کے لیے باربار دہرائی کی

ضرورت ہوتی ہے۔اس کے لیے انسان کو جذباتی لگاؤ، دھن اور دھرائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ تین باتیں بار بار گانا سننے میں لازماً موجود ہیں اور اسی لیے گانا انسان کی یاداشت میں لمبے عرصے تک کے لیے محفوظ ہو جاتا ہے۔موسیقی جذبات ابھارتی ہے اور گانے کے بول بار بار دہرائے جاتے ہیں۔انسان کی یاداشت اور ذہن کی اس قابلیت کا زیادہ استعمال موسیقی کی نذر ہو جاتا ہے۔اور ذکر کثیر ناممکن بن کے رہ جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک سورۃ الاحزاب آیت۔42 میں حکم ہے۔"اے ایمان والو! ذکر کرو اللہ کا ذکر کثیر۔"

ڈاکٹر بلال فلپس، ایک مغربی نومسلم اور جدید مسلم عالم، اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔جب انہوں نے 1971 میں اسلام قبول کیا، تب ان کو اسلام میں موسیقی کے منع ہونے کا علم ہوا۔تو انہوں نے اسکو بالکل ترک کر دیا اور یہ محسوس کیا کہ جب وہ اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام کی دعوت کے سلسلے میں اپنے گھر مدعو کرتے تھے تو دوستوں کو پس منظر میں موسیقی کے بغیر ایک خلاء سا محسوس ہوتا تھا۔یہ مغربی طرز معاشرت کی ایک چال ہے کہ ہر جگہ چاہے وہ بازار ہو، کام کی جگہ، دفتر، بیت الخلاء کوئی بھی جگہ ہو......پس منظر میں موسیقی چلتی رہتی ہے۔اس سے انسانوں کو اللہ کی یاد سے غافل کرنا اور دنیا کے لہو لعب میں لگائے رکھنا ہوتا ہے تاکہ انسان کو اپنی معرفت ومقصد کے بارے میں سوچنے کا خیال تک نہ آئے۔

جبکہ قرآن پاک ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ. فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ۔

اور یہ (کلام قرآن) شیطان مردود کا کلام نہیں۔پس تم کہاں چلے جا رہے ہو؟"

قرآن کلام رحمٰن ہے۔جبکہ موسیقی کلام شیطان ہے۔موسیقی اس دنیا کا دھوکہ ہے جو انسان کی سوچ کو مفلوج کر دیتی ہے۔اور انسان کو یہ سوچنے کے قابل نہیں چھوڑتی کہ اسکی اصل منزل کیا ہے۔موسیقی انسان کی روح الملکیہ پر نہیں روح البہیمیہ پر اثر پذیر ہوتی ہے۔

موسیقی کے بارے میں لوگوں کا یہ فلسفہ ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔انسان کے وجود کے 2 حصے ہیں۔(1) خاک/جسد، (2) روح۔جیسے قرآن پاک میں بیان ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

اور اسکی (اللہ تعالیٰ) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔

(سورۃ الروم: آیت 20)

اور پھر اس مادی تخلیق میں اللہ تعالیٰ فرشتے کے ذریعے سے روح پھونکنے کا حکم دیتے ہیں:

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ۔

''پس جب میں اسکی نوک پلک سنوار دوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں، تم تو سب اس کے لیے سجدے میں گر جاؤ۔'' (سورۃ ص 72)

یہ انسان میں روح کا پھونکا جانا انسان ہی کا خاصہ ہے۔ جو اس سیارہ کی کسی اور مخلوق سے تعلق نہیں رکھتا۔ انسان کی تخلیق کے دو پہلوؤں (مٹی اور روح) کا ذکر ہمیں اس آیت میں بھی ملتا ہے:

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ۔ (سورۃ ص 75)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے میرے ہاتھوں سے بنائی ہوئی تخلیق کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا؟

گویا انسان کی تخلیق اس دنیا کے مادہ سے ہوئی جبکہ فرشتے کے ذریعے سے روح پھونکی گئی۔ انسان کا ایک جسدی وجود ہے اور ایک روحانی وجود۔ اور وہ جسم بھی ہے اور روح بھی۔ جسم کی خواہشات و ضروریات ہیں جیسے بھوک، پیاس، اور شہوت، جبکہ انسانی روح کی غذا اور طلب آسمانی ہے۔ اسکے روحانی وجود ہی کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا۔ لہٰذا انسان جسم اور روح کا مرکب ہے۔ علمائے اسلام ایک اور طرح سے بھی انسان کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ انسان کا ایک نفس ہے جو انسان اور حیوان دونوں میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا انسان کی روحانی طاقت بھی دو طرح کی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو طرح کی قوتیں ودیعت فرما رکھی ہیں۔ روح الملائکہ، ملکوتی فرشتہ صفت روح، جو صرف انسانوں میں ودیعت کی گئی۔ یہ انسانوں کو قرب الٰہی اور اعمال صالحہ کی طرف راغب کرتی ہے۔ دوسری قوت روح البہیمیہ ہے، یہ سفلی اور حیوان صفت روح ہے۔ یہ روح انسان

سے رذیل اعمال کا تقاضا کرتی ہے۔یہ دو قوتیں ہر آن انسان میں کشمکش سے دوچار ہیں۔

قرآن پاک میں بیان الٰہی ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّالَایَعْلَمُوْنَo

پاک ہے وہ ذات جس نے تخلیق کیا جوڑا جوڑا ہر چیز کا جو زمین سے پیدا ہوتا ہے۔اور جو انہی میں سے (اپنی جنس سے) اور اس میں سے بھی جو وہ جانتے تک نہیں۔(سورہ یٰسین: 36)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ صرف جسد اور روح بنایا بلکہ روح بھی دو طرح کی صفات والی ہے۔ملکوتی اور حیوانی۔انسان کی اِس مرکب تخلیق/فطرت کے بارے میں سید محمد نقیب العطاس، جدید مفکر اسلام، لکھتے ہیں:

''آدمی کے دو نفس ہیں (نَفْسَان) اسی طرح جس طرح اس کی دوہری فطرت ہے۔ ایک اعلیٰ النفس الناطقہ اور ایک سفلی نفس النفس الحیوانیۃ۔جب اللہ تعالیٰ نے اپنا رب ہونے کا اعلان کیا تو یہ منطقی روح تھی جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی، اللہ تعالیٰ سے اپنا عہد نبھانے کے لیے اور مستقلاً اپنے اندر اس اطاعت کو عملی طور پر اور عبادات میں لانے کے لیے، اللہ کے حضور فرمانبرداری کرنے کے لیے۔یہ منطقی نفس روح ہی ہے جس کو مسلسل نفس الحیوانیہ پر مسلط ہونا پڑتا ہے۔اور نفس الحیوانیہ کو ہتھیار ڈالنے پڑتے ہیں۔''

Al-Attas, Muhammad Al Naquib (2002). Islam and Secularism. Delhi, New Crescent Publishing Company Co.

موسیقی انسان کی اِس حیوانی سفلی نفس الحیوانیہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔نفس الناطقہ پر موسیقی کا اثر نہیں ہوتا ہے۔اگر موسیقی ملکوتی روح پر اثر رکھتی تو جانور موسیقی سے اثر قبول نہ کرتے مگر یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ موسیقی جانوروں پر اثر رکھتی ہے۔موسیقی کے زیر اثر اونٹ زیادہ تیز بھاگتے ہیں، یہاں تک کہ بھاری بوجھ اٹھائے بھاگتے بھاگتے وہ تھک کر گر جاتے ہیں۔گائے موسیقی کے زیر اثر زیادہ دودھ دیتی ہے۔بعض مالکانِ اصطبل، سوروں کو زیادہ کھانا کھلانے کی خاطر موسیقی کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ وہ فربہ ہوسکیں۔سانپ بانسری کی

دھن پر مسحور ہو جاتا ہے۔علامہ ابن قیم مدارج السالکین میں لکھتے ہیں:

''موسیقی سننے سے جو چیز حرکت میں آجاتی ہے اور مسرور ہوتی ہے۔وہ انسان کی حیوانی روح/نفس ہے اور یہ روح الملکیہ نہیں ہے۔اس کی دلیل جو مسلمان علماء دیتے ہیں، وہ موسیقی کا وہ اثر ہے جو جانوروں اور پرندوں پر ہوتا ہے، جب گانا اور موسیقی انکو سنایا جاتا ہے''۔

بیماری کا علاج ۔ تلاوتِ قرآن

لوگوں کا ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر موسیقی کو ترک کردیں تو پھر اسکا بدل کیا ہوگا؟ فی الحقیقت موسیقی کا بہترین بدل تلاوت کلام پاک کا سننا ہے اور یہی اس مسئلے کا حل بھی ہے ۔موسیقی ایک نشہ آور شے کی طرح ہے ۔جس طرح کسی بھی نیند آور دوا کی عادت ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح موسیقی کا بھی اثر ہے ۔یہ بھی عادت بن جاتی ہے ۔

موسیقی کا عادی جب موسیقی کو ترک کرنا چاہے گا تو جس طرح ایک نشہ آور دوا کے ترک کرنے کے جسمانی اثرات (withdrawl effects) ہوتے ہیں، اسی طرح کی علامات موسیقی چھوڑنے پر بھی ہوتی ہیں ۔ان علامات و تکالیف کا علاج تلاوت کلام پاک میں موجود ہے ۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ انسان کے دو وجود ہیں: ملکوتی اور حیوانی ......ہماری ملکوتی شخصیت کا مرکز ہمارا قلب ہے جو ہر آن سکون و طمانیت کا متلاشی ہے ۔موسیقی سننے سے ہماری روح عارضی طور پر ضرور مشغول ہو جاتی ہے مگر موسیقی کی غیر موجودگی میں ایک خلاء سا پیدا ہو جاتا ہے ۔اصل اطمینان ہماری روح کا اصل اطمینان قرآن کو سننے میں ہے ۔ کیونکہ قرآن مجید ایک آسمانی الہام ہے ۔جسطرح ہماری روح آسمانی ہے ۔لہٰذا تلاوت کلام پاک ہماری اس روح الملکیہ کو غذا فراہم کرتی ہے ۔موسیقی انسان کو غفلت میں ڈالتی ہے اور ہماری سوچ اور فکر منقطع کرتی ہے ۔جبکہ تلاوت و قرأتِ قرآن انسان کو اپنے وجود کے مقصد پر تدبر و تفکر دلواتا ہے ۔ ہمارے قلوب کی زندگی ذکر الٰہی میں ہے ۔قرآن پاک ہمارے دل کی

بیماریوں کی شفاء ہے۔ اس لیے ایک موسیقی زدہ بیمار دل کی شفاء صرف تلاوت کلام پاک کے سننے اور کرنے میں ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَشِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ الاسراء آیت نمبر 82)

اور ہم اتارتے ہیں قرآن پاک میں سے وہ جو کہ شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لیے۔

يٰاَيُّهَاالنَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آچکی ہے۔

وَشِفَآءٌ لِّمَافِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ یونس آیت نمبر 57)

اور شفاء (علاج) اسکے لیے جو تمہارے سینوں میں ہے (دل کی بیماری) اور رحمت اور ہدایت ایمان رکھنے والوں کے لیے۔

مزید برآں، حضرت علیؓ ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ الدَّوَآءِ الْقُرْآنُ (سنن ابن ماجه)

''بہترین دوا قرآن پاک ہے۔''

برصغیر کے مشہور محدث مولانا انورشاہ کاشمیری نے فرمایا:

''وہ شخص جو موسیقی اور گانے بجانے سے مغلوب و مقید ہو چکا ہو اور اس کیلئے موسیقی کو ترک کرنا انتہائی دشوار کام ہو۔ تو ایسے لوگ اگر موسیقی سے دور رہنا چاہیں تو ان کو چاہیے کہ قرآن سے تعلق و لگاؤ پیدا کریں۔ انکو چاہیے کہ کثرت سے تلاوت قرآن کریں۔ اور اِس میں غرق ہو جائیں کیونکہ اُنہیں طمانیت قرآن ہی سے ملے گی''۔ (فیض الباری۔ جلد 4)

قرآن پاک کی تلاوت کی خوبی یہ ہے کہ قاری اور سامعین کبھی اس سے سیراب نہیں ہو پاتے۔ مسلسل تلاوت سے مٹھاس بڑھتی ہے اور بار بار دہرائی سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ موسیقی اور گانے میں یہ خوبی نہیں ہوتی۔ موسیقی کے میدان میں یہ دیکھا گیا ہے کہ کچھ عرصہ

بعد لوگ ایک ہی طرز کے گانے یا دھن سے بور ہو جاتے ہیں اور موسیقی کی دنیا کی بقاء کے لیے نئے فن کار اور نئے گیت کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اسکے برعکس مسلمان کبھی قرآن کی تلاوت وسماعت سے اکتا تا نہیں۔ اسکی تر و تازگی میں کوئی کمی پیش نہیں آتی۔ رسول اللہ محمد ﷺ نے فرمایا:

لا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهُ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ

(ترمذی، عن علیؓ ابن طالب)

"قرآن کی بار بار کی تلاوت سے سیری نہیں ہوتی اور اسکے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہ حق ہے جو اسکی تلاوت کرتا ہے۔ سچ بولتا ہے۔" (ترمذی)

اسلام میں بہترین ترنم تلاوت کلام پاک میں ملتا ہے۔ جسکا اپنے سننے والے پر بہت ہی گہرا اثر ہوتا ہے۔ Louisa Young جو کہ ایک برطانوی اخبار نویس اور ایک مصنفہ ہیں بقرأت قرآن پاک کے بارے میں لکھتی ہیں:

"ایک سادہ سی لہر، دل کی دھڑکن، ایک بار بار دہرائے جانے والا عمل ہے جو مراقبہ کو لے کر چلتا ہے اور آگے بڑھتا ہے۔ دل کے اندر ایک بحر بیکراں پیدا کر دینے والی ایک مسلمان مذہبی رسم تلاوت قرآن ہے۔ جو ایک مسحور کن بہاؤ ہے عربی کے الفاظ کا جس کا موازنہ اکثر دل کی دھڑکن سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے لاتعلقی کے نتیجہ میں روح پر اُداسی کی جو کیفیت طاری ہو جاتی ہے، وہ ذکر الٰہی کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا اطمینان ہے۔ یہ یاد کرنا ہی ذکر ہے۔ قرآن پاک کی آیت کا خیالی یا زبانی ذکر یا اللہ تعالیٰ کے اسماء (الحسنٰی) میں سے کوئی نام۔"

Young, Louisa (2003). The Book Of The Heart. New York, Doubleday.

محمد مارماڈیوک پکتھال Mohammad Marmaduke Pickthall ایک معروف مشہور برطانوی نومسلم، اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں تلاوت کے بارے میں لکھتے

ہیں: ''ایک ناقابل نقل دھن بس یہی ایک دھن/آواز ہے جو انسانوں کو وجد میں لاکرآنسوؤں سے سیراب کردیتی ہے۔

Pickthall, Mohammad Marmaduke (1996). The Meaning of the Glorious Qur'an: Text & Explanatory Translation. Maryland, Amana Publications.

قرآن پاک کی سحر انگیز موزونیت اور بلاغت (Rhythm and Rhetoric) کی تعریف کرتے ہوئے ایک معروف برطانوی مؤرخ پروفیسر اے جے آربیری اپنے ترجمہ قرآن میں لکھتے ہیں: ''میں اپنی اس کوشش میں تھا، کہ میں عربی قرآن کی غیر مرئی وارفع ترین تاثیر سے ملتا جلتا ترجمہ کرسکوں۔مگر قرآن کی پیچیدہ اور متنوع تسلسل وترکیب کے مشقت بھرے مطالعہ سے احساس ہوا کہ قرآن کے پیغام کے علاوہ قرآن کی ایک ترکیب وتسلسل خود قرآن پاک کے اس دعویٰ کا ایک جزء ہے کہ قرآن اپنی ذات میں ایک ناقابل تسخیر اَدبی معجزہ ہے۔''

Arberry, Arthur John (1996). The Qur'an Interpreted: A Translation New York, Touchstone.

مالک بن نبی ایک مشہور الجزائری مسلمان اپنی کتاب ''قرآنی معجزہ'' The Quranic phenomenon میں قرآن کی آیات کے بے مثال بہاؤ کا آپؐ کے زمانے کے لوگوں پر اثر انداز ہونے کے بارے میں کہتے ہیں:

''اس زمانے کی کچھ شہادتیں جو روایات میں ضبط کی گئی ہیں، ہمیں بدوؤں کی روحانی حالت پر آیات قرآنی کے مسحورکن اثرات کے متعلق مطلع کرتی ہیں۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے بذات خود اِسی پرکشش و پر تاثیر پیغام کے تحت اسلام قبول کیا جبکہ ولید ابن المغیرہ جو اپنے زمانے کا بہترین خطیب تھا،قرآن کے مسحورکن تاثر کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے ابوجہل کو جواب دیتا ہے: میں اس کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہوں؟ بخدا میرا خیال ہے اس کی کوئی مثال نہیں ......یہ کلام اتنا ارفع وبلند ہے کہ ناممکن ہے کہ اِس کی کوئی نظیر ہو سکے''۔

Bennabi, Malik (2001). The Qur'anic Phenomenon: An Essay of a Theory on the Qur'an. Kuala Lumpur, Islamic Book Trust.

جبیر ابن مطعم، جبکہ وہ ایک مشرک تھے اور انھوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، جب مدینہ آئے تو انھوں نے بتایا کہ

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللّٰہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بالطورِ، فَلَمَّا بَلَغَ ھٰذِہِ الْآیَۃَ ﴿ أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ أَمْ ھُمُ الْخَالِقُوْنَ؟ أَمْ خَلَقُوْا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ بَلْ لَا یُوْقِنُوْنَ، أَمْ عِنْدَھُمْ خَزَائِنُ رَبِّکَ. أَمْ ھُمُ الْمُسَیْطِرُوْنَ﴾؟ کَادَ قَلْبِیْ أَنْ یَطِیْرَ.

(صحیح بخاری)

''جب میں نے صلوٰۃ المغرب میں رسول خدا (ﷺ) کو سورۃ طور کی درج ذیل آیات تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میرا دل اسلام کی طرف اڑ کر پہنچ گیا۔''

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ھُمُ الْخَالِقُوْنَ۔

کیا وہ تخلیق کیے گئے تھے بغیر کسی شے میں سے یا وہ خود تخلیق کرنے والے ہیں۔

اَمْ خَلَقُوْا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَا یُوْقِنُوْن۔

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا؟ نہیں بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔

اَمْ عِنْدَھُمْ خَزَآئِنُ رَبِّکَ اَمْ ھُمُ الْمُصَیْطِرُوْن۔

کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ اسکے نگران ہیں؟

سورۃ الطور 37-35 (بحوالہ صحیح البخاری)

قرآن کی قرأت کا اس کے سننے والے پر ایک کوناں گوں اثر ہوتا ہے۔ چارلس لی گائی ایٹن جو ایک برطانوی ڈپلومیٹ تھے اور 1959ء میں مشرف بالاسلام ہوئے قرآنی تلاوت کی اس اثر انگیزی کو اپنی کتاب Islam and the Desitny of Man میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''سننے والے کے لیے آواز (تلاوت قرآن کی) اور پڑھنے والے کے لیے موضوع قرآن کا ایک

بہت گہرا انقلابی اثر ہوتا ہے۔ یہ شخصیت کے ان پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں جو شعور کی گہرائیوں میں چھپے ہوتے ہیں۔قرآن چونکہ کلام الٰہی ہے، جو ہماری روح کا سرچشمہ بھی ہے۔یہ ہمارے وجود کے ہر خلاء کو پُر کرتا ہے۔ایک لحاظ سے یہ اُس توڑ پھوڑ کو جو ہماری شخصیت کے مختلف پہلوؤں میں ہو رہی ہوتی ہے ایک آسمانی شے (تلاوت کلام پاک) سے بھر دیتی ہے۔

Eaton, Charles Le Gai (1985). Islam and the Destiny of Man. New York, The Islamic Texts Society.

انسانی دل اور جسم، تلاوتِ قرآن کے سننے سے پرسکون ہوجاتے ہیں۔ایک خوش الحان قاری کے منہ سے قرآن کی آیات اپنے سننے والے پر بہت اثر رکھتی ہیں۔قاضی عیاض، مالکیؒ مسلک کے عظیم ہسپانوی عالم، اپنی مشہور تصنیف سیرۃ الرسولؐ ''الشفآء'' میں قرآن کے معجزاتی وجود کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایک مومن جب تلاوت کرتا ہے تو اس پر ایک خشیت کی حالت طاری رہتی ہے۔ جو اس کو قرآن کی طرف مائل کرتی ہے۔اور دل میں یقین او رسرور پیدا کرتی ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔

(سورۃ الحشر آیت 21)

(رونگٹے کھڑے ہوگئے) کانپتی ہیں جلدیں (اس قرآن کے ذکر سے) ان لوگوں کی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔اور پھر ان کے دل اور ان کی جلدیں اللہ کے ذکر سے نرم پڑ جاتی ہیں۔اگر ہم اس قرآن کو نازل کرتے پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ یہ فروتر ہو جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اللہ کے خوف وجلال سے

اس آیت سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ بے جان اشیاء تک اس قرآن کے جلال وعظمت

سے آشنا ہیں ۔ایک دفعہ ایک عیسائی کا ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر ہوا جو تلاوت کر رہا تھا ۔وہ رُک گیا اور رونے لگا ۔جب پوچھا گیا کہ وہ کیوں رویا تو اُس نے جواب دیا کہ اِس کلام کی خوبصورتی نے اور اِس کی رقت قلب نے اُس کو رُلا دیا ۔یہ حیران کن اثر بہت سے ایسے لوگوں پر ہوا جنہوں نے پھر اسلام قبول کرلیا ۔کچھ نے پہلے ہی لمحے میں اسکی اثر پذیری سے اسلام قبول کیا جبکہ کچھ نے تکذیب کر دی ۔

Iyad, Qadi Ibn Musa al-Yahsubi (1991). Muhammad Messenger of Allah

(Ash-Shifa of Qadi 'Iyad), Scotland, Madinah Press.

قاضی عیاض کے یہ الفاظ 900 سال پہلے کے ہیں۔آجکل کے دور میں یہ تجزیہ دو مسلمان سائنس دانوں نے دنیا کے 2 مختلف حصوں میں کیا اور تلاوت کلام پاک کا انسانی جسم پر اثر ہونے کا مشاہدہ کیا۔ڈاکٹر احمد القاضی نے فلوریڈا (امریکہ) میں اکبر کلینک میں 1984ء میں انتہائی جدید سائنسی سازوسامان کے ذریعے سے مختلف پے در پے تجربات کے ذریعے سماعت قرأت قرآن کا انسان کے دل کی رفتار، بلڈ پریشر (خونی دباؤ) اور اعصابی کھچاؤ پر اثرات کا مشاہدہ و مطالعہ تین مختلف رضا کار گروپس پر کیا۔

1......ایک گروپ مسلمانوں کا جو عربی سمجھتا تھا۔

2......ایک گروپ مسلمانوں کا جو عربی نہ سمجھتا تھا۔

3......ایک گرپ غیر مسلموں کا جو عربی نہ جانتا تھا۔

تینوں گروپس میں تلاوت کلام پاک کے سننے سے اعصابی تناؤ، دل کی رفتار اور بلڈ پریشر میں اصلاح نظر آئی ۔تناؤ کم ہوا۔دل کی رفتار دھیمی پڑی اور باقی تمام تبدیلیاں مثبت رہیں ۔بغیر اس بات کے کہ آیا کوئی مسلمان تھا یا نہ تھا ۔
سب کو ذہنی بوجھ سے آزادی اور چین کا احساس ہوا ۔بلکہ یہ بھی دیکھا گیا کہ قرآن پاک

کی ایسی آیات جو جنت کی خوشخبریاں اور ترغیب رکھتی ہیں، کو سننے سے اُنکے دل کے اطمینان و چین پر زیادہ اثر رہا۔ جبکہ ایسی آیات جو عذاب او روعید (ترھیب) کی تھیں، اُن کا اثر اپنے سننے والوں کے کھچاؤ اور تناؤ پر کم تھا۔ یہ تجربات قرآن پاک کی تلاوت کے انسانی جسم پر فوائد و برکات کا نمونہ ہیں۔

Elkadi, Ahmed *Health and Healing in the Qur'an* in Athar, Shahid, M.D., Ed. (1993). Islamic Perspectives in Medicine - A Survey of Islamic Medicine: Achievements & Contemporary Issues. Indianapolis, American Trust Publications.

خرطوم یونیورسٹی سوڈان میں ڈاکٹر محمد خیر الارگیسوی، نے اپنے تحقیقی مطالعہ میں جو وہ ڈاکٹر مالک بدری (اسلامی ماہرنفسیات) کے زیر نگرانی پی ایچ ڈی کے مقالے کے سلسلے میں کررہے تھے، دریافت کیا کہ وہ مریض (انکے رضاکار) جو زندگی میں کسی بھی وجہ سے بلڈ پریشر کے مرض سے دوچار تھے، اُن کا بلڈ پریشر تلاوت قرآن کے سنتے رہنے سے نہ صرف کم ہوگیا بلکہ بعض لوگوں میں تو معمول پر آگیا اور ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق ان کو دوا کی بھی ضرورت نہ رہی۔

Badri, Malik (2000). Contemplation: An Islamic Psychospiritual Study. London, The International Institute of Islamic Thought.

تلاوتِ کلامِ پاک کی تاثیر و اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر عثمان نجاتی (زمانہ جدید کے ایک ماہرنفسیات) اپنے تجربات کی بناپر کہتے ہیں:

''انسان کو ضمیر کی خلش یا ندامت کی وجہ سے جو ذہنی انتشار او راضطراب ہوتا ہے۔ اس کے لیے تلاوت قرآن نہ صرف بہترین شفاء ہے بلکہ یہ تمام نفسیات اور ذہنی کلفتوں اور مایوسیوں کا بہترین علاج بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ لوگوں کی ذہنی بیماریوں (خبط) کا قرآن سے علاج کرتے تھے۔''

Najati, Mohammad Usman (n.d.). Hadith and Ilm un Nafs. Lahore

اصحابؓ رسولؐ تلاوتِ قرآن بہت خوش الحانی سے کیا کرتے تھے۔ بہت سی روایات سے پتا چلتا ہے کہ آپؐ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی تلاوت کو بہترین آواز سے ادا کرنا چاہئے۔

زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔ (سنن ابو داؤد)

قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

ایک اور حدیث میں آپؐ کا فرمان مبارک ہے:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔ (صحیح بخاری)

جو شخص قرآن مجید کو خوش الحانی سے نہ پڑھے، وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں ہے۔)

ایک روایت میں براء ابن عازبؓ فرماتے ہیں:

عَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ وَعِنْدَہٗ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَیْنِ فَتَغَشَّتْہُ سَحَابَۃٌ فَجَعَلَتْ تَدُوْرُ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُہٗ یَنْفِرُمِنْھَافَلَمَّآ اَصْبَحَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ نَزَلَتْ بِالْقُرْاٰنِ

(صحیح مسلم)

''ایک آدمی سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اور ایک گھوڑا اسکے نزدیک رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ جب وہ تلاوت کر رہا تھا تو ایک بادل اسکے اوپر جھک آیا اور اسکو ڈھانپ لیا۔ گھوڑا شدت سے بدکنے لگا۔ وہ شخص صبح کے وقت رسول خداﷺ کے پاس آیا۔ اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ سکینت تھی جو تلاوت قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔''

اِن روایات سے تلاوت کلام پاک کی تاثیر وفوائد کا اندازہ ہوتا ہے۔اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں تو کیا کیا برکات نہ ہوں گی۔اس کتاب الٰہی کو صرف رسموں ہی کے لیے مخصوص نہیں کر دینا بلکہ اس کو زندگیوں کا لائحہ عمل بنانا چاہیے۔

اصحابؓ رسول قرآن پاک کی ہر آیت کے مطابق اپنی شخصیت کو ڈھالتے تھے۔ہمیں بھی اسکا فہم اور اس پر عمل اختیار کرنا چاہئے۔یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے دل خوبصورتی کو سراہنے کی فطرت رکھتے ہیں، تلاوت قرآن نہ صرف اس فطرت کے لیے تسکین ہے بلکہ ہمارے دلوں کے زنگوں کا مداوا بھی ہے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُ هَا قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ.

(البيهقي. شعب الايمان)

''بلاشبہ دلوں کو بھی زنگ لگ جایا کرتا ہے۔جس طرح دھات کو پانی سے زنگ لگ جاتا ہے۔'' لوگوں نے پوچھا: وہ کس طرح صاف کئے جاسکتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت کلام پاک سے۔''

(عن عبداللہ ابن عمرؓ۔ بیہقی و الترمذی)

باب ہفتم

موسیقی اور معاشرہ

معاشرے کو برباد کرنے کا آسان طریقہ اسکی موسیقی کے ذریعے ہوتا ہے۔ (لینن 1924۔1870)

جوں جوں مرض پرانا ہوتا جاتا ہے،توں توں اس مرض کی جڑیں بیمار جسم میں گہری تر ہوتی چلی جاتی ہیں۔موسیقی ایک ایسا مرض ہے جس نے خلفائے راشدینؓ کے دور حکومت کے ختم ہوتے ہی مسلمان قوم پر حملہ کردیا۔تو چونکہ اس وقت مسلمان قوم کے جسم کا دفاعی نظام مضبوط تھا، اس لیے موسیقی اور گانے بجانے کے مرض نے قوم کے ایک چھوٹے سے حصے کو متاثر کیا۔

لیکن اب چودہ سو سال گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان قوم کے جسم کا دفاعی نظام کمزور پڑ گیا ہے اور یہ بیماری مسلمان قوم کے پورے جسم میں سرائیت کرگئی ہے۔(سوائے نیک اور پرہیزگار مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد کے) آج بہت سے مسلمان موسیقی کے اتنے دلدادہ اور عادی ہو چکے ہیں کہ وہ اس لہو ولعب کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ اس تفریح طبع کو موت کی دہلیز تک قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

ماضی قریب میں مسلم اقوام تقریباً دو صدیوں تک یورپین طاغوتی طاقتوں کے زیر تسلط رہی ہیں۔اب جبکہ مسلم ممالک سیاسی طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔پھر بھی استعماری قوتوں کے

زیرنگیں رہ کر ان کے مکینوں پر غلامانہ ذہنیت کے برے اثرات قائم دائم ہیں۔ آج مسلمانوں کے اخلاقی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ وہ موسیقی کا سننا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور جو لوگ موسیقی کا سننا ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں، انہیں انتہا پسند، بنیاد پرست اور ملاں جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے۔

شاید وہ آرام پرست مسلمان نہیں جانتے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ بذات خود انتہا پرستی کا شکار ہوں۔ لہٰذا ایسے مسلمان جو موسیقی کو حرام سمجھتے ہیں، حقیقت میں اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں۔ جبکہ دوسری سوچ کے لوگ مادیت کی انتہا اور تفریحی مشاغل کی انتہا پر دکھائی دیتے ہیں۔ شاعر اسلام علامہ محمد اقبالؒ نے اس صورت حال کی تصویر اپنے اس شعر میں کچھ اس طرح کی ہے۔

تھا جو ناخوب وہی بتدریج خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر
(اقبالؔ)

موجودہ ماڈرن سوسائٹی کی چمک دمک اور ہر طرف موسیقی کے غلبہ نے انسانوں کی آنکھوں کو اس قدر چکا چوند کر دیا ہے کہ مسلمان بھی موسیقی کے استعمال کو از خود جائز مان گئے ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ مروجہ اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے کسی سوسائٹی میں کوئی کام بڑی کثرت اور وسیع پیمانے پر کیا جائے تو نفسیاتی اثر کے تحت لوگ اس کام کو جائز مان لیتے ہیں۔

پھر اردگرد کے ماحول کا غالب اثر ان کے ذہنوں کو اس قدر ماؤف کر دیتا ہے کہ لوگوں کے اندر اچھے اور برے کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ لوگوں کی اکثریت سچ پیدا نہیں کرتی اور نہ ہی اُس پر عامل ہوتی ہے۔ ایک انگریزی ضرب المثل کے مطابق میں جو خدا کی طرف ہوتے ہیں وہی زیادہ ہوتے ہیں۔

"One on God's side is a majority."

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدہ:100)

''آپ کہہ دیجئے کہ اچھے اور برے کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔ چاہے برے لوگوں کی کثیر تعداد آپ کو بھی دکھائی دے۔ آپ پوری احتیاط سے اپنا فرض انجام دیتے جائیں۔ اللہ پر ایمان رکھو۔ تم ہی کامیاب ہو گے''

آج کل کے کچھ لبرل مسلمان ایک قدم مزید بڑھاتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ موسیقی کا سننا دراصل اسلامی تعلیمات کا ایک حصہ ہے بلکہ یہ ایک نیکی کا کام ہے حضورﷺ نے اپنی پیغمبرانہ بصیرت کے تحت اپنی ایک حدیث میں بڑی وضاحت سے کھول کر بیان کردیا ہے کہ کس طرح قیامت کے قریب نیکی اور بدی کے معیار کو بدل دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک حدیث ابوامامہ البابلی سے مروی ہے۔ اس حدیث کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا لَمْ تَاْمُرُوْا بِمَعْرُوْفٍ وَلَمْ تَنْهَوْا عَنْ مُنْكَرٍ قَالُوْا وَكَائِنٌ ذَالِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَاَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُوْنُ . قَالُوْا وَمَا اَشَدُّ منه يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَعْرُوْفَ مُنْكَرًا وَالْمُنْكَرَ مَعْرُوْفًا قَالُوْا وَكَائِنٌ ذَالِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَاَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُوْنُ. كَيْفَ اَنْتُمْ اَمَرْتُمْ بِالْمُنْكَرِ وَنَهَيْتُمْ عَنِ الْمَعْرُوْفِ قَالُوْا وَكَائِنٌ ذَالِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَاَشَدُّ مِنْهُ سَيَكُوْنُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى:
بِيْ حَلَفْتُ، لَاُتِيْحَنَّ لَهُمْ فِتْنَةٌ يَصِيْرُ الْحَلِيْمُ فِيْهَا حَيْرَانٌ۔

(عن ابی امامة الباهلی، کنز العمال)

''حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

اس وقت تم کیا کرو گے جب تم نیکی کی تلقین نہ کرو گے اور برائی سے لوگوں کو نہ روکو گے(یعنی معاشرے کے اندر)؟

صحابہ کرامؓ سے پوچھا: اللہ کے رسولؐ کیا ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اُس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اِس سے بھی بدتر حالات کا تمہیں سامنا کرنا ہوگا۔

صحابہؓ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ! اِس سے بڑھ کر اور کیا بُرے حالات ہو سکتے ہیں؟

آپ ﷺ نے جواب دیا تم اس وقت کیا کرو گے جب تم اچھائی کے کام کو برا جانو گے اور برائی کے کام کو نیک کام تصور کیا جائے گا؟

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ کیا ایسا ہو کر رہے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا اُس رب کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اِس سے بھی بدتر حالات پیش آ کر رہیں گے۔''

تو صحابہؓ نے مزید دریافت کیا کہ یارسول اللہ اس سے بھی بڑھ کر اور برے حالات کیا ہو سکتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا سوچو اس وقت کے متعلق جب تم معاشرے میں برائی کی ترغیب دو گے اور نیکی کے کام سے منع کرو گے؟

تو صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ کیا ایسا واقعہ بھی ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ حالات اِس سے بھی برے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے میرے نام کی قسم کھائی ہے، میں ان لوگوں کو فتنے میں مبتلا کردوں گا حتیٰ کہ ایک انتہائی صابر و شاکر انسان بھی فتنے کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔''

(یہ حدیث ابوامامہ الباہلی سے مروی ہے اور ابن ابی دنیا ابویعلی اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے۔)

اس حدیث میں انسانی معاشرے کی معاشرتی فکر کا بڑی گہرائی سے تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ حضور پاکؐ اس امر سے پوری طرح آگاہ تھے کہ انسانی معاشرہ جب آسمانی ہدایت سے منہ موڑ کر دوسری راہ اختیار کرتا ہے، تو وہ راہ مستقیم کھو بیٹھتا ہے۔ علم عمرانیات جن اصولوں سے

انحراف کا ذکر کرتا ہے قرآنی نقطہ نظر اُس سے مختلف ہے۔ عمرانی علوم کے مطابق ایسے افعال جو کہ ایک جاری و ساری طرز زندگی سے ٹکراؤ کی صورت اختیار کریں، وہ حقیقت سے انحراف کے زمرے میں آتے ہیں۔ گویا سوسائٹی جس عام روش پر قائم ہوتی ہے وہی معمول کی زندگی Norm کہلاتی ہے۔ چنانچہ علم عمرانیات کی رو سے معاشرتی انحراف Devianceاور زندگی کے عام چلن کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب اچھائی معاشرے میں خوب پھل پھول رہی ہو تو یہی کہا جاتا ہے کہ زندگی کا یہی رویہ یا رجحان سچی حقیقت ہے اور برائی کے متعلق کہا جائے گا کہ زندگی کا یہ رویہ غلط ہے لیکن جب معاشرے میں برائی عام ہو جائے اور برائی کو مقبول عام حاصل ہو تو اس صورت میں اچھائی کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ اچھائی نے معاشرتی قدروں سے انحراف کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف قرآن و سنت اچھائی اور برائی کے متعلق بڑے واضح انداز میں مستقل معیار پیش کرتے ہیں۔

اوپر بیان کی گئی حدیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو بتا رہے ہیں کہ ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ جب اچھائی اور برائی خلط ملط ہو جائیں گے۔ اچھائی کی جگہ برائی لے لے گی اور برائی کی جگہ اچھائی لے لے گی۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں سے مسلمانوں کے دل عادی ہو چکے ہوں گے۔ ایسی صورت میں نیکی کے کام حقیقت کے مترادف سمجھے جائیں گے۔

مسلمان معاشروں میں آج یہی کچھ ہو رہا ہے۔ قرآن کے بتائے ہوئے اچھائی اور برائی کے آفاقی اصولوں سے مسلمانوں نے روگردانی اختیار کر لی ہے۔ اسی طرح جبکہ اب موسیقی جیسی برائی نے پورے مسلم معاشرے میں اقتدار حاصل کر لیا ہے اور اس مقبولیت کو دیکھتے ہوئے بہت سے مسلمان غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موسیقی کا سننا اور گانا بجانا ایک گناہ کا کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کے بالکل برعکس کچھ مسلمان قرآنی احکام کے ذریعے موسیقی کے جواز کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ جدت پسند مسلمان اس قدر بیباک ہو چکے ہیں کہ اسلام میں موسیقی کو جائز ثابت کرنے کے لیے دوسرے مذاہب کی مذہبی کتابوں سے موسیقی کے حق میں تائیدی جملے تلاش کرتے

پھرتے ہیں۔ تا کہ انہیں اپنے مذموم مقاصد میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو۔ ایک مستند حدیث جس کے راوی حضرت ابوسعید الخدریؓ ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ، شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ . حَتّٰی لَوْدَخَلُوْا فِیْ جُحْرِ ضَبٍّ لَا تَّبَعْتُمُوْھُمْ . قُلْنَا : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی ؟ قَالَ فَمَنْ ؟

(صحیح مسلم)

''یقیناً تم لوگ بھی اپنے اگلوں کی پیروی کرتے ہوئے ہوبہو وہی کام کرو گے جو ان لوگوں نے کئے تھے۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی نیولے کی کوہ یا سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی اس سوراخ میں گھسنے سے دریغ نہ کرو گے۔ تو صحابہ کرامؓ پوچھنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ! کیا اگلوں سے مراد آپ کا اشارہ یہود اور نصاریٰ کی طرف ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: کہ ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

علاوہ ازیں ہم دیکھتے نہیں کہ اس وقت تمام دنیا شیطانی خیال کے اس وہمہ میں بری طرح گرفتار ہے کہ انسان کے پاس بولنے کی آزادی، نقل وحرکت کی آزادی وغیرہ تمام کچھ ضرور ہونا چاہیے۔ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں اور سکولوں میں آزاد خیالی، آزادی رائے اور مذہبی آزادیوں کی سوچ کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ آزادی کا یہ تصور کہ ''یہ میری زندگی ہے اور میرا دل جو چاہے گا میں کروں گا۔'' اتنا غالب اثر رکھتا ہے کہ موسیقی کو بھی اپنے تصور آزادی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی تھیوری یا خیال کو بنیاد بناتے ہوئے مغربی طرز فکر کو مسلمانوں کے دماغوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ جو کہ سراسر اسلامی شریعت یا قوانین کے برعکس ہے۔

ہمیں مغربی افکار کی اندھا دھند تقلید کرنے سے گریز کرنا چاہیے بالخصوص ایسے امور میں

جو ہمارے مذہب کے بالکل خلاف ہوں۔نبی کریم ﷺ نے ہمیں غیر مسلموں کی نقالی کرنے سے منع کیا ہے۔حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

جو کوئی جس قوم کی نقالی کرتا ہے۔وہ اسی میں شامل ہوتا ہے۔"(سنن ابوداؤد۔مسند احمد)

(اس حدیث کو شیخ ناصرالدین البانیؒ نے اپنی کتاب"صحیح الجامع"(جلد 2صفحہ 1058)میں صحیح قرار دیا ہے۔)

مذکورہ بالا حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور آسٹریلوی نومسلم محمد اسد اپنی کتاب"اسلام دوراہے پر"(Islam at the Crossroads)میں لکھتے ہیں:

"یہ مشہور اور معروف حدیث نہ صرف اخلاقی سبق مہیا کرتی ہے بلکہ مسلمانوں کو اس عمل کی ناگزیریت سے بھی آگاہ کرتی ہے کہ اگر وہ غیر مسلم تہذیب کے ظاہری پہلوؤں کو بھی اپنائیں گے تو وہ اس تہذیب میں مدغم ہو جائیں گے۔"

Asad, Muhammad (1991). Islam at the Crossroads. Lahore, Sh. Muhammad Ashraf Publishers.

موسیقی اور قوموں کی زندگی:

تاریخ کے مختلف ادوار میں ہم موسیقی کا کردار کچھ اس طرح دیکھتے ہیں کہ موسیقی اور گانا بجانا شیطان کے پرانے اور کارگر ہتھیار ہیں جو اس نے ہمیشہ بنی نوع انسان کے خلاف استعمال کئے ہیں۔قرآن پاک کی سورۃ اسراء(بنی اسرائیل 64-61)میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔پھر شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے قیامت تک زندگی اور مہلت دے کہ میں آدمؑ اور اس کی ذریت کو راہِ راست سے بھٹکاتا رہوں سوائے چند لوگوں کے۔اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہا:

"اور تو(یعنی شیطان)جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے،ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا،مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔"(سورہ الاسراء۔آیت 64)

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں قرآن کی ان آیات کو موسیقی کے ناجائز ہونے میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بعض تابعین کے زمانے کے مفسرین مثلاً مجاہدؒ، حسن البصریؒ اور ضحاکؒ جیسے اکابر کے مطابق شیطان کو اپنی آواز سے انسانوں کو جوش دلانا محض موسیقی اور گانے بجانے سے ہی ممکن ہے۔

تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہے کہ موسیقی اور اقوام کی تاریخ میں بہت گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ علم تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قوموں کی زندگی کے زوال اور فحش لٹریچر اور معاشرے میں موسیقی کے استعمال کے درمیان بڑا متناسب تعلق پایا جاتا ہے۔ ولادی میر لینن، کمیونزم کا بانی، سوویٹ یونین کے پہلے ڈکٹیٹر اور انقلابی رہنما نے موسیقی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ کہے۔ سوسائٹی کو برباد کرنے کا آسان طریقہ اس کی اپنی موسیقی کا استعمال ہے۔

The Marxist Minstrels: A Handbook on Communist Subversion of Music, 1974. American Christian College Press.

قوموں کی زندگی میں ان کے زوال کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں:

''قوموں کی زندگی کا مطالعہ اور اس کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب زندگی کی لہریں ختم ہو رہی ہوتی ہیں۔ تو زوال پذیری کا یہ اثر روحانی فیضان کے طور پر اس کے شاعروں، فلاسفروں ولیوں، سیاست دانوں میں داخل ہو کر انہیں ایسے پیامبروں میں بدل دیتا ہے جو منطق اور آرٹ کی آڑ لیکر سوسائٹی میں موجود غلاظت اور فحاشی کو خوبصورت انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔''

Iqbal, Dr. Sir Muhammad (Allama) (1980). Islam and Ahmadism. Lahore, Sh. Muhammad Ashraf.

علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک شعر میں بڑے اختصار سے بڑی جامع بات کہی ہے:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

(بانگ درا)

ہمارے اِس دور کے ایک مسلمان موسیقار نے اپنے سامعین کو بتایا کہ میں گٹار کا استعمال محض اس بناء پر کرتا ہوں کہ گٹار کا یہ آلہ موسیقی ہسپانیہ کے مسلمانوں نے ایجاد کیا تھا۔ اب تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے کہ واقعی یہ بات درست ہے یا نہیں ۔اور اگر ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ تاریخی اعتبار سے بات درست ہے تو پھر بھی ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ سپین میں مسلمانوں کا انجام کیا ہوا۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں نے آٹھ صدیوں تک حکومت کی لیکن وہاں سے ان کا انخلاء جس ذلت آمیز شکست اور قتل عام کے ذریعے ہوا، اسلامی تاریخ شاید ہی اس جیسی آفت کی مثال پیش کر سکے۔ سپین کے مسلمان اپنی تخلیق کا مقصد ہی بھول گئے تھے۔ وہ حضورؐ اور ان کے صحابہؓ کے طرز عمل اور طرز زندگی کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اور موسیقی اور دیگر لہو ولعب میں مبتلاء ہوگئے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مسلمانوں کو ان فضول مشاغل میں کھو جانے کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی جب سپین کے عیسائی انہیں قصابوں کی طرح کاٹ رہے تھے۔ آج سپین کے مسلمان تاریخ کی ایک کہانی ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے سامان عبرت!

جب کسی قوم کا زوال شروع ہوتا ہے تو اس کی مثال ایک بہت بڑے ڈوبتے ہوئے بحری جہاز کی مانند ہوتی ہے (جیسے ٹائی ٹینک) جس وقت جہاز ڈوب رہا ہوتا ہے تو گانے والا طائفہ میوزک بجا رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ موسیقی سے لطف اندوز ہونے والے لوگ خام خیالی کی کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا یہ بات معقول نظر آتی ہے کہ جہاز ڈوب رہا ہے اور لوگ اس کے عرشے پر رقص کر رہے ہیں؟ کوئی بھی ذی ہوش انسان ایسی حرکت دیکھ کر حیران و پشیمان ہی ہوگا۔ بہر حال تاریخ کے مطالعے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان ماضی سے سبق حاصل کرنے کی بجائے بار بار شیطان کے جال میں پھنس کر وہی غلطیاں دہراتے رہتے ہیں۔ اور اسی لئے امریکن فلاسفر جارج سانتیانہ (George Santayana) نے بڑے واضح انداز میں کہا تھا:

Those who do not remember the past one condemned to repeat it.

''وہ لوگ جو اپنے ماضی کو یاد نہیں رکھتے۔ ان سے غلطیوں کا اعادہ ضرور ہوتا ہے۔''

دہلی کی شاہی عدالت میں مباحثہ۔کون سی عورت اچھی ڈانسر ہے؟

1739ء عیسوی میں افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ درانی نے دہلی شہر کا محاصرہ کرلیا تھا۔اُس وقت دہلی مغلیہ سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔جس وقت دارالخلافے کا محاصرہ کرلیا گیا تھا۔ عین اس وقت مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا کے دربار میں بہت ہی ''اہم'' بحث چل رہی تھی۔مسئلہ زیر گفتگو یہ تھا کہ ایک گانے والی عورت جس کا نام جدن بائی تھا، ایک بہترین رقاصہ ہے یا ایک دوسری عورت کملا دیوی؟ حکمران طبقے کے لوگ اور تمام معاشرے کے افراد موسیقی اور گانے بجانے میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں یہ احساس تک نہیں تھا کہ موت ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔محاصرے کے چند روز بعد نادر شاہ نے دہلی فتح کرلیا تو اس کے سپاہیوں نے ہزاروں ہزار مسلمانوں کو قتل کیا اور سینکڑوں مسلمان عورتوں کی عصمت کو لوٹا۔

(تاریخ اسلام: اکبر شاہ نجیب آبادی)

نواب واجد علی شاہ کا موسیقی اور گانے بجانے کا شوق

نواب واجد علی شاہ (1887-1827 عیسوی) ہندوستان کی ایک مسلم ریاست اوودھ کا حکمران تھا۔واجد علی شاہ رقص و موسیقی کا بہت ہی دلدادہ تھا۔وہ طبلہ یا ڈھولک اپنے ہاتھ سے بجایا کرتا تھا۔اور پھر جب وہ بجاتے بجاتے تھک جاتا تھا تو صرف اُس وقت اپنے وزیر اعظم نقی علی کو مزید بجانے کے لیے دے دیتا تھا۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ۔غبار خاطر 1982ء، لاہور، اسلامک پبلشنگ ہاؤس)

اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جب کوئی حکمران اپنی تلوار ایک طرف رکھ کر اپنے ہاتھ میں طبلہ اور ڈھول پکڑ لیتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے۔31 جنوری 1856ء کو برطانوی فوجوں نے ریاست اودھ کو فتح کرلیا اور نواب واجد علی شاہ کو جیل بھیج دیا۔جہاں پر اسے گانے بجانے اور دیگر

موسیقی کے آلات سے کھیلنے کا وافر وقت ملتا ہوگا۔ ایک عرب شاعر نے درست ہی کہا تھا:

اِذَا كَانَ رَبُّ الْبَيْتِ ضَارِباً بِالطَّبْلِ
فَلاَ تَلُمِ الْاَوْلاَدَ عَلَى الرَّقْصِ

''جب گھر کا سربراہ طبلے بجا رہا ہو تو پھر بچوں کو رقص کرنے پر الزام نہیں دینا چاہیے۔''

گویوں اور موسیقاروں کی عبرت آموز زندگیاں

جب ہم گانے والوں، اداکاروں اور فنکاروں کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں سے اکثر کی زندگیوں میں اس قدر اخلاقی گراوٹ پائی جاتی ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان کا خود کو برباد کرنے والا طرز زندگی جس میں نشہ آور چیزوں کا استعمال، شہوت رانی، شراب نوشی، انکار مذہب، لذت پرستی اور لاقانونیت جیسے قبیح افعال شامل ہیں، حقیقت میں دیکھا جائے تو اُن میں سے اکثر لوگ خودکشی کر لیتے ہیں یا پھر نشہ آور چیزیں استعمال کر کے قبل از وقت موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ وہ جانوروں جیسی زندگی گزارتے ہیں۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسا پیشہ اختیار کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

1 ...... (Van Gogh) وان گوگ نے خودکشی کر کے اپنی جان لے لی تھی۔ کیونکہ جس آرٹ یا فن کی خاطر اس نے ساری زندگی وقف کر دی تھی اس پیشے نے نہ تو کوئی سچی خوشی دی اور نہ ہی ذہنی آسودگی حاصل ہوئی۔

2 ...... مائیکل اینجیلو (Michael Angelo) جس نے حضرت داوٗدؑ کا مجسمہ تیار کیا تھا۔ اور جس نے سسٹائن گرجے کی دیواروں پر مذہبی تصاویر بنائی تھیں۔ ہم جنس پرستی کی محبت کے لیے مشہور ہے اور اس کی شاعری میں عاشقانہ مزاج واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

3 ...... جرمن فلاسفر فریڈرک نطشے (1844-1900ء) نے موسیقی کے متعلق اتنا کچھ کہا ہے کہ بقول اس کے زندگی میں موسیقی اتنی اہم ہے کہ اس کے بغیر زندگی کا کوئی مزہ ہی نہیں ہے۔ اس کے خیال کے مطابق موسیقی روح کی بکھری ہوئی قوت اور انتشار کو ایک اچھے اور اعلیٰ مقصد

میں تبدیل کر سکتی ہے۔نطشے موسیقی سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ وہ موسیقی کو مذہب کا ہم پلہ قرار دیتا ہے۔لیکن دوسری طرف نطشے خدا سے اس قدر نفرت کرتا تھا کہ اس نے اپنی کتاب "Thus Spoke Zarathustra" میں واضح طور پر لکھا ہے کہ(نعوذباللہ)''خدا مر چکا ہے۔''

حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ خدا تو ابھی بھی زندہ ہے۔اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔تاہم نطشے اپنی عمر کے آخری دس سالوں میں پاگل پن کی حالت میں رہ کر 1900ء میں مر گیا۔

4...... Beethoven بیتھوون جو کہ موسیقی سے متعلق غیر معمولی ذہانت رکھتا تھا۔ایک مغرور انسان تھا اور لوگ اس کے درشت رویے سے بہت نالاں تھے۔اس کے بہت سی عورتوں سے معاشقے ہوئے تھے۔مگر تمام کے تمام بری ناکامی سے دوچار ہو کر ختم ہو گئے اور اس نے کبھی شادی نہیں کی۔اس نے اپنی زندگی میں متعدد مرتبہ خودکشی کی ناکام کوششیں بھی کیں۔

5...... مایوسی اور جذباتی بے چینی کی ایک مثال(Elvis Presley)ایلوس پریسلے کی ذات میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔وہ بھی موسیقی میں غیر معمولی شہرت رکھتا تھا۔اس کی زندگی کا خاتمہ بھی شراب نوشی کی وجہ سے ہوا۔کئی دوسرے فلمی ستارے شراب نوشی کی وجہ سے موت کے منہ میں جا گرے جن میں برائن جونز Rolling Stone والا،ڈینس ولسن آف Beach Boys جمی ہینڈرکس(Jimi Hendrix)اور جم موریسن آف The Doors قابل ذکر ہیں۔ٹم ہارڈن اور فرینک لیمسن بھی ایسے لوگوں میں شامل ہیں۔اسی طرح کئی اعلیٰ درجے کے مسلمان ملکوں کے موسیقار بھی کثرت شراب نوشی سے مرے ہیں۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ ان گانے والوں اور دوسرے آرٹسٹوں کی بدحالی اور قبل از وقت افسوسناک موت کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ نے ایسے پیشے اختیار کرنے سے منع کیا ہے جس سے معاشرے کے اندر برائیاں اور اخلاقی بگاڑ پیدا ہو۔قرآن پاک ایسے لوگوں کے انجام سے واضح طور پر آگاہ کرتا ہے۔

''جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بدکاری کی باتیں پھیلائی جائیں،ان کے لیے اِس دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔اور اللہ خوب جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے''

(سورۃ نور آیت:19)

یعنی جو لوگ برائی کے بیج کاشت کرتے ہیں یعنی شہوت رانی اور موسیقی کے ذریعے برائی کو فروغ دیتے ہیں۔ بالآخر یہ نقصان انہی کو پہنچتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے پیدا کرنے والے کو فراموش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کو اِس طرح بھلا دیا کہ یہ لوگ اِس طرح فاحشات میں گم ہو گئے کہ کوئی نشہ آور چیزوں میں مبتلا ہے، کوئی عورتوں سے شہوت رانی میں محو ہے۔ اور کوئی ناچ گانے میں گم ہے۔ قرآن کے الفاظ کے مطابق:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَo

(سورہ الحشر۔ آیت 119)

ترجمہ: ''اور مت ہو جاؤ ان جیسے جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ مگر اللہ نے اُن کو اپنا آپ بھلا دیا اور یہی لوگ نافرمان ہیں۔'' (الحشر 119)

باب ہشتم

سچی توبہ کرنے والوں کے قصے

’’ایک ولی اللہ (saint) اور گنہگار (sinner) میں صرف یہی فرق ہوتا ہے کہ ولی کے پاس شاندار ماضی ہوتا ہے جبکہ گنہگار کے پاس شاندار مستقبل ہوتا ہے (جس میں وہ توبہ کر کے اپنے ماضی کے گناہوں کی تلافی کر سکتا ہے)۔‘‘

(Oscar Wilde۔ آسکر وائلڈ)

اگر ہم قرآن کے انداز پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ایک طریقہ جس سے قرآن اپنا پیغام لوگوں کے دل و دماغ تک پہنچاتا ہے، وہ سچے واقعات کا بیان ہے۔ قرآن ایک بیان ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ واقعات کے ذریعے پیغام پہنچانا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے بہ نسبت خشک انداز بیان کے۔ انسانوں کو ایسے واقعات کی ضرورت ہوتی ہے جن کے ذریعے وہ زندگی میں کوئی سبق حاصل کر سکیں۔ اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ واقعات کا تعلق تاریخ سے ہوتا ہے اور قرآن ہمیں ہمیشہ تاریخ سے سبق حاصل کرنا سکھاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (سورہ الاعراف: 176)

ترجمہ: ’’سو بیان کرو یہ واقعات تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔‘‘

اِس باب میں ایسے ہی دلچسپ واقعات پیش کیے جا رہے ہیں جن کا تعلق موسیقی کی دنیا

سے ہے۔اِن سچے اصلاحی واقعات کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق توبہ کے دروازے اس وقت تک کھلے ہیں جب تک موت کی سختی شروع نہیں ہو جاتی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ (ترمذی)

''اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک اس کی جان حلق تک نہ آپہنچے''۔

(امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔امام نوویؒ نے بھی اس حدیث کو ریاض الصالحین میں روایت کیا ہے۔)

اگر کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے لیکن پھر سچے دل سے توبہ کر کے اپنے کردار کی اصلاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اُس سے وعدہ ہے کہ اس کی توبہ کو قبول کرے گا اور اس پر اپنا فضل فرماتے ہوئے اسے معاف کر دے گا۔ ہماری تاریخ ایسی روشن مثالوں سے بھری ہے جس میں بہت سے لوگوں نے اللہ کے حضور سچی توبہ کی۔اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ''توبہ'' سے زیادہ پسندیدہ عمل اور کوئی نہیں ہے۔وہ ان سے محبت رکھتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے محبت ہی ہے کہ وہ انہیں آزماتا ہے تاکہ جب وہ گناہ کے بعد اس کی طرف پلٹیں تو وہ ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو توبہ کی نصیحت کی ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ أَسْرَفُوا عَلٰٓی اَنْفُسِهِم لَاتَقْنَطُوا مِن رَّحمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا اِنَّهٗ هُوَ الغَفُورُ الرَّحِیمُo

(سورہ الزمر: آیت 53)

ترجمہ(اے نبی کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔وہ تو غفور رحیم ہے۔(سورۃ الزمر:53)

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ o

(سورہ التحریم)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ سے توبہ کرو، خالص توبہ، بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔''

سچی توبہ کے ذریعے ایک گناہ گار کے عالم بننے کا واقعہ

زازان تابعی کا قصہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں مشہور صحابی رسولؐ کے دور کا اہم واقعہ لکھا ہے۔ ایک دن عبداللہ ابن مسعودؓ کوفہ میں کسی مقام سے گزر رہے تھے۔ کہ اچانک آپ نے سنا کہ چند فاسق ایک شخص کے گھر میں جمع ہیں۔ شراب کا دور چل رہا ہے اور ان کے پاس ایک مغنی زازان بھی ہے جو بانسری بجا رہا ہے اور پیارے لہجے میں گا بھی رہا ہے۔ ''فرمایا یہ آواز کس قدر پیاری ہے کاش اِس سے قرآن پڑھا جائے تو یہ اور بھی پیاری معلوم ہو۔'' پھر آپ اپنے سر پر چادر ڈال کر آگے بڑھ گئے۔ آپ کی گفتگو زازان نے بھی سن لی۔ پوچھا کون تھے؟

لوگوں نے کہا: عبداللہ بن مسعودؓ (صحابی) تھے۔

پوچھا کیا فرما رہے تھے؟

لوگوں نے کہا فرما رہے تھے ''یہ آواز کس قدر پیاری ہے، کاش اِس سے قرآن پڑھا جاتا تو پھر اس میں چار چاند لگ جاتے۔''

یہ سن کر زازانؒ بڑا متاثر ہوا اور اس کے دل پر دہشت چھا گئی۔فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بانسری کو زمین پر پٹخ کر توڑ ڈالا۔اور روکر عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس پہنچا اور اپنا رومال اپنی گردن میں باندھ لیا، گویا قیدی ہے۔آپؓ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔حضرت عبداللہؓ نے اسے گلے لگالیا اور دونوں رونے لگے اور فرمایا میں اس سے محبت کیوں نہ کروں جس سے اللہ تعالی نے محبت فرمائی۔پھر زازانؒ نے ستار وغیرہ بجانے سے توبہ کی اور گانا بجانا بالکل چھوڑ دیا اور عبداللہؓ کی صحبت میں دن رات رہنے لگا اور ان سے قرآن پاک پڑھنے لگا اور ان سے کافی علم حاصل کرلیا۔حتیٰ کہ علم شریعت کا امام بن گیا اور کئی حدیثیں بھی روایت کیں۔

بحوالہ: غنیۃ الطالبین۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ، نفیس اکیڈمی ،کراچی 1989ء کتاب التوابین۔ابن قدامہ القدسیؒ۔دارالاشاعت۔کراچی 1999ء

امام مالکؒ کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ

امام مالکؒ کا تعلق علماء کے خاندان سے تھا۔ان کے والد انسؒ ایک بڑے اسلامی عالم تھے۔اس کے علاوہ ان کے تین چچا بھی شریعت کے عالم تھے۔اپنے بچپن کے دور میں امام مالکؒ کا پسندیدہ مشغلہ اپنے پالتو کبوتروں کے ساتھ کھیلنا تھا۔امام مالکؒ نے بہت خوبصورت آواز پائی تھی جس کی وجہ سے ان کی خواہش تھی کہ جب وہ بڑے ہوں تو وہ گلوکار (singer) بنیں۔اُن کے بڑے بھائی نضر بن انس کا شمار اسلامی علماء میں ہوتا تھا اور وہ مدینہ کے علمی حلقوں میں اچھا خاصے جانے پہچانے جاتے تھے جبکہ اس وقت امام مالک کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

ایک دن انسؒ (امام مالک کے والد) نے دونوں بھائیوں سے فقہ کا ایک سوال پوچھا۔نضر بن انس نے فوراً ہی صحیح جواب دے دیا جبکہ امام مالک اُس کا جواب نہ دے سکے۔اِس پر اُن کے والد نے فرمایا ''کبوتروں کے ساتھ کھیلنے نے تمہیں خراب کردیا''۔ بعد میں اُس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ ان کے والد کے اُس

ردِعمل پر وہ اپنے بڑے بھائی سے رشک کا شکار ہو گیا اور اُس سے تعلیمی میدان میں مقابلے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے وقت کے بڑے اسلامی عالم ابن ہُرمزؒ کے پاس دین کی تعلیم کی غرض سے 7 سال تک جاتے رہے۔

اس کے علاوہ ایک اور واقعہ نے بھی امام مالک کی زندگی کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جب وہ نوجوان تھے تو ایک دفعہ انہوں نے اپنی والدہ کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ بڑے ہو کر گلوکار بننے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جواب میں ان کی والدہ نے انہیں ڈانٹا ڈپٹا نہیں بلکہ نہایت نرم لہجے میں انہیں سمجھایا: ''میرے بیٹے! چونکہ تمہاری شکل وصورت گانے والوں جیسی نہیں ہے، اِس لئے تم گلوکار نہیں بن سکتے۔'' والدہ کا یہ جواب امام مالک کی زندگی میں فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا اور امام مالک نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ بڑے ہو کر اسلام کے عالم بنیں گے، اسلئے انھوں نے بقیہ زندگی اسلام کا علم سیکھنے اور سکھانے میں گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔

Al-Awadi, Dr. Hesham (2004). The Four Great Imams. California, U.S.A., Awakening.

عمر بن عبدالعزیزؒ کی اپنے بیٹوں کے استاد کو ایک نصیحت

مسلمان خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ جو اپنے عدل وانصاف اور اللہ سے تقویٰ کی وجہ سے پانچویں خلیفہ راشد شمار کئے جاتے ہیں۔ شاہی گھرانے میں پیدا ہونے کے سبب وہ بہت زیادہ مذہبی نہ تھے اور جس طرح کے ماحول میں انہوں نے پرورش پائی، وہاں موسیقی اور گانا بجانا عام تھا۔ ان کی زندگی ان تعیّشات سے بھری ہوئی تھی جن کی ہر کوئی خواہش کرتا ہے۔ ان کے پورے خاندان میں ان جیسے دیدہ زیب لباس کوئی نہ پہنتا تھا۔ 87 ہجری میں جب وہ مدینہ کے گورنر کی حیثیت سے نامزد ہوئے تو صرف ان کا ذاتی سامان لے جانے کے لیے 30 اونٹ استعمال ہوئے لیکن 99 ہجری میں جب وہ امت مسلمہ کے خلیفہ بنے تو ان کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ انہوں نے اپنی عیش پسند زندگی کو چھوڑا اور عاجزی، پرہیزگاری، تقویٰ اور عدل وانصاف کے طریقے کو اختیار کیا۔

ان کے تقویٰ اور پرہیز گاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب وہ فوت ہوئے تو روم کے عیسائی بادشاہ نے یہ کہہ کر انہیں خراج عقیدت پیش کیا کہ ''وہ حضرت عیسیٰؑ کا دوسرا جنم تھے۔''اور یہ کہتے ہوئے اس بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

شاہی ماحول میں پرورش پانے کی وجہ سے وہ گانے بجانے کے تباہ کن اثرات سے بخوبی واقف تھے۔ بلکہ ان کا حال یہ تھا کہ ''میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثل خلیلؑ''۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے پہلی بار اپنے بیٹوں کو اُن کے استاد سہل کے پاس بھیجا تو ایک خط میں درج ذیل نصیحتیں بھی لکھ بھیجیں:

''تمہاری تعلیم وتربیت سے سب سے پہلا عقیدہ جو اِن میں پیدا ہو، وہ آلات موسیقی سے نفرت ہے،جن کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔میں نے ثقہ علماء سے سنا ہے کہ باجوں کی محفل میں جانا، گانے سننا، اور اُن کا شوق دل میں ہونا نفاق پیدا کرتا ہے،جس طرح پانی گھاس پیدا کرتا ہے۔میری جان کی قسم! عقل مند آدمی کیلئے ایسے مقامات پر نہ جانا اور انکی نحوست سے بچ جانا زیادہ آسان ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ دل میں نفاق جم جائے۔'' (تفسیر درالمنثور از علامہ جلال الدین سیوطی)

اپنے بیٹوں پر ہی موقوف نہیں، آپؒ نے اِس معاملے میں رعایا سے بھی کوئی رعایت نہیں برتی چنانچہ اپنے گورنروں کے نام حکم جاری کیا:

''یہ عجمی لوگ چند چیزوں سے ،جن کو شیطان نے اُن کی نگاہ میں مزین کر دیا ہے،دل بہلاتے تھے، پس اپنے ہاں کے مسلمانوں کو اُن چیزوں سے روکو۔ بخدا اب وقت آ گیا ہے کہ وہ لوگ کتاب اللہ سے احکامات معلوم ہو جانے کے ساتھ ہی اُن چیزوں کو کرنا چھوڑ دیں چنانچہ اُن کو فضول کاموں،لہو ولعب اور گانے بجانے سے روکو، اور اگر وہ نہ رکیں تو انہیں حد میں رہتے ہوئے سزا دو۔''

(کتاب طبقات الکبیر از ابو عبداللہ محمد بن سعد (مطبوعہ دہلی)

ڈاکٹر بلال فلپس:

ٹورانٹو کے نائٹ کلب میں گٹارسٹ سے اسلامی فقہ میں پی ایچ ڈی تک کا سفر

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (سورہ التحریم: آیت 8)

ترجمہ: اے لوگوں جو ایمان لائے ہو پلٹو اپنے رب کی طرف سچی توبہ لیے ہوئے امید ہے تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

توبہ کا دروازہ ہر کسی کیلئے کھلا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے مثالی توبہ کی۔ ڈاکٹر بلال فلپس انہی لوگوں میں سے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے سعودی عرب کی یونیورسٹی آف مدینہ سے 1979ء میں ''اصول الدین'' میں B.A کی ڈگری حاصل کی۔ 1979ء سے 1987ء تک ریاض کے ہائی سکول میں اسلامی علوم پڑھانے کے بعد وہ انگلینڈ روانہ ہو گئے جہاں سے انہوں نے یونیورسٹی آف ویلز سے اسلامی علوم میں Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔

1971ء میں اسلام قبول کرنے سے پہلے ڈاکٹر بلال فلپس جن کا تعلق کینیڈا سے ہے موسیقی سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے ایک لیکچر کے دوران، وہاں پر موجود نوجوانوں کے ایک گروپ نے ''اسلام میں موسیقی کا کیا مقام ہے؟'' کے متعلق سوالات پوچھے اور اس سلسلے میں ان کے ماضی میں موسیقی کے ساتھ تعلق اور پھر موسیقی کا چھوڑنا بھی زیر بحث آیا، جس کے جواب میں ڈاکٹر فلپس نے یہ بیان دیا:

''حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ میں نہ صرف موسیقی سنتا تھا بلکہ خود بھی گانے بجانے کا ماہر تھا۔ میں راک میوزک کے مختلف آلاتِ موسیقی خود بجاتا تھا۔ 1970ء کی دھائی میں میں گٹار بجاتا تھا اور ٹورانٹو (کینیڈا) کے ایک نائٹ کلب کے ساتھ گانے گایا کرتا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شروع میں تو مجھے کسی نے نہیں بتایا کہ اسلام میں موسیقی حرام ہے، اس لئے

میں ٹورانٹو کے مختلف نائٹ کلبوں میں گانا بجانا کرتا رہا۔ میں کینیڈا کے شہر وینکوور (Vancour) میں بھی میوزیکل شوز کرتا تھا۔ تاہم اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ جب میں نائٹ کلب میں ہوتا تھا تو وہ مجھے ایک مختلف دنیا لگتی تھی۔ میرے میوزیکل گروپ کے باقی تمام گلوکار منشیات کا استعمال کرتے تھے۔ نائٹ کلب میں تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی چیز کا نشہ کرتا تھا اور وہاں پر صرف میں ہی ایک ایسا شخص تھا جس کی عقل سلامت تھی اور گو کہ میں جسمانی لحاظ سے وہاں پر موجود ہوتا تھا لیکن میں وہاں کے حالات کا مشاہدہ کررہا تھا اور مجھ پر بہت جلد واضح ہوگیا کہ وہ ماحول کتنا منحوس تھا۔ اب میرے لئے یہ ممکن نہ رہا تھا کہ میں اس کا حصہ بنا رہوں۔ اس لئے میں نے خود ہی فیصلہ کرلیا کہ میں موسیقی کو خیرباد کہہ دوں۔ میں نے اپنے تمام آلاتِ موسیقی اور ریکارڈ بیچ ڈالے یا ضائع کردیئے۔ بعد میں اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مجھ پر یہ آشکارا ہوا کہ موسیقی اسلام میں حرام ہے۔

میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ لوگوں پر موسیقی کے اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں۔ یہ بہت شدت والے اور انسان کو لت لگانے والے (Addictive) ہوتے ہیں۔

موسیقی کے اثرات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ لوگ کسی بھی لمحے کوئی بھی گانا اپنے ذہن میں دہرا سکتے ہیں جو انہوں نے دس سال پہلے سنا ہو۔ گانا حرف بہ حرف مکمل طور پر وہاں موجود ہوتا ہے کیونکہ وہ انسان کے دل میں جگہ بنالیتا ہے اور آہستہ آہستہ انسان کا دل ایسے گانوں سے بھر جاتا ہے۔ پھر جب وہی انسان، قرآن اور حدیث پڑھتا ہے تو وہ انسان کے دل میں گھر نہیں کرسکتے کیونکہ قرآن اور گانے ایک ہی جگہ نہیں رہ سکتے۔ ہم جتنی زیادہ موسیقی سنیں گے، ہمارے دل میں روحانی چیزوں کے لئے اتنی ہی کم جگہ ہوگی یعنی قرآن، حدیث اور دیگر دینی علوم۔ اور بالآخر موسیقی جسے اکثر علمائے اسلام نے ''شیطان کا قرآن'' کہا ہے، وہ دل میں ایمان کی جگہ آجائیگی۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موسیقی ہمارے اوپر اثرانداز نہیں ہوگی اور ہم صرف پڑھائی کرتے

ہوئے یا کوئی کام کرتے ہوئے اُسے سنتے ہیں لیکن انسان کا دل و دماغ اس طرح کام کرتے ہیں کہ اگر ہم کسی سسٹم میں "data" مسلسل ڈالتے رہیں تو اس میں تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہے لیکن یہ تبدیلی فوراً نہیں ہوتی بلکہ آہستگی سے ہوتی ہے۔ دراصل گانے انسان کے تحت الشعور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور آخرکار انسان کے کردار اور رویے کو تبدیل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور یقیناً یہ چیز انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہے کیونکہ اگر موسیقی اور گانا بجانا انسان کو اللہ سے قریب کرتا تو اسلام نے اس کی ممانعت نہ کی ہوتی۔ اس لئے ایک مسلمان کے لئے موسیقی کی عادت سے چھٹکارے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے پاس موجود تمام گانے بجانے کے ریکارڈ، کیسٹیں، سی ڈیز (CDs) وغیرہ سے چھٹکارہ حاصل کرے کیونکہ ہم موسیقی سے ایسی حالت میں توبہ نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس یہ چیزیں بدستور موجود ہوں۔ ایسی صورت میں ان میں دوبارہ ملوث ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایسی پھانسنے والی چیزوں سے دور رہیں۔ تلاوتِ قرآن زیادہ سے زیادہ سنیں۔ عربی زبان سیکھنے کی کوشش کریں تا کہ جب ہم قرآن سنیں تو ہمیں اس کے معانی سمجھ آئیں اور ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہیے جو اس طرح کے گناہ کے کاموں سے دور رہتے ہیں کیونکہ اگر ہم ایسے لوگوں سے دوستی کریں گے اور ایسے لوگوں کے ساتھ وقت گزاریں گے جو ہر وقت موسیقی سنتے رہتے ہیں تو ہمارے اس گناہ میں دوبارہ پھنس جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوں گے۔''

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر ڈاکٹر بلال فلپس نے بتایا کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اور موسیقی سے توبہ کر لی تو وہ اپنے گھر میں اپنے غیر مسلم دوستوں کو اسلام کی دعوت و تبلیغ کرنے کے لئے بلایا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا:

''میں نے یہ نوٹ کیا کہ میرے گھر میں مدعو غیر مسلم دوست احباب جب مجھ سے گفتگو میں مصروف ہوتے تھے تو وہ کچھ اکتاہٹ محسوس کرتے تھے کیونکہ ہمارے کمرے میں بیک گراؤنڈ میں موسیقی نہیں چل رہی ہوتی تھی۔ اُنہیں کسی چیز کی کمی کا احساس ہوتا تھا۔ دراصل یہ مغربی تہذیب کا بہت بڑا ہتھکنڈہ ہے کہ چاہے ہم کسی ڈیپارٹمنٹل سٹور میں ہوں یا لیٹرین میں ہوں یا گاڑی میں ہوں، ہر وقت موسیقی پس منظر میں چل رہی ہو۔ ہردم موسیقی سے لذت یاب

ہونے سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ ہم ہر وقت دنیاوی لذات اور مادی خواہشات میں غرق رہیں اور اللہ کی یاد سے غافل رہیں۔ وہ اس بات کی یقین دہانی کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ ہم اپنی زندگی کے اصل مقصد کے بارے میں سوچ سکیں۔''

یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی اور گانے بجانے کا اصل مقصد انسان کی روح کو سُلا کر اُس کے جسم کی خواہشات کو بیدار کرنا ہوتا ہے۔ بقول اقبالؒ ؎

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، جسم کو بیدار

اس کے برعکس قرآن، انسان سے ایک بنیادی سوال پوچھتا ہے:

''فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ (سورہ التکویر: 26)

ترجمہ: ''اے انسان! تو کہاں جا رہا ہے؟''

آخر ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ہماری موت کا مقصد کیا ہے؟ آخر کس سمت میں جا رہے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو قرآن ہم سے کرتا ہے اور صرف وہی ان کے جوابات بھی مہیا کرتا ہے۔

مصری گلوکاراؤں اور رقاصاؤں کی توبہ کے واقعات

میڈیا اور موسیقی کی دنیا آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی ہوتی ہے۔ جب لوگ گلیمر کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو اس کی چمک اور شہرت کی وجہ سے اکثر اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ موسیقی اور فلم کی صنعت کو میڈیا کی دجالی طاقت (seductive power) کی وجہ سے نظروں کو خیرہ کر دینے والا بنا دیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں یہ دنیا بہت تاریک ہے۔ کوئی بھی گلیمر کی اِس دنیا کے تاریک اور بھیانک پہلو کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ جو بھی اِس بلیک ہول (Black Hole) میں جاتا ہے گم ہو جاتا ہے اور واپس نہیں آسکتا کہ اپنا حال زار لوگوں کو بتائے۔ تاہم کچھ مقدس روحیں ایسی بھی ہیں جو موسیقی کی تاریک دنیا سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئیں اور پھر انہوں نے ایک پکے مسلمان کی حیثیت سے بقیہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ حال ہی میں مصر کے ٹی وی، فلم اور ریڈیو شوز کی فنکاراؤں اور گلوکاراؤں میں ایک دلچسپ اور حیرت انگیز تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے کہ ان

میں سے خاصی بڑی تعداد نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ شہرت کو پس پشت ڈالنے اور بقیہ زندگی خدا کے لئے وقف کرنے کا فیصلہ کر رہی ہیں۔

شوبز کی دنیا کی مشہور رقاصہ سحر حامدی نے حال ہی میں اپنا یہ فیصلہ سنایا ہے کہ وہ شہرت کی زندگی کو خیر باد کہہ کر خدا کی ایک تائب بندی کے طور پر بقیہ زندگی گوشہ گمنامی میں گزاریں گی۔موسیقی کی دنیا کو ترک کرنے کا فیصلہ دراصل سحر حامدی کے اندر رہونے والی حق و باطل کی لامتناہی کشمکش کا نتیجہ ہے جس سے آخر میں سحر میں مکمل اخلاقی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔اس معاملے میں سحر حامدی اکیلی نہیں ہیں جنہوں نے موسیقی کی دنیا کو خیر باد کہا ہے۔

1980ء کی دہائی میں ایک مذہبی لہر کے زیر اثر بہت سی گلوکاراؤں اور اداکاراؤں نے موسیقی اور فلمی دنیا سے توبہ کی اور'' دوبارہ پیدا شدہ مسلم'' (Born-again Muslims) بن گئیں۔وہ خواتین جنہوں نے اپنے ماضی سے اللہ کے ہاں توبہ کی ان میں گانے ''لَا تَظْلِمْ اَلنِسَاءَ'' کی اداکارہ حنا ثروت، گلوکارہ یاسمین الخیام، مشہور بیلے ڈانسر (belly dancer) زی زی مصطفےٰ، رقاصہ ہالہ الصافی اور سحر حامدی شامل ہیں۔

Said, Summer (August 2006, Rajab 1427). Egyptian Celebrities Turn to Religion. Young Muslim Digest

ان فلمی اداکاراؤں، گلوکاراؤں اور رقاصاؤں نے مصر میں یہ طریقہ بنالیا ہے کہ جب بھی میڈیا کی دنیا کی کوئی عورت توبہ کر کے ان میں شامل ہوتی ہے تو وہ نئی آنے والی بہن کے اعزاز میں ایک پروگرام مرتب کرتی ہیں جس میں وہ اجتماعی طور پر تلاوت قرآن کرتی ہیں اور نئی آنے والی کو اپنے حلقے میں خوش آمدید کہتی ہیں۔یہ تمام خواتین مل کر مسلمان علماء کی تقاریر سنتی ہیں۔

(ملک عباس اختر اعوان، فلمی دنیا کی خواتین قرآن کے سائے میں: 2006ء لاہور، اذان سحر پبلیکیشنز)

گلیمر کی دنیا میں ایک زمانے میں شہرت کی بلندیوں کو چھونے والی اِن تائب خواتین کی زندگیوں میں انقلاب لانے میں مصر کے عالم شیخ محمد متولی الشعراوی کا بہت دخل ہے۔الشعراوی

نے اپنی تقاریر اور خطبوں میں ایسی خواتین کو اس بات پر ابھارا کہ وہ ایسے غلط پیشوں کو ترک کریں اور خدا کی یاد پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔اس تبلیغ میں دو نوجوان مبلغوں یعنی مصر کے عمرو خالد اور یمن کے شیخ حبیب بن علی کا بھی بہت دخل ہے۔

Said, Summer (Aug2006) Egyption celebrities turn to religion.

فلمی اور موسیقی کی دنیا سے توبہ کا سلسلہ صرف مصر کی گانے والیوں تک محدود نہیں۔لبنان کی گلوکارہ عروبہ اور نہا دفتوح بھی ان سعید روحوں میں سے ہیں جنہوں نے موسیقی سے توبہ کی اور اسلام پر چلنے کا فیصلہ کیا۔جب موسیقی سے تائب یاسمین الخیام سے پوچھا گیا کہ کیا اُسے اس بات پر حیرانگی نہیں ہوتی کہ کس طرح تھوڑے سے عرصے میں کئی خواتین نے گانے بجانے سے توبہ کی تو یاسمین نے ایمان بھرے لہجے میں جواب دیا: ''ہمیں اس بات پر تو حیرانگی ہوسکتی ہے کہ ایک بچہ غصے میں ماں کی گود کو چھوڑ کر چلا جائے لیکن اگر وہی بچہ اپنی ماں کی گود میں واپس آجائے تو ہمیں حیرانگی نہیں ہونی چاہیے۔'' (ملک عباس اختر اعوان۔فلمی دنیا کی خواتین قرآن کے سائے میں)

یہاں ہمیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جن خواتین نے فلمی اور موسیقی کی دنیا سے توبہ کی ہے وہ اب پبلک میں جا کر اپنے چہرے کا دیدار نامحرم مردوں کو نہیں کرواتیں۔انہوں نے تو اب اپنی تمام زندگیاں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے وقف کر دی ہیں۔

جنید جمشید، پاپ میوزک سے اللہ کے راستے تک:

جنید جمشید پاکستان کے مشہور سابق پاپ سٹار ہیں جو 1964ء میں پیدا ہوئے۔ پاکستان کے تاریخ کے سب سے پہلے پاپ بینڈ وائٹل سائنز (Vital signs) میں وہ قائد گلوکار (Lead Singer) تھے اور اسی دور میں وائٹل سائنز نے 1987ء میں اپنے مقبول عام گانے ''دل دل پاکستان'' کی وجہ سے ملک گیر شہرت حاصل کی۔ دراصل پاکستان کے پاپ میوزک میں جنید جمشید پہلے میوزک سٹار تھے۔

اپنے کیریئر کے عروج پر جنید جمشید نے گلیمر اور شہرت کی دنیا سے پیٹھ موڑ کر اپنے آپ کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ 2003ء میں جنید نے پاپ سٹار کے طور پر اپنے کیریئر کو ختم کرنے کا اعلان کیا تا کہ وہ روحانی زندگی گزار سکیں۔ برطانیہ کے ویب رسالے "Muslim Voice" کو انٹرویو کے دوران جنید جمشید نے اپنی زندگی کے انقلابی موڑ کے متعلق بتایا:

''میری زندگی کا سب سے یادگار موقع وہ ہے جب میں اپنے ایک دوست کے ساتھ اکتوبر 1997ء میں تبلیغی جماعت کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا۔اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ اب تک میری زندگی کتنی بڑی غلطی ہے اور مجھے بدلنا چاہیے۔''

Gohir, Shaista (April 09, 2005). Junaid Jamshed: From Pop Stardom to the Path of Allah. (http://www.mvuk.co.uk)

تاہم 1997ء کے بعد جنید کو یہ بات سمجھنے کے لئے مزید 5 سال لگے کہ ان کا موسیقی کا کیریئر اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اگست 14، 2003ء میں جب جنید نے بالآخر پاپ میوزک کی دنیا کو الوداع کہا تو اپنے انٹرویو میں بتایا: ''یہ میرے لئے نہایت مشکل فیصلہ تھا۔موسیقی نہ صرف میرا جوش، میرا کیریئر اور ذریعہ معاش تھی بلکہ مجھے صرف یہی ہنر آتا تھا۔''

موسیقی کی صنعت کو چھوڑ کر اسلام کی روشنی کی طرف سفر کے بعد جنید جمشید نے ریڈی میڈ کپڑوں کے فیشن سٹورز کے بزنس کا پاکستان کے دس شہروں میں آغاز کیا۔''ڈھائی سال کے قلیل عرصے میں ہم نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی حالانکہ میں کوئی بزنس مین نہیں ہوں۔یہ سب اللہ کا کرم ہے۔وہ ہمارے چھوٹے چھوٹے اعمال کو بھی دیکھتا ہے اور اس کے انعامات بے حساب ہیں۔'' جنید جمشید نے بتایا۔

جب جنید جمشید نے موسیقی کی صنعت کو چھوڑنے کا اعلان کیا تو میڈیا میں بہت شور و غوغا اٹھا تھا۔موسیقی کی دنیا اس خبر پر حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔ جنید جمشید کے مداحوں (Fans) نے اپنے پسندیدہ سنگر کو کھونے پر ماتم کیا۔جنید جمشید کے الفاظ میں: ''شروع میں لوگوں نے یہ سوچا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں' ان لوگوں کے لئے یہ باور کرنا مشکل تھا کہ ایک شخص جو اُن

کا پسندیدہ سٹار تھا اور آج وہی شخص اُن سے کہہ رہا ہے کہ جو کچھ وہ ماضی میں کرتا تھا وہ غلط تھا۔ مزید یہ کہ اب وہ شخص انہیں اس چیز (اسلام) کی طرف بلا رہا ہے جس پر وہ عمل پیرا نہیں ہونا چاہتے۔''

آج لمبی داڑھی کیساتھ شلوار قمیص میں ملبوس جنید جمشید ایک اسلامی عالم دکھائی دیتے ہیں اور حقیقت میں وہ بہت تیزی کے ساتھ اس راہ پر گامزن ہیں۔انہوں نے انٹرویو میں واضح کیا کہ ان کے لیے پاپ میوزک کو چھوڑنا کیوں ضروری تھا:

''میں گانا گاتے ہوئے سوچتا تھا کہ میرے سامنے ناچتی ہوئی لڑکی کسی کی بہن اور کسی کی بیٹی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کی امت کی بیٹیوں کو کس کام پر لگا رہا ہوں اور ایسی لڑکیوں کی کوکھ سے جنم لینے والے بچے محمد بن قاسمؒ، صلاح الدین ایوبیؒ نہیں بن سکتے۔آج اُمت کو گانے والوں کی ضرورت نہیں بلکہ محمد بن قاسمؒ، خالد بن ولیدؓ، ضرار بن ازورؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ جیسے عظیم لوگوں کی ضرورت ہے اور وہ نیک ماؤں کے پاکیزہ جذبات، نیک تمناؤں اور ان کی حیاء، عفت اور پاک دامنی سے وجود میں آتے ہیں۔''

جنید جمشید نے اپنے میوزیکل کیریئر کے بام عروج پر شہرت کو ٹھکرا کر زندگی کی نئی سمت میں سفر شروع کیا، پہلے موسیقی اُن کا جنون تھا۔اب اسلام انکی زندگی ہے۔جنید نے اپنی پوری زندگی اسلام کی تبلیغ کیلئے وقف کر دی ہے۔انہوں نے واضح کیا کہ انہیں اپنے فیصلے پر کوئی پچھتاوا نہیں۔ (ملک اختر عباس اعوان فلمی زندگی سے توبہ کرنے والے ستارے قرآن کے سائے میں، 2006ء لاہور، اذان سحر پبلیکیشنز۔)

میں اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں لوگوں کو گناہ اور خدا کی نافرمانی کی دعوت دیتا تھا اور اب میں انہیں خدا کی رضا اور اس کے دین کے لیے کام کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔مجھے اپنی ماضی کی شہرت والی زندگی کو چھوڑنے کا کوئی افسوس نہیں۔میری نئی زندگی سادہ، پاک اور خوبصورت ہے۔میرا خیال ہے کہ اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کریں تو دنیا میں ہی ہماری زندگی جنت بن جاتی ہے۔لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ انکا عیاشی کا دور کبھی ختم نہ ہوگا۔میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس دنیا میں خوشی، غم، اچھا اور برا سب

عارضی ہیں ۔ ہمیں یہ سب کچھ سمجھنا چاہیے قبل اسکے کہ بہت دیر ہو جائے ۔

Gohir, Shaista (April 09, 2005). Junaid Jamshed: From Pop Stardom to the Path of Allah. (http://www.mvuk.co.uk)

شیخ یوسف ایسٹس ۔ موسیقی کے بزنس سے تبلیغ اسلام تک:

امریکی نومسلم شیخ یوسف ایسٹس (Yusuf Estes) امریکہ کی کٹڑ عیسائی فیملی میں پیدا ہوئے ۔ ان کی فیملی اور آباءو اجداد نے پورے امریکہ میں بہت سے چرچ اور مدرسے قائم کئے ۔ ابھی شیخ ایسٹس پرائمری سکول میں تھے کہ ان کے گھر والے 1939ء میں ٹیکساس کے شہر ہوسٹن نقل مکانی کر آئے ۔

اپنی نوجوانی کے دور میں شیخ یوسف ایسٹس نے موسیقی کی مختلف اقسام میں دلچسپی لینی شروع کی ۔ بالخصوص مذہبی موسیقی (Gospel Music) اور کلاسیکل موسیقی، چونکہ ان کا پورا خاندان مذہب اور موسیقی کا دلدادہ تھا، اس لیے انہی دونوں میدانوں میں شیخ ایسٹس نے علم حاصل کرنا شروع کیا ۔ اگلے چند سالوں میں امریکہ کے مختلف گرجوں میں انہوں نے بطور مذہبی موسیقی کے پادری (Music Minister) کے کام کیا ۔

چونکہ اپنی تعلیم اور تجربے کے لحاظ سے شیخ ایسٹس ایک عظیم موسیقار تھے، اس لیے 1960ء میں انہوں نے آلات موسیقی (Keyboard Musical Instruments) کی لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی ۔ 1963ء میں اُن کی تدریسی کامیابیوں کی وجہ سے ریاست میری لینڈ (Maryland) کے شہر لاریل (Laurel) میں انہوں نے اپنا سٹوڈیو (Estes Music Studios) بنالیا ۔ اس کے علاوہ دیگر بزنس کمپنیاں جو شیخ یوسف ایسٹیس اوران کے والد چلا رہے تھے ۔ ان میں Estes Music Company اور Estes piano & organ Co. شامل تھے، وہ اوران کے والد منافع کے لیے پورے ملک میں میوزک اور ٹی وی بیچنے کے سٹور کھولتے تھے ۔ شیخ یوسف کو NAAMM (National Association of American Music Manufacturers) کی رکنیت بھی حاصل تھی ۔

Estes, Yusuf (2006) Personal email Communication Washington D.C.

شیخ یوسف ایسٹس موسیقی کی صنعت کے ساتھ کئی سال منسلک رہے۔ پھر 1991ء میں ایک عرب بزنس مین محمد کو بطور مہمان اپنے گھر ٹھہرانے کا موقع ملا۔ شیخ یوسف کے ذہن میں اسلام کے متعلق وہ تمام شبہات تھے جو آج میڈیا پھیلاتا ہے۔ محمد نے وہ تمام شبہات شیخ ایسٹس کے ذہن سے رفع کئے۔ بالآخر شیخ یوسف ایسٹس نے اپنی بیوی، بچوں اور والدین سمیت اسلام قبول کرلیا۔ آج ان کی بیٹی نقاب کرتی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شیخ یوسف ایسٹس نے اسلامی علوم نہایت تندھی کے ساتھ حاصل کئے اور موسیقی کے پیشے سے توبہ کی۔ آج کل وہ امریکی مسلمانوں کے لیے National Muslim Chaplain کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور امریکہ کی فوج، درسگاہوں اور جیلوں میں اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔

باب نہم

اختتامی کلمات

Oh! Music is music and Islam is Islam,

and never the twain shall meet"

(آہ! موسیقی، موسیقی ہے اور اسلام، اسلام ہے
اور موسیقی ہے اور اسلام کا ملاپ کبھی نہیں ہو سکتا)

اب جبکہ ہم اس کتاب کے اختتام پر پہنچ چکے ہیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کتاب میں پیش کئے گئے دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیقی اسلام میں حرام ہے۔ سوائے چند خاص حالات میں، موسیقی کا مسئلہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آٹے میں نمک کے برابر چند چھوٹے موٹے علماء یہ کہہ بھی دیں کہ موسیقی سننے کی اسلام میں اجازت ہے تو یہ بات اس مسئلے کو اختلافی نہیں بنا دیتی۔ فقہی آراء میں اختلاف تب قابل قبول ہوتا ہے جبکہ وہاں اجتہاد کی گنجائش ہو۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب آراء میں اختلاف بہت ہو اور یہ صورت موسیقی کے مسئلے میں نہیں ہے کیونکہ ہر دور میں تقریباً تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ موسیقی حرام ہے۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایک دو عالموں سے تو غلطی ہو سکتی ہے لیکن علمائے اسلام کے سوادِ اعظم سے غلطی نہیں ہو سکتی جیسا کہ حدیث پاکؐ میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ عَلٰى الضَّلَالَةِ

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر مجتمع نہیں کرے گا۔ (ترمذی کتاب الفتن)

نہ صرف اکثر علمائے اسلام کا آلات موسیقی کی حرمت پر اجماع ہے بلکہ کچھ علماء کے مطابق موسیقی سننے سے دل میں منافقت پیدا ہوتی ہے۔ امام مالکؒ سے جب موسیقی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

اِنَّمَا یَفْعَلُہٗ عِنْدَنَا الْفُسَّاق.

''یہ فعل ہمارے ہاں صرف فاسق اور گنہگار لوگ ہی کرتے ہیں۔''

ہمیں یہ بات نوٹ کرنی چاہیے کہ امام مالک 93ھ سے 179ھ تک مدینہ میں رہے۔ یہیں وفات پائی۔ ایسی جگہ جو اصحاب رسولؐ کا مسکن تھا۔ اس لحاظ سے امام مالک کا موسیقی کے متعلق فتویٰ دراصل اصحاب مدینہ کی رائے بلکہ ان کے اجماع کو ظاہر کرتا ہے اور اسے موسیقی کے خلاف اسلامی قانون کی بنیاد سمجھا جاسکتا ہے۔

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ موسیقی انسانی ذہن کو خدا کی یاد سے غافل کرتی ہے۔ اس وجہ سے اسلام نے نہ صرف موسیقی بجانا بلکہ سننا بھی حرام قرار دیا ہے۔ یہ شراب اور منشیات کی حرمت کی طرح ہے کیونکہ یہ چیزیں بھی انسان کی عقل کو مفلوج کرتی ہیں۔ موسیقی اور گانے کا آج عام ہو جانا دراصل قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

موسیقی اور گانا بجانا سننے والوں کے دلوں میں منافقت، گناہ، غفلت، شہوت اور بہت سی دوسری روحانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ روح کا کینسر ہے۔ موسیقی سننا انسان کا وقت، پیسہ اور قوتیں ضائع کرتا ہے۔ موسیقی دل پر زنگ چڑھا دیتی ہے جسے قرآن کے الفاظ میں ''ران'' کہا گیا ہے۔ (سورہ المطففین آیت نمبر 14)

سائنسی دلائل کی روشنی میں اِس کتاب میں تفصیل سے یہ دکھایا گیا ہے کہ موسیقی اور گانوں کے بول صرف ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے نہیں جاتے بلکہ اور بھی بہت کچھ کر ڈالتے ہیں۔ موسیقی لوگوں کو اس مقام پر لیجاتی ہے کہ ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ماؤف ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے سفلی جذبات کے غلام بن جاتے ہیں۔ موسیقی انسان

کی عقلی صلاحیتوں کے توازن کو بگاڑتی ہے۔ روحانی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اور اخلاقی اقدار کو تباہ کر دیتی ہے۔ موسیقی اور گانے انسان کے جذبات کو بھڑکا کر اس کے حیوانی وجود کو ابھارتے جبکہ ملکوتی اور روحانی وجود کو سلاتے ہیں۔ بقول اقبالؒ:

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، جسم کو بیدار
(اقبالؒ)

موسیقی زنا کاری اور نشہ کرنے کے لیے سیڑھی کا کام دیتی ہے۔ کیونکہ یہ اپنے سامعین میں سے شرم وحیا کو ختم کر دیتی ہے۔ میوزک اور ناچ گانے کو حکومتیں میڈیا میں عوام کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ موسیقی کی طاقت اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ یہ انسان کی عقل کی بجائے اس کے جذبات اور لاشعور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض دفعہ تو محقق جان سلوبوڈا (John Slobada) کی تحقیق کے مطابق لوگ یہ دعویٰ تک کرتے ہیں کہ ان کا موسیقی سے تعلق دنیا کی ہر شے سے تعلق سے زیادہ مضبوط ہے۔

M. R. Jones & S. Holleran (Eds.) Cognitive Bases of Musical Behaviour. Washington DC: American Psychological Association

اِس کتاب میں پیش کی گئی عمرانی سائنسی تحقیقات یہ واضح کرتی ہیں کہ موسیقی نوجوانوں کے زندگی اور دنیا کے متعلق نکتہ نظر پر غالب اثر کرتی ہے، جس میں ان کا زندگی گزارنے کا طریقہ (Life style) نفسیاتی اور جنسی نشوونما فیشن، کلچر اور ان کے اپنے والدین سے تعلقات شامل ہیں۔ امریکہ کے نومسلم عالِم اسلام اور صوفی بزرگ شیخ نوح حم کیلر (Nuh Hamim Keller) سے ایک مرتبہ یہ پوچھا گیا کہ کیا ریکارڈ ہوئی موسیقی سننے کی اسلام میں اجازت ہے؟ شیخ کیلر نے درج ذیل جواب دیا:

"کچھ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ریکارڈ ہوئے میوزک کو سننے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ تو ریکارڈنگ سے آ رہا ہوتا ہے۔ اور کوئی موسیقار اس وقت وہ میوزک بجا رہا نہیں ہوتا۔ یہ

رائے قابلِ اعتماد نہیں کیونکہ 2002ء میں امریکہ میں ریکارڈ کئے ہوئے میوزک (یعنی گلوکاروں کی کیسٹس، CD وغیرہ) کے بکنے سے جو آمدنی ہوئی وہ 12 بلین ڈالر تھی۔ جبکہ گلوکاروں اور موسیقاروں کے پروگراموں میں روبرو گانے سننے والوں سے جو آمدنی ہوئی وہ 1.7 بلین ڈالر تھی۔اس لیے یہ واضح ہے کہ لوگ یہ خریداری صرف موسیقی کی وجہ سے کرتے ہیں۔حضرت محمد ﷺ کی کم از کم چھ (6) صحیح احادیث واضح طور پر موسیقی اور گانے بجانے کو حرام قرار دیتی ہیں۔ پس اگر دل میں تقویٰ اور ایمان موجود ہے تو حکمِ شریعت صاف طور پر آلاتِ موسیقی کو حرام قرار دیتا ہے۔اس میں شک نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا اور ہمارے فائدے کیلئے فرمایا تھا اور راہِ سلوک کے مسافر (سالکین) بخوبی جانتے ہیں کہ توبہ سے پہلے کے دور کے سنے ہوئے موسیقی کے راگ اور گانوں کے بول ہمارے ذہنوں سے محو کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے تا کہ ہم تلاوت قرآن کی حلاوت محسوس کر سکیں۔اور ذکر ہماری روح پر اثر کر سکے وغیرہ وغیرہ۔

اگر ہم موسیقی کی فطرت پر غور کریں تو یہ دراصل بغیر کسی آمیزش کے موسیقار کے نفس کا اظہار ہوتا ہے۔تو اُس کے گندے نفس کو ہم اپنے نفس میں کیوں داخل ہونے دیں۔موسیقی کے زہریلے اثر کا افلاطون اور بہت سے دوسرے مفکرین نے بخوبی اندازہ کرلیا تھا...... جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موسیقی سننا اور میوزیکل کانسرٹس میں جانا جائز ہے وہ اندھے ہیں اور جو فقہاء ایسے فتوے دیتے ہیں وہ بھی اندھے ہیں کیونکہ فتوے کا ایک مقصد تزکیہ نفس ہوتا ہے......

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○

ترجمہ: کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔(سورہ الشمس)

اللہ نے قرآن میں ہمیں شریعت کا یہی مقصد بتایا ہے۔یہ فتوے کا اصل مقصد ہے (Interest of fatwa) یہ اس لیے نہیں ہوتا کہ لوگوں کو چھوٹ دے دی جائے کہ وہ جو چاہیں کریں۔آج کے کئی نام نہاد فقہا یا مفتی فتویٰ کے اصل مقصد کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔جنہیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا کہ تزکیہ نفس کیا چیز ہے۔ہم جو فتویٰ دے رہے ہیں۔اس کا پوچھنے والے شخص کی روح پر کیا اثر ہوگا۔ہمارے فتوے کے نتیجے میں اس شخص کے دین کا کیا بنے گا۔

یہ ایسا مقصد ہے جس پر فتویٰ دینے والے کو واقف ہونا چاہیے۔اور اسے اِس کا التزام

کرنا چاہیے اور ہمارے دور میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو فتوے دیتے ہیں لیکن وہ حقیقی مفتی نہیں۔ چاہے انہوں نے تمام مذاہب فقہ کی ساری کتابیں زبانی یاد کر لی ہوں اور چاہے وہ جامع الازہر میں امام ہوں۔ یا کسی بھی اور جگہ اگر وہ یہ فتویٰ دیں گے کہ موسیقی حلال ہے تو اسکا یہ مطلب ہے کہ انہیں موسیقی کے انسانی نفس پر اثرات کا علم نہیں اور انہیں انسانی نفس پر امریکن میوزک کے اثر کا بالخصوص پتہ نہیں۔"

Keller, Sheikh Nuh Ha Mim (2002 - 2005). Is listening to the recorded music permissible? (audio) (http://www.sunnipath.com)

آج مسلمانوں کا موسیقی میں استغراق ایک بیماری نہیں بلکہ ایک بڑی وبا کی ایک علامت ہے یعنی حُبِ دنیا اور حُبِ نفس۔ یہ مسلمانوں کی قرآن اور سنت سے دُوری کا نتیجہ ہے۔ آج وہ مسلمان جو اپنے آپ کو ماڈرن مسلمان (Modernists) کہلواتے ہیں اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کا معذرت خواہانہ جدید ایڈیشن پیش کرتے ہیں، انہیں اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ انہیں اب دنیا کو اپنے آقا مغرب کی عینک سے دیکھنا چھوڑ دینا چاہیے جس کے مطابق تفریح کے ذرائع صرف دو ہی ہیں یعنی موسیقی اور فلمیں۔ اگر سوسائٹی کی اکثریت برائی کر رہی ہے تو یہ بات اس برائی کو جائز نہیں بنا دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے اِس دور میں بھی کئی عالمی شہرت یافتہ گلوکاروں اور گلوکاراؤں نے اس کام سے توبہ کی اور دنیا کے لیے روشنی کا منارہ بنے۔ جیسا کہ پچھلے باب میں بیان ہوا ہے۔

ہمیں ایسی چیزوں کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیے جو ہمارے دلوں کو عارضی تسلی دیتی ہیں اور بعد میں ہمیں خالی پن کا احساس (Feelings of emptiness) ہوتا رہتا ہے جو دراصل احساسِ گناہ کی ایک قسم ہے۔

اس کتاب کا آخری حصہ ان خوش نصیب مسلمانوں کے لیے ہے، جو موسیقی میں غرق ہیں لیکن وہ اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور روحانی ترقی کے خواہشمند ہیں۔ انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ کے ہاں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ آج ہی اللہ کے ہاں اپنے ماضی کی گناہوں

والی زندگی سے سچی توبہ کر کے اور اسلام کے احکامات پر حتیٰ الامکان مکمل طور پر عمل کر کے دنیا کے لیے ایک روشن مثال بن سکتے ہیں۔اس کتاب کا اختتام برطانیہ کی نومسلم جرنلسٹ خاتون یونی رڈلے(Yvonne Ridley) کی آنکھیں کھول دینے والی سطور پر کیا جاتا ہے:

''سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مسلمان امت میں سے کوئی شخص سٹیج پر چڑھ کر خوشی سے ناچے اور چیخ چلا کر گانا بجانا کرے جبکہ پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم وستم کے اتنے پہاڑ توڑے جارہے ہیں۔پوری مسلم دنیا میں ہمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی رگوں سے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔موسیقی کے سٹارز اور ہیروز کے ناموں کے نعرے لگانے اور ان کے ساتھ گانا گانے کے شوروغوغا میں اُن مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی چیخوں کی آوازیں دب کر رہ جاتی ہیں، جنہیں ازبکستان کی تاریک جیلوں میں ابلتے ہوئے پانی میں زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ہم میں سے کتنے ہیں جو(میوزیکل کنسرٹس میں چیخنے چلانے اور ہاتھ ہلانے کی بجائے) کشمیر، افغانستان، چیچنیا، فلسطین اور عراق میں اپنی بہنوں اور بھائیوں کو انصاف دلوانے کے لیے چیخیں چلائیں اور اپنے ہاتھوں کو لہرائیں......اے مسلمانو! جاگو! مسلمان امت کا خون رس نہیں رہا بلکہ تیزی سے بہہ رہا ہے۔جو چیز حرام ہے اسے مت سنو! پوری دنیا میں آباد اپنی گلوبل مسلم فیملی کی آہ و پکار کو سنو!''

Ridley, Yvonne (April 24, 2006) Pop Culture in the Name of Islam.
(www.dailymuslims.com)

الحمدللہ کتاب کا اختتام ہوا

کیا آپ معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں؟

اصلاح معاشرہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لوگوں تک حق بات پہنچائی جائے ۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ (صحیح مسلم)

''جو شخص، کسی نیک کام کی طرف، کسی دوسرے شخص کی راہنمائی کرے گا، اُسے نیک کام کرنے والے کے برابر اجر اور ثواب دیا جائے گا۔''

آیئے اصلاحِ معاشرہ کے کام میں دینِ اسلام کی مدد کریں ۔آپ کی دی ہوئی کتابوں کی وجہ سے جس گھر میں جو اچھے اثرات ہوں گے، آپ اُس اجر میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی اصلاحِ معاشرہ کے موضوع پر کتابوں کے سیٹ کو خرید کر اپنے رشتہ داروں کو تحفے میں دیں:

1......ایک آنکھ والا دجال

2......موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

3......انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4......معرکۂ روح و بدن

5......پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب

6......دجالی دور اور مسلم نوجوان

7......داڑھی کی اہمیت قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8......ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9......سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10......سورۃ یٰسٓ کی تفسیر: کتاب وسنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)========>

11 ...... تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

12 ...... روزے کے روحانی اور طبی فوائد۔قرآن، حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

13 ...... اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی؟

14 ...... دجالی دور اور مسلم خواتین

15 ...... مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ

16 ...... عرشِ الٰہی سے لٹکتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں

17 ...... تاریخ کا سبق

تبلیغی مقاصد کے لئے پورا سیٹ یا بڑی تعداد میں کتابیں خریدنے پر خصوصی رعایت۔

تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔مکتبہ خواتین میگزین، منصورہ ملتان روڈ۔لاہور

فون نمبر: 042-35435667 / 0321-4708024